

میں نے بائبل سے پوچھا

قرآن کیوں جلے؟

امیر حمزہ





میں نے بائبل سے پوچھا

قرآن کیوں سچا ہے؟

اسید حمزہ



نام کتاب

میں نے بائیبل سے پوچھا

قرآن کیوں جلے؟

تالیف



سرورق .... فیصل منظور

کمپوزنگ .... محمد شفیق

اشاعت اول .... فروری 2011ء

ناشر .... دارالاندلس

تعداد 10,000

قیمت ....



پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

دارالاندلس

4-لیک روڈ چوبرجی لاہور 6-غزنی سٹریٹ نزد رحمٰن مارکیٹ اردو بازار لاہور

Ph: +92 42 37230549, Fax: +92 42 37242639

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

باب اوّل — تورات اور قرآن

باب دوم عہد نامہ قدیم اور قرآن

باب سوم

عہدنامہ جدید (انجیل) اور قرآن

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ !

اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کے لیے آسمانوں سے کتابیں نازل فرمائیں اور ان الہامی کتابوں کی معنوی تشریح اور عملی تفسیر کے لیے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں میں سے قرآن کی حفاظت اور بقا کا ذمہ خود لیا، فرمایا:

''بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔'' [الحجر : ۹]

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کے ضمن میں تمام انبیاء و رسل کی عصمت و عظمت کا بھی تحفظ کیا ہے اور تمام انبیاء کے مراتب کا لحاظ بھی رکھا ہے، قرآن میں ہے:

''ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے۔'' [البقرة : ۲۸۵]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَ دِيْنُهُمْ وَاحِدٌ » [بخاری : ۳۴۴۳]

''تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔''

قرآن میں پہلی امتوں پر نازل کی جانے والی کتابوں کی تصدیق کی گئی ہے اور ان امتوں کی طرف مبعوث کیے جانے والے انبیاء پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کا یہود و نصاریٰ پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے تمام انبیاء کی پاک دامنی اور تزکیہ بیان کر کے ان کی عصمت و حرمت کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔

عصمت انبیاء کا مسئلہ ہمیشہ ہی بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ آج بھی یہ مسئلہ پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ چند روز قبل امریکہ کے ایک معروف پادری ٹیری جونز (Terry Jones) نے قرآن کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے قرآن کی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ اس نے قرآن کو پھاڑنے، جلانے، بارود سے اڑانے اور ٹھوکر مار کر اہانت کرنے کا اعلان کیا ہے اور پوری دنیا کے نصرانیوں کو اسی طرح توہین کرنے کی دعوت عام دی ہے۔

چنانچہ اس گمراہ پادری کے ناپاک عزائم کا مسلمان کمیونٹی کی طرف سے عالمی سطح پر تحریری طور پر، تقریروں اور احتجاج کی شکل میں، سیاسی حلقوں، حکومتوں اور مذہبی طبقے کی طرف سے شدید ردعمل دیکھنے میں آیا ہے۔ تحریک حرمت رسول ﷺ کے کنونیئر امیر حمزہ صاحب نے ”میں نے بائبل سے پوچھا...... قرآن کیوں جلے؟“ کے نام سے بڑے مؤثر اور مدلل انداز میں ایک مسکت جواب دے کر اپنے ردعمل کا اظہار کیا ہے۔

یہ کتاب عام قارئین اور حقائق جاننے والوں کے لیے مفید معلومات اور مستند حوالہ جات کا مجموعہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ تحریر ان اداروں اور تنظیموں کے لیے دلائل پر مبنی ایک دستاویز ہے جو عالمی سطح پر مختلف ادیان و مذاہب کے درمیان بھائی چارے اور خوشگوار باہمی تعلقات استوار کرنے کے دعویدار ہیں۔ مزید برآں ! یہ تالیف موجودہ دور کے یہود و نصاریٰ کے لیے اس پیغام رسالت کا اعادہ ہے، جو اعلان آج سے پندرہ سو سال قبل نبیٔ رحمت ﷺ نے اس دور کے یہود و نصاریٰ کو مخاطب کرتے ہوئے زبانِ نبوت سے فرمایا تھا:

﴿ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا ﴾

[آل عمران : ٦٤]

”آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے درمیان اور تمھارے درمیان برابر ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔“

یہ موقر کتاب ادارہ دارالاندلس کی طرف سے شائع کی جا رہی ہے۔ دارالاندلس کے رفیق ابوعمر محمد اشتیاق اصغر نے پروف ریڈنگ کا کام کیا اور محمد شفیق بھائی نے کمپوزنگ کا فریضہ سرانجام دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تحریری ثبوت اور مہذب اعلامیہ کو متلاشیانِ حق کے لیے روشنی کی قندیل بنائے اور فاضل مصنف کی اس ہمدردانہ کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین !

طالب دعا

جاوید الحسن صدیقی

مدیر دارالاندلس

27 صفر المظفر 1432ھ بمطابق یکم فروری 2011ء

تاثرات

پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ تعالیٰ

امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ!

ربع صدی سے جاری جہاد فی سبیل اللہ کے عمل نے دنیا کا منظر بدل دیا ہے۔ پہلے اس کی زد روسی استعمار اور کمیونزم پر پڑی، جس کے نتیجے میں فلسطین، کشمیر اور بوسنیا کی مسلم تحریکوں نے جنم لیا، دنیائے کفر کو فکر لاحق ہوئی کہ مسلمان قوت بن کر ابھر رہے ہیں اور صلیبی جنگوں کے بعد مغربی طاقتوں نے جو عالمی نظام تشکیل دیے تھے اور ان نظاموں کے ساتھ جس طرح سیاسی اور معاشی شکنجوں میں دنیا کو جکڑا تھا اور خاص طور پر مسلمانوں کو جس طرح آزادیوں سے محروم کیا تھا، ان شکنجوں سے مسلمان نکل کر آزادی کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ یہ صورتِ حال مغرب کے لیے بڑی پریشان کن ہے کہ مسلمان جہاد کریں، کیونکہ انھوں نے جہادِ اسلامی کے نتائج، مقاصد اور اہداف کو تاریخی طور پر خوب دیکھا ہے۔

امریکہ اور یورپ اس خوف میں مبتلا ہیں کہ وہ مسلمانوں پر اپنی گرفت قائم نہیں رکھ سکیں گے، اس لیے انھوں نے افغانستان اور عراق پر فوجی یلغاریں کیں، امریکہ دنیا کے سب سے بڑے فوجی اتحاد کے ساتھ میدان میں نکلا، جہاد کو دہشت گردی قرار دے کر، میڈیا کو متحرک کر کے تاریخ کی سب سے مہنگی جنگ لڑ کر غلبۂ اسلام کے راستے کو روکنے کی کوشش کی، لیکن امریکہ اور نیٹو کے عسکری ماہرین اپنی ناکامی کا برملا اعتراف کر رہے ہیں اور مستقبل قریب میں انھیں اپنی شکست و ہزیمت واضح طور پر نظر آ رہی ہے، جسے وہ چھپانے

کے لیے پرامن راہِ فرار تلاش کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

اندریں حالات مغرب کے صلیبی حکمران اور مذہبی پیشوا اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی پر اتر آئے ہیں۔ آنے والے حالات میں اسلام دشمن قوتوں اور یہود و نصاریٰ کو اپنی موت صاف نظر آ رہی ہے اور ان کا اتحادی انڈیا شدید پریشانی اور گھبراہٹ کا شکار ہے۔ ان سب نے مل کر اسلام کے خلاف سازشوں کے جال بنے ہیں اور اسلام دشمنی کی آگ میں سرکردہ اعیانِ کفر نے اسلام، رسولِ اسلام اور قرآن کی توہین کے بھونڈے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیے ہیں۔

جوں جوں اہل کفر کی شکست قریب آ رہی ہے، ان کی گھٹیا حرکتوں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے، لیکن نبی ﷺ کی توہین اور قرآن کی اہانت کرنے والوں کا جواب دینے والے بھی پوری قوت کے ساتھ آج میدانوں میں نکل کھڑے ہوئے ہیں اور اس میدان میں بھی کفر کو عبرتناک شکست سے دو چار کر رہے ہیں۔

محترم امیر حمزہ صاحب کی کتاب ''قرآن کیوں جلے؟'' ایک شاندار کوشش ہے، جس سے اپنوں اور بیگانوں سب کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ یہود و نصاریٰ نے اہانت قرآن اور توہین رسالت کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس کتاب کے مندرجات سے بہت سی حقیقتیں واضح ہو جائیں گی، خاص طور پر وہ مسلمان جو مغرب سے بہت متاثر ہیں، وہ اس کتاب سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں گے، علمائے کرام اور داعیانِ اسلام کو قرآن اور رسولِ اکرم ﷺ کا مقدمہ سمجھنے اور سمجھانے کے لیے دلائل ملیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ ہمارے بھائی کی کوشش کو شرفِ قبولیت بخشے اور اس کتاب کو سب کے لیے فائدہ مند بنائے۔ آمین!

محمد سعید

مصنف اور کتاب

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَ نَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،

أَمَّا بَعْدُ!

محترم امیر حمزہ ﷾ ایک نامور قلم کار، مجلۃ الدعوۃ کے مؤسس، ہفت روزہ جرار کے چیف ایڈیٹر، تحریک حرمت رسول ﷺ کے کنوینر، جید مدبر اور عمدہ مفکر ہیں۔ موصوف دعوت و جہاد کے میدان میں محتاجِ تعارف نہیں ہیں، متعدد کتب کے مؤلف اور تحریر کتب میں سریع القلم ہیں۔ ان کی کتب میں سے اس سے قبل بالخصوص ''رویے میرے حضور ﷺ کے'' اور ''سیرت کے سچے موتی'' اپنی مثال آپ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے علم، عمل، عمر، رزق، مال اور اہل وعیال میں برکاتِ کثیرہ اور انواراتِ غزیرہ کی بارش فرمائے۔ آمین!

عصر حاضر میں یہود ونصاریٰ نے اپنی سابقہ حرکاتِ مذمومہ کی طرح ہمارے آخری نبی امام الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین والموحدین، فخر الرسل، دانائے سبل، ہادیٔ کائنات، سیدنا محمد ﷺ کی ہتک عزت اور توہین وتنقیص کرتے ہوئے ان کے خاکے شائع کیے اور ان پر نازل ہونے والی آسمانی کتاب قرآن حکیم کے اوراق جلیلہ کو پھاڑنے اور گندے مقامات پر پھینکنے جیسے سیاہ اعمال کا ارتکاب کیا۔

ٹیری جونز جیسے ملعون پادری نے قرآن جلانے اور اپنے چرچ میں بیٹھ کر اس پر مقدمہ چلانے کی دریدہ دہنی کی اور امت مسلمہ کے دلوں کو ٹھیس پہنچائی۔

عزت مآب محترم امیر حمزہ صاحب کی غیرت ایمانی نے جوش مارا تو انھوں نے ان کی کتب کی روشنی میں آئینہ دکھلایا کہ قرآن حکیم تو تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی عزت و توقیر بتاتا ہے، بالخصوص اہل کتاب کے انبیاء علیہم السلام کی عزت و حرمت کا پاسبان اور نگران ہے، پھر یہ کیوں جلے؟

تم نے تو اپنی سماوی کتب میں تغیر و تبدل اور تدلیس کر کے انبیاء و رسل علیہم السلام کی توہین کی، جبکہ قرآن نے ان کی پاکیزہ سیرت کو اپنے اوراقِ ذہبیہ میں پرویا اور چمک دار موتیوں کے گلشن کو سجایا ہے۔ امیر حمزہ صاحب کی زیر نظر کتاب خالص دعوتی اور تبلیغی نکتہ نظر کی آئینہ دار، محبت و خلّت کی گوہر آبدار، امن و آشتی کی بہار اور اپنے موضوع پر شاندار ہے۔

اللہ تعالیٰ اِسے گم گشتگانِ راہ کے لیے زر زرینہ اور یہود و نصاریٰ کی ہدایت کا نگینہ بنائے اور مؤلف، ناشر، تمام معاونین اور جملہ قارئین کے لیے آخرت میں کامیابی و کامرانی کا وسیلہ و کفیلہ بنائے اور دعوت و جہاد کے میدانوں میں صبر و ہمت اور عزم و استقلال نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

خادم العلم و أهله

ابوالحسن مُبشّر احمد ربّانی عفا اللہ عنہ

۱۱ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، بمطابق 16 جنوری 2011ء

تعارف

نائن الیون 2001ء کے بعد امریکہ کی قیادت میں اس کے اتحادی ملکوں نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ افغانستان اور عراق میں افواج داخل کر دیں۔ یہاں سے جو لوگ پکڑے گئے انھیں کیوبا کے ایک جزیرے میں قید کیا گیا۔ اس جزیرے کا نام ''گوانتا ناموبے'' ہے۔ یہاں ایک جیل خانہ بنایا گیا۔

ایک روز امریکہ ہی کے ہفت روزہ ''نیوز ویک'' نے اس خبر کا انکشاف کیا کہ امریکہ کی ایک خاتون، جس کا رینک میجر جنرل کا ہے، اس کی قیادت میں مسلمان قیدیوں کے سامنے قرآن کو ٹھڈے مارے گئے۔ قرآن کے اوراق کو پھاڑا گیا اور قیدیوں کے سامنے ان اوراق کو صفائی کے لیے بطور ٹشو پیپر استعمال کیا گیا، نیز قرآن کے اوراق کو فلش میں پھینکا گیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

عمران خان جو پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین ہیں، انھوں نے ایک پریس کانفرنس میں نیوز ویک کے شمارے کو لہرایا اور مسلمانانِ پاکستان کو اس مذموم حرکت سے آگاہ کیا۔

امریکہ میں ہر سال نائن الیون کے حادثے میں جان ہارنے والوں کی یاد میں ایک دن منایا جاتا ہے۔ 2010ء میں جب نائن الیون کی برسی کا دن قریب آ رہا تھا تو امریکہ

کی ایک ریاست فلوریڈا کے ایک پادری نے انٹرنیٹ پر ایک پروگرام لانچ کیا کہ اس بار ہر شخص قرآن جلا کر نائن الیون کی برسی منائے۔ چرچ کے اس پادری کا نام ''ٹیری جونز'' (Terry Jones) ہے۔ اس کے ساتھ بہت سارے لوگ شامل ہو گئے۔ دنیا بھر میں ایک شور اٹھا۔ انصاف پسند مسیحیوں نے بھی اس اقدام کی مخالفت کی۔ مسلمانوں نے بھی بھرپور احتجاج کیا۔ امریکہ کے صدر اوباما نے بھی اس فعل کی حوصلہ شکنی کی۔ الغرض ! یہ واقعہ اجتماعی طور پر واقع نہ ہو سکا اور پادری نے اپنا مذموم ارادہ ختم کرنے کا اعلان کر دیا، تاہم کئی لوگوں نے اس کے باوجود امریکہ میں قرآن کے اوراق کو پھاڑا اور جلایا بھی۔

اس سے پہلے کرسچین کی مغربی دنیا کے کئی سیاستدان بھی قرآن کے خلاف بیان دے چکے تھے۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مغربی دنیا کے سیاستدان اور عسکری ذمہ داران کے بعد مذہبی لوگوں نے بھی قرآن کے خلاف ایک مہم شروع کر دی ہے، جو وقفے وقفے کے بعد سر اٹھاتی رہتی ہے۔ 14 جنوری 2011ء کو اس مہم نے پھر سر اٹھا لیا۔ ٹیری جونز نے دوبارہ اعلان کیا کہ وہ قرآن پر مقدمہ چلائے گا اور ثابت کرے گا کہ دہشت گردی کی ذمہ دار یہی کتاب ہے، نیز اس نے قرآن کو سزا دینے کے لیے چار طریقے تجویز کیے کہ اسے جلایا جائے، پھاڑا جائے، دریا برد کیا جائے اور فائرنگ سکواڈ کے سپرد کیا جائے۔ (نعوذ باللہ)

25 جنوری 2011ء کے ذرائع ابلاغ، خصوصاً ''نوائے وقت'' نے خبر دی کہ امریکی فوجیوں نے غزنی کے ایک گاؤں میں قرآن پر فائرنگ کی۔ اس کی ویڈیو بھی آ چکی ہے۔ یعنی امریکی فوج نے اپنے امریکی پادری ٹیری جونز کے توہین آمیز اعلان پر عمل بھی کر دیا۔

الغرض ! اس سے مغرب کا وہ چہرہ جس کی دنیا میں ایک شناخت تھی کہ یہ چہرہ جمہوری رویوں کا حامل ہے، برداشت والا ہے، انسانیت کے احترام والا ہے، دوسروں کے مذاہب کی عزت کرنے والا ہے...... وہ قرآن کے ساتھ توہین آمیز رویوں کے باعث سخت داغ

ہوا ہے۔

ایسے حالات میں ...... اللہ کے فضل وکرم اور مدد کے ساتھ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان رویوں کا دلیل کے ساتھ جواب دیا جائے، جواب دینے کے لیے میں نے جو محنت کی، سب سے پہلے اس کا تعارف آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

تورات

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی۔ تورات پانچ کتابوں پر مشتمل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہودیوں میں بہت سے پیغمبر آئے۔ ان میں سے حضرت داوٗد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی، جو نظموں کی صورت میں اللہ کی حمد پر مشتمل ہے۔ ان کے بعد بھی بہت سارے نبی آئے۔ ان انبیاء کے صحیفوں اور حالات سے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا، ان سب کو یہودیوں نے مرتب کر کے ایک کتاب کی صورت دی ہے۔ یہ کتاب ان کے ہاں ''مقدس کتاب'' ہے اور اس کتاب کو ''عہد نامہ قدیم'' (Old Testament) کا نام دیا گیا ہے۔

انجیل (Bible)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل ہوئی، وہ انجیل ہے۔ نصرانی عہد نامہ قدیم کو بھی مانتے ہیں اور اس پر عمل کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ قانون اور شریعت کی کتاب بنیادی طور پر تورات ہی ہے۔ انجیل تو تمثیلوں کی صورت میں وعظ کی کتاب ہے، چنانچہ نصرانیوں نے اپنی کتاب انجیل کو ''عہد نامہ جدید'' (New Testament) کا نام دیا اور دونوں عہد ناموں کو اکٹھا شائع کر کے اسے بائبل (Bible) قرار دیا۔ یوں نصرانیوں کے ہاں عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید دونوں پر مشتمل مقدس کتاب 'بائبل' ہے۔

میں نے بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور سے بائبل خریدی۔ عہد نامہ قدیم کے باریک خط میں لکھے ہوئے 893 صفحات کو پڑھا۔ اس کے بعد عہد نامہ جدید کے 259 صفحات بھی مطالعہ کیے اور یوں میں نے دن رات ایک کر کے بائبل کے 1152 صفحات کو پڑھا اور ساتھ ساتھ اپنے مطلوبہ مقامات پر نشانات لگاتا چلا گیا، جو ابھی آپ پڑھیں گے۔ ان شاء اللہ!

انگریزی بائبل

برطانیہ کا ایک معروف اشاعتی ادارہ، جس کا نام D.K ہے، اس ادارے کا سربراہ جان بوکر (John Bowker) ہے۔ اس نے باتصویر مکمل بائبل شائع کی ہے۔ ساتھ ساتھ شرح اور تفسیر بھی بیان کی ہے۔ جان بوکر برطانیہ کی معروف یونیورسٹی کیمبرج (Cambridge University) میں تثلیثی کالج (Trinity College) کے ڈین (Dean) یعنی سربراہ رہے ہیں۔ وہ 1984ء سے لے کر 1991ء تک اپنے اس عہدے پر فائز رہے۔ وہ امریکہ کی نارتھ کیرولینا ریاست کی یونیورسٹی میں مذہب کے ایڈجوٹینٹ پروفیسر بھی ہیں۔ وہ اپنی بہت ساری دینی کتب پر ایوارڈ بھی حاصل کر چکے ہیں۔ ان کی نگرانی میں پانچ سو یہودی اور نصرانی اسکالرز نے کام کیا، تب جا کر انگریزی زبان میں بائبل کو تیار کیا۔ اس معروف کتاب کو بھی میں نے خریدا۔ یہ 544 صفحات پر مشتمل ہے۔ سائز بڑا ہے۔ اس کتاب کو میں نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ پڑھا۔ اس پر مجھے اس لیے بھی سخت محنت کرنا پڑی کیونکہ قدم قدم پر انگلش ٹو انگلش اور انگلش ٹو اردو ڈکشنریوں کو کھنگالنا پڑتا تھا۔ بعض اہم چیزوں کی وضاحت کے لیے امریکہ کی چھپی ہوئی انسائیکلوپیڈیا نما ڈکشنری کی ورق گردانی بھی کرنا پڑتی تھی۔ الغرض! اللہ کی مدد کے ساتھ یہ منزل بھی سر ہوئی اور میں اپنے مطلوبہ مقامات کے نوٹس لینے میں کامیاب ہوتا چلا گیا۔

یہود کے بارے میں عربی انسائیکلوپیڈیا

پروفیسر ظفر اقبال صاحب کی لائبریری میں میری نظر مندرجہ بالا انسائیکلوپیڈیا پر پڑی، میں نے اسے دیکھا تو مجھے اپنے مقصد کو مزید چار چاند لگتے دکھائی دیے۔ پروفیسر صاحب حال ہی میں سعودی عرب سے یہ کتاب لائے ہیں۔ کویت کے ایک اسکالر ڈاکٹر طارق محمد سویدان نے اپنے بیسیوں ساتھیوں کے تعاون سے یہ جدید ترین باتصویر انسائیکلو پیڈیا مرتب کیا ہے۔ جس میں یہودیوں کی عہد نامہ قدیم پر مشتمل تمام کتابیں یعنی تاریخ، عقیدہ، شریعت، ان کے گروہ، فرقے اور تنظیمات، مزید براں! ان کی معاشیات، تعلیم، فوج، سیاسی جماعتیں، شخصیات اور دنیا میں ان کے اثرات وغیرہ پر تفاصیل دی ہیں۔ ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل اس بڑے سائز کے انسائیکلوپیڈیا کو بھی، جو عربی زبان میں ہے، بحمداللہ میں نے پڑھ لیا اور نوٹس بھی تیار کر لیے...... یوں اردو، انگریزی اور عربی میں یہ سارا کچھ پڑھنے کے بعد...... میں نے دلائل کے ساتھ یہود و نصاریٰ سے پوچھنے کا ارادہ کیا ہے کہ اے اہل کتاب ! تمھاری تحریف شدہ بائبل میں تو جا بجا رسولوں اور انبیاء کی توہین، ان پر الزامات اور ہتک آمیز داستانیں ہیں، جبکہ قرآن رسولوں اور نبیوں کی بلند و بالا شان بیان کرتا ہے، بائبل کے لگائے گئے الزامات کو صاف کرتا ہے۔ پھر تم لوگ قرآن کی توہین کیوں کرتے ہو؟ چنانچہ اب یہاں میں تمھاری مقدس کتابوں ہی کے حوالوں سے آپ لوگوں سے پوچھنے جا رہا ہوں اور دلائل کی دنیا میں آپ سے جواب مانگنے جا رہا ہوں، اس عنوان سے کہ:

''میں نے بائبل سے پوچھا! قرآن کیوں جلے......؟''

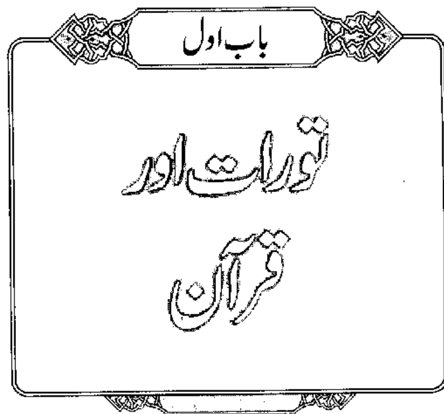
یہ میرا ایک سوال ہے اور تمام یہودی اور مسیحی دنیا سے سوال ہے، امریکہ کے ہر صدر سے ہے، جو صدارت کا حلف اٹھاتا ہے تو ہاتھ میں بائبل پکڑ کر اٹھاتا ہے۔ ان کے

پادریوں، راہبوں اور مذہبی سکالروں سے سوال ہے کہ میری یہ کتاب ایک آئینہ ہے۔ اس آئینے میں بائبل کی صورت میں اپنا چہرہ دیکھو اور قرآن بھی ملاحظہ کرو۔ سوال میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ جواب کا مجھے انتظار رہے گا۔

جواب کا منتظر

امیر حمزہ

فون: 0300-4078618


باب اول
تورات اور
قرآن

تورات اور قرآن

حضرت نوح علیہ السلام پر یہود کے اخلاقی الزامات

اے یہودیو اور نصرانیو! یہ آپ کی تورات کا...... آپ کی بائبل کا پہلا باب (Chapter) ہے۔ اس کا عنوان پیدائش ہے۔ اس میں کائنات کی پیدائش کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چھ دنوں میں پیدا فرمایا...... پھر آدم علیہ السلام کا ذکر ہے کہ اللہ نے انھیں اور حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا۔ پھر آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا ذکر ہے اور بتلایا گیا ہے کہ دونوں کے درمیان جھگڑا ہوا اور قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا...... اس کے بعد بتلایا گیا ہے کہ زمین پر انسانوں کی آبادی پھیل گئی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ انسان اللہ تعالیٰ سے منہ موڑ گئے، لہٰذا اللہ نے ان کی اصلاح کے لیے ایک پیغمبر نوح علیہ السلام کو بھیجا۔

اے اہل کتاب! اب تمھاری تورات اور بائبل حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اور گمراہ انسانوں کے غرق ہونے کا تذکرہ کرتی ہے اور ساتھ حضرت نوح علیہ السلام پر ایک ایسا الزام بھی لگاتی ہے کہ جسے پڑھ کر خون کھول اٹھتا ہے، دل روتا ہے اور قلم لرزنے لگ جاتا ہے...... میں اپنے اندر اسے نقل کرنے کی ہمت نہیں پاتا، لیکن جناب! آپ کو آئینے میں آپ کا

چہرہ دکھلانے کے لیے اتنی سی جسارت کر رہا ہوں کہ آپ کی بائبل کے فحش اور ننگے الفاظ کو ذرا اپنے الفاظ میں شرافت کا لباس پہنا دوں...... ہاں ہاں ! یہ لباس پہناؤں تو تب بھی صورتحال یوں ہے کہ:

''حضرت نوح کاشتکاری کرنے لگ گئے، انھوں نے انگوروں کا ایک باغ لگایا...... وہاں انگوروں کی شراب پی لی، ان کے جسم پر کپڑے بھی نہ رہے اور پھر......؟''

اور پھر......! دیکھنا چاہو تو آگے خود ہی دیکھ لو، اپنے بڑوں کی لکھی ہوئی تورات اور بائبل دیکھ لو کہ آگے کیا لکھا ہے...... بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور کی مطبوعہ کا صفحہ گیارہ دیکھو، میں نے تو جب یہ دیکھا تو تمھاری بائبل نے زبان حال سے پکار پکار کر مجھے کہا کہ اے امیر حمزہ ! میرے ماننے والے یہودیوں اور مسیحیوں کو بتلاؤ کہ تم لوگ قرآن کیوں جلاتے ہو؟ آگ لگانا ہے تو عریانی و فحاشی پر مبنی اس جھوٹی داستان کو لگاؤ۔

نوح علیہ السلام اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام کا 43 بار تذکرہ فرمایا۔ جہاں بھی ذکر ہوا اپنے بندے حضرت نوح علیہ السلام کی عظمت و عزت کو چار چاند لگا دیے۔ ملاحظہ ہوں چند مقامات، فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴾

[آل عمران : ۳۳]

'' (لوگو!) بے شک اللہ نے سارے جہانوں میں آدم اور نوح کو اور ابراہیم کے خاندان کو اور عمران کے خاندان کو (عزت و شرف کے لیے) منتخب فرما لیا۔''

اے اہل کتاب ! اللہ نے اپنی آخری کتاب قرآن کی سورۃ العنکبوت (۱۴) میں بتلایا

کہ میرے پیغمبر نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک میری توحید کا وعظ کیا اور جب قوم نے متواتر انکار کیا اور جھٹلایا تو نوح علیہ السلام نے ہمیں آواز دی:

﴿وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ﴾ [الصّآفات : ٧٥]

''چنانچہ نوح نے (مدد کے لیے) ہمیں آواز دی ...... ہم بھی پھر کیا خوب جواب دینے والے ہیں۔''

جی ہاں! اللہ نے جواب اس طرح دیا کہ روئے زمین کے تمام مشرک انسانوں کو پانی میں غرق کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کرا کے بچا لیا...... اور جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اترے تو اللہ نے محبتوں کے ساتھ ان کا یوں ذکر فرمایا:

﴿قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ﴾ [هود : ٤٨]

''کہا گیا، اے نوح! ہماری جانب سے سلامتی کے ساتھ (کشتی سے) اتر جا...... تجھ پر برکتیں ہی برکتیں ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الصّآفات : ٧٩]

''سارے جہانوں میں نوح پر سلام ہو۔''

سورۂ بنی اسرائیل میں نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا﴾ [بنی إسرائیل : ٣]

''(جہاں تک نوح کا تعلق ہے) وہ تو (ہمارا) شکر گزار بندہ تھا۔''

اے ملک اسرائیل کے باسیو! حضرت اسرائیل کی اولاد کہلانے والو! قرآن کی سورت ''بنی اسرائیل'' بھی دیکھو کہ نوح علیہ السلام کا تذکرہ کس پاکیزگی اور عزت سے ہو رہا ہے اور اپنی تورات بھی ملاحظہ کرو کہ تم حضرت نوح علیہ السلام پر کس طرح گندے اور رکیک الزامات لگاتے ہو۔

ظالمو! پھر بھی کہتے ہو کہ ہم قرآن جلائیں گے۔ کیا اس لیے جلاؤ گے کہ قرآن کا قصور یہ ہے کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی عزت و تکریم کی حفاظت کرتا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے درمیان لڑائی

یہودیوں، نصرانیوں اور مسلمانوں کے ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات مبارکہ مشترکہ طور پر قابل احترام ہے، لیکن بائبل کی کتاب ''تورات'' میں ان کا احترام کیسا ہے۔ ملاحظہ ہو باب پیدائش میں احترام کا ایک انداز!

بائبل بتلاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور مال و اسباب کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے۔ حضرت لوط علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چوپائے اور سونا چاندی بکثرت تھا...... انھوں نے کنعان (فلسطین) میں آ کر ڈیرے ڈالے۔ بھیڑ بکریاں اور گائیاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی بہت تھیں اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھی کم نہ تھیں۔ چراگاہوں کا علاقہ ناکافی تھا، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے چرواہے آپس میں چراگاہوں کے معاملے پر جھگڑنے لگ گئے۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا:

> ''میرے چرواہوں اور تیرے چرواہوں کے درمیان جھگڑا نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی میرے اور تیرے درمیان لڑائی ہونی چاہیے، کیونکہ ہم بھائی ہیں...... بہتر یہی ہے کہ تم مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ چنانچہ لوط علیہ السلام دریائے اردن کی اترائی میں سدوم اور عمورہ کی طرف چلے گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی علاقے میں رہنے لگ گئے۔''

اے یہودیو اور نصرانیو! تم نے اللہ کے دو عظیم پیغمبروں کے درمیان مال و دولت کے لیے لڑائی اور جدائی دکھا دی، یعنی جس طرح عام لوگ مال و دولت کے لیے لڑائی کرتے ہیں

اور لڑتے ہوئے الگ الگ ہو جاتے ہیں، اسی سطح پر تم لوگ اللہ کے پیغمبروں کو لے آئے۔

نادانو! اس نچلی سطح پر تم لوگ اللہ کے پیغمبروں کو اس لیے لے آئے، تاکہ تم اس فانی دنیا کے مال و متاع کے لیے آپس میں لڑتے رہو اور یہ کہو کہ جب حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام مال و دولت کے لیے لڑتے تھے تو ہماری لڑائی کیا وقعت رکھتی ہے، یعنی تم لوگوں نے اپنے معاشروں کو اخلاقی پستی میں گرانے کا ایک جواز حاصل کر لیا۔ رہ گئے دوسرے لوگ جن کو بنی اسرائیل غیر اقوام قرار دیتے ہیں، ان کے ساتھ لڑائی کا مقصد بھی پیغمبروں کی اعلیٰ اقدار، توحید کی دعوت اور انسانیت کی بھلائی نہ ٹھہری، بلکہ ان کے مال و دولت اور وسائل پر قبضہ کرنا ٹھہرا...... اور تم لوگوں کی یہ خصلت آج تک جاری ہے۔

آیئے! اب ملاحظہ کیجیے اس قرآن کو جسے تم جلانے کی باتیں کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کا کردار اس قرآن میں کیسا ہے؟ ملاحظہ ہو!

سرزمین عراق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کی توحید کی دعوت لے کر اٹھے، لوگوں نے جھٹلا دیا تو......!

﴿فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

[العنکبوت: ٢٦]

''لوط حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا، میں اپنے رب کی خاطر وطن چھوڑ کر جانے والا ہوں۔ بے شک وہ اللہ غالب بھی ہے اور حکمت والا بھی ہے۔''

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام اور اپنے مومن بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کو ہمراہ لیا اور چل کھڑے ہوئے...... مصر آئے، پھر وہاں سے شام کو روانہ ہوئے...... اب اللہ نے لوط علیہ السلام کو بھی نبوت عطا فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انھیں سدوم اور عمورہ کی جانب روانہ کیا۔ جی ہاں! اللہ کے دین کی دعوت کے لیے روانہ کیا، نہ کہ مال و

دولت کے لیے۔

یاد رہے! قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کا 27 بار تذکرہ فرمایا ...... اور ہر تذکرے میں ایک نئے انداز سے حضرت لوط علیہ السلام کی عظمت کو ظاہر فرمایا۔ سورۂ انبیاء میں کہا:

﴿وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ [الأنبياء : ٧٤]

''ہم نے لوط کو فیصلہ کرنے میں دانائی اور علم سے نوازا۔''

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ﴾ [النجم : ٣٧]

''اور ابراہیم کہ جس نے وفاداری کا حق ادا کر دیا۔''

یعنی اللہ کے ساتھ وفاداری کا بھی حق ادا کر دیا اور بندوں کے ساتھ بھی حق ادا کر دیا...... اور بندوں میں سرفہرست نام اس بھتیجے کا آتا ہے، جن کا نام لوط ہے اور وہ ایمان کی خاطر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے اپنے چچا کے ساتھ چل پڑے...... بتلایئے کیا ایسا عظیم چچا اپنے بھتیجے کے ساتھ مال پر لڑے گا؟ کیا عظیم بھتیجا اپنے چاچا سے دولت کی خاطر جھگڑے گا؟

اے یہودیو اور نصرانیو! آہ! ...... تم لوگوں نے اپنے باپ، ہم سب کے باپ، پوری انسانیت کے محسن اور روحانی باپ کو بھی معاف نہ کیا...... ان کی عظیم شخصیت کو بھی داغ دار کرنے سے باز نہ آئے...... ہاں ہاں! اس عظیم باپ کے ایک بیٹے حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن نازل ہوا...... تم اس قرآن کو جلانے کی باتیں اس لیے کرتے ہو، قرآن کی توہین اس لیے کرتے ہو کہ اس قرآن میں 69 بار حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہوا...... ذرا یہ 69 مقامات پڑھ کر تو دیکھو اور پھر موازنہ کرو اپنی بائبل میں درج باتوں کا، قرآن میں احترام و محبت سے بھرپور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اجلے اور نکھرے کردار سے...... ہم یہاں صرف ایک مقام کا تذکرہ کیے دیتے ہیں، فرمایا:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ﴾ [ھود : ۷۵]

''بے شک ابراہیم تو حوصلے والا، درد رکھنے والا اور بار بار اللہ سے وابستہ ہونے والا تھا۔''

اللہ اللہ !! ...... یارو ! بھلا عظیم حوصلے والا کیا مال کی خاطر لڑے گا ؟ اور کیا اپنے ساتھ وطن چھوڑ کر آنے والے بھتیجے کو چلتا کرے گا؟ ...... سب کا درد رکھنے والا، کسی کی تکلیف دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھرنے والا، ہوکے لینے والا...... اور بات بات پر اپنے رب سے راہنمائی لینے والا، اپنے مولا سے وابستہ رہنے والا...... قدم قدم پر اپنے پروردگار کی طرف پلٹنے والا...... مال و دولت کی خاطر لڑے گا؟ ...... آہ ! تم لوگوں نے اپنے اور ہمارے باپ کی توہین کی ...... اور وہ قرآن جسے محمد کریم ﷺ لے کر آئے اس قرآن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دامن صاف کر دیا۔ تمھارے اڑائے ہوئے چھینٹوں اور داغ دھبوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سفید خلعت کو اجلا اور تابناک بنا دیا...... کروڑوں سلام اس محمد کریم ﷺ پر جو ایسا قرآن لے کر آئے اور اس قرآن پر جو ایسا بیان لے کر آیا۔

انتہائی شرمناک بہتان

تورات کے باب پیدائش میں بتلایا گیا ہے کہ اللہ کے فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کرنے آئے تو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے، آپ علیہ السلام نے موٹا تازہ بچھڑا پکا کر ان کے آگے رکھا، دودھ اور مکھن بھی پیش کیا، انھوں نے کھایا اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک درخت کے پیچھے دور کھڑے انھیں کھانا کھاتے دیکھتے رہے۔

اس کے برعکس قرآن کی سورۃ الحجر اور سورۃ الذاریات میں اس واقعہ کا ذکر یوں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس انتہائی معزز مہمان آئے۔ انھوں نے سلام کہا...... ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا، مگر دل میں سوچا کہ یہ ایسے مہمان ہیں کہ جن کو میں جانتا

نہیں۔ بہرحال! آپ نے موٹا تازہ بچھڑا بھونا اور لا کر آگے رکھ دیا...... انھوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعجب سے پوچھا، آپ کھاتے کیوں نہیں؟ انھوں نے کہا، ہم اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، تمھیں ایک بیٹے اسحاق کی خوشخبری سنانے آئے ہیں اور اگلا پروگرام یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کرنا ہے۔

قارئین کرام! فیصلہ فرمایئے! قرآن کا اندازِ بیان کس قدر فطری اور انسانی شرف کے مطابق ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دور بیٹھے دیکھتے نہیں رہے بلکہ مہمانوں کے پاس بیٹھے...... اور یہ کہ وہ فرشتے تھے...... انھوں نے کھانا نہیں کھایا...... کہ فرشتے کھانا کھاتے ہی نہیں۔

یہودیو اور نصرانیو! اگلی بات جو بائبل بتلاتی ہے، وہ بڑی خوفناک ہے کہ لوط علیہ السلام کی قوم کو فرشتوں نے تباہ تو کر دیا اور حضرت لوط علیہ السلام اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ سلامت یہاں سے نکل گئے اور پھر ایک غار میں رہنے لگ گئے، مگر حضرت لوط علیہ السلام کی نسل کیسے چلی؟ کیسے دو بیٹے پیدا ہوئے؟ میں تو لکھ نہیں سکتا۔

اے یہودیو اور نصرانیو! یہ تمھاری ہی ہمت ہے کہ تم نے بائبل کے صفحہ سترہ (17) پر کیا لکھ دیا۔ اللہ کے پیغمبر جو فحاشی کے خلاف ساری زندگی دعوت دیتے رہے، مگر ان کی ہدایت نہ مان کر فحاشی ہی کی وجہ سے ان کی قوم تباہ ہوئی...... آہ! ظالمو! تم لوگوں نے اس پاک پیغمبر کو بھی نہ بخشا اور ایسا الزام لگایا کہ اللہ کی پناہ......!!

ہاں...... پھر میں کیوں نہ قربان جاؤں قرآن پر کہ جس نے لوط علیہ السلام کا دفاع یوں کیا:

﴿ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴾ [النمل : ٥٤، ٥٥]

"(میرے محمد کریم! ان لوگوں کو لوط علیہ السلام کے بارے میں بتلاؤ کہ) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایک دوسرے کے سامنے بے حیائی کے کام کرتے ہو

(اور تمھیں ذرا حیا نہیں آتی) پھر یہ بھی کہ تم اپنی عورتوں کو چھوڑ کر انسانی ضرورت کا استعمال مردوں پر جا کرتے ہو...... حقیقت یہ ہے کہ تم (جانوروں سے بھی بڑھ کر) بے وقوف ہو۔''

اے یہودیو اور نصرانیو! قرآن کا انداز دیکھو، اللہ کے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام کس طرح اپنی قوم کی فحاشی اور بے حیائی پر دل گرفتہ ہیں، ان کو اس گندی دلدل سے نکالنے کی جدو جہد کر رہے ہیں۔

قرآن بتلا رہا ہے کہ جو ایسی دعوت دے رہا ہے وہ اللہ کا پیغمبر ہے اور انتہائی پاک باز ہے، مگر آہ! تم لوگ اسی پیغمبر پر الزام لگاتے ہو؟ اور اس لیے الزام لگاتے ہو کہ آج تمھارے معاشروں کا یہی حال ہے کہ اس میں سدومیوں کی حرکتوں کو قانونی تحفظ بھی ہے اور تمھارے ہاں بیٹیوں اور بہنوں کا تقدس بھی پامال ہے۔

ہاں ہاں! اب بات سمجھ میں آئی ...... تمھارے پادری قرآن کو اس لیے آگ کی نذر کرنے کی باتیں کرتے ہیں کہ قرآن انبیاء کی عزتوں کا تحفظ کرتا ہے، بہن اور بیٹی کے تقدس کی حفاظت کرتا ہے اور بے حیائی سے پاک معاشرہ تشکیل دیتا ہے ...... جی ہاں! یہ ہے جرم قرآن کا کہ جس کی وجہ سے تم قرآن کی توہین کرتے ہو۔

اللہ کی توہین

تورات کی کتاب پیدائش کے مطابق حضرت اسحاق علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنے ماموں لابن کے پاس چلے جاؤ اور اس کی بیٹی بیاہ لاؤ، اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس چلے گئے۔ ماموں نے کہا، سات سال میری خدمت کرو، میرے ریوڑ چراؤ، اس شرط پر اپنی بیٹی سے تمھارا نکاح کروں گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس شرط کو مان لیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی خواہش تھی کہ ماموں کی لڑکی راحیل سے شادی

ہو جائے...... مگر جب شادی ہوئی تو ماموں نے راحیل کی جگہ بڑی بیٹی لیاہ کو رخصت کر دیا...... یعقوب علیہ السلام نے اگلے دن ماموں سے کہا، تم نے مجھ سے دھوکا کیا کہ وعدہ راحیل کا کیا اور نکاح میں لیاہ کو رخصت کر دیا۔ ماموں نے کہا، لیاہ بڑی ہے اور دستور یہی ہے کہ پہلے بڑی کا نکاح کیا جائے۔ ماموں نے کہا، اچھا تم ایسا کرو ایک ہفتہ گزار لو، اگلے ہفتے میں راحیل کو بھی تیرے نکاح میں دے دوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ سات سال مزید میرے ریوڑ چراؤ...... حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس شرط کو قبول کر لیا، چنانچہ راحیل کے ساتھ بھی نکاح ہو گیا اور سات سال حضرت یعقوب علیہ السلام ریوڑ چراتے رہے...... ماموں کے بھی ریوڑ چراتے رہے اور اپنے ریوڑ بھی چراتے رہے۔

اس دوران میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے گیارہ بیٹے ہو گئے، ریوڑ بھی بہت بڑھ گیا۔ ماموں حسد کرنے لگ گیا، پھر ایک دن بغیر بتائے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیویوں کو لیا، لونڈی بلہا اور زلفہ کو بھی ساتھ لیا، ریوڑ بھی لیے اور اپنے علاقے کو واپس چل دیے۔ ماموں لابن کو پتا چلا تو وہ سخت غصے میں آ گیا کہ مجھے پوچھے اور ملے بغیر ہی یعقوب چلا گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے بندوں کے ہمراہ پیچھا کیا اور جلعاد پہاڑ کے پاس جا پکڑا...... لابن اور یعقوب دونوں نے اپنے اپنے پڑاؤ میں رات یہیں گزاری۔ صبح کو لابن نے اپنے بھانجے اور داماد یعقوب سے کہا، رات مجھے خواب میں فرشتہ ملا اور اس نے کہا، خبردار! یعقوب کو کچھ نہیں کہنا...... اب میں تمھیں کچھ نہیں کہتا مگر یہ بتلا کہ تو چپکے چپکے کیوں بھاگ آیا؟ اور میرا ایک بت بھی چوری ہو گیا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا، ہم نے کوئی چوری نہیں کی...... حضرت یعقوب علیہ السلام کو پتا نہیں تھا، جبکہ یہ چوری راحیل نے کی تھی۔ وہ بت چرا کر لائی تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام چل پڑے، ان کے بڑے بھائی عیسو کو بھی خبر ہو گئی تھی، چنانچہ وہ بھی اپنے وفد کے ساتھ بھائی کو لینے آ رہا تھا...... راستے میں یعقوب علیہ السلام نے ایک ندی کو

پار کیا اور تمام بیوی بچوں اور ریوڑوں کو آگے بھیج دیا، جبکہ خود اس وادی میں اکیلا رہ گیا اور فجر نمودار ہونے تک ایک شخص سے کشتی لڑتا رہا...... فجر نمودار ہوئی تو اس شخص نے پوچھا، تیرا نام کیا ہے؟ یعقوب نے جواب دیا، میرا نام یعقوب ہے۔اب وہ شخص کہنے لگا کہ اس واقعہ کے بعد تیرا نام یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا، کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا۔

اے یہودیو اور نصرانیو! یہ ہے تمھاری تورات، اللہ کی قسم! اس میں ساری کائنات کے خالق کی بھی توہین ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا جو نقشہ تم نے کھینچا وہ بھی انتہائی توہین آمیز ہے۔ پتا نہیں یہ کن لوگوں کی داستانیں ہیں جنھیں تم پڑھتے ہو اور مقدس جانتے ہو۔ یہ داستان نہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی ہے اور نہ ان کے خاندان کی ہے۔ انصاف سے بتلاؤ! انبیاء کی توہین والی ان داستانوں کو جلنا چاہیے یا قرآن کو......؟ وہ قرآن کہ جس میں حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کا تذکرہ یوں شان و شوکت سے ہے، فرمایا:

﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴾ [الأنبياء : ۷۲، ۷۳]

”ہم نے ابراہیم کو اسحاق عطا فرمایا اور زائد انعام کے طور پر (یعقوب) پوتا بھی عطا فرمایا۔ ان سب کو ہم نے نیک بنایا اور ہم نے ان کو ایسے راہنما بنایا جو ہمارے حکم کے ساتھ راہنمائی کیا کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ وہ بھلائیوں والے کام کریں۔ نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے (احکام کے) سامنے عبادت بجا لانے (سرِ تسلیم خم کرنے) والے تھے۔“

اے یہودیو اور نصرانیو! تم نے ایک وقت میں دو بہنوں کی شادی کروا کے ظلم کیا۔ یہ

تمھاری شریعت میں بھی جائز نہ تھا۔ پھر تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کو چور ثابت کیا اور چوری بھی ایک بت کی۔ (نعوذ باللہ) ارے ظالمو! مجھے بتلاؤ تمھاری ان توہین آمیز تعلیمات کو راکھ کا ڈھیر بننا چاہیے کہ قرآن کو......؟

تم نے نہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو معاف کیا نہ ان کی زوجہ محترمہ کو...... اور ہاں ہاں! تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹی تک کو معاف نہ کیا...... اسی پیدائش کے باب میں تمھاری بائبل کہتی ہے کہ جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے ڈیرے ڈالے وہاں ان کی بیٹی، جس کا نام دینہ تھا اور اس کی والدہ کا نام ''لیاہ'' تھا، وہ باہر نکلی تو وہاں کے چودھری کا جو بیٹا تھا اس نے دینہ کی عزت کو برباد کیا۔

ارے ظالمو! اللہ تمھیں ہدایت دے! تم نے ظلم پہ ظلم کی حد کر دی...... اور سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ ساری کائنات کے خالق کی کشتی اس کے ایک بندے اور رسول سے کروا دی اور اللہ کو شکست سے دو چار بھی کروا ڈالا۔ کہاں خالق کہاں مخلوق؟ ...... ہاں ہاں! اللہ کے قرآن نے تمھیں یہی جواب دیا کہ یہ رسول تو میری عبادت کرنے والے ہیں، میرے حضور رکوع کرنے والے، سجدے کرنے والے ہیں۔ میری خوشنودی کی خاطر اپنا مال خرچ کرنے والے ہیں...... سبحان اللہ! اللہ پاک ہے، تمھاری ایسی ہفوات سے اور اس کے پاک بندے اور ان کے گھر والے بھی مقدس ہیں تمھاری ان بکواسات سے جنھیں تم نے اپنی طرف سے آسمانی کتاب میں شامل کیا ہے اور انھیں مقدس مانتے ہو...... اگر یہ مقدس ہیں تو بتلاؤ پھر غیر مقدس کیا ہوتا ہے؟

یہود کا مذاق اور اللہ کا جواب

اے یہودیو اور نصرانیو! جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو تم لوگوں نے اس وقت بھی اللہ کی توہین کی اور اللہ کا مذاق اڑایا۔ جب قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی کہ کون ہے جو

اللہ کو قرض دے؟ ...... مقصد یہ تھا کہ کون ہے جو اللہ کے راستے میں خرچ کرے؟ مگر تم لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا ...... اور اللہ نے تمھارے اس مذاق کا تذکرہ بھی کیا اور جواب بھی دیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ﴾

[آل عمران : ١٨١]

"اللہ نے ان (یہودی) لوگوں کی (تمسخرانہ) بات کو سن لیا، جنھوں نے کہا: "اللہ فقیر ہو گیا ہے اور ہم مال دار ہیں۔" یہ (بے ہودہ) بات جو انھوں نے کہی ...... اور ان کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا بھی ...... سب کچھ ہم نے لکھ لیا ہے۔ (مرنے کے بعد) ہم ان کو (مذاق کا جواب دیتے ہوئے) کہیں گے، لو...... اب آگ میں جلنے کی سزا کا مزہ چکھو۔"

اے یہودیو اور نصرانیو! اللہ نے قرآن میں ایک اور جگہ بھی تمھاری توہین کا تذکرہ فرمایا ہے، فرمایا:

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ﴾ [المائدة : ٦٤]

"یہود کہنے لگے، اللہ کا ہاتھ تنگ ہو گیا ہے۔ (اللہ کا جواب یہ ہے کہ) ان کے ہاتھ تنگ ہو گئے ہیں، انھوں نے جو (بکواس بکا اور جو) کہا اس کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی گئی ہے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ فراخ ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔"

قارئین کرام! اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو ہر شے پر قادر ہے، چاہے تو ایسی گستاخیوں پر لمحہ بھر میں ایسے گستاخوں کو تباہ کر دے، مگر قربان جاؤں اپنے مولا کی حلیمی اور حلم پر ...... برداشت اور حوصلے پر کہ وہ تباہ نہیں کرتا، بلکہ پھر بھی انسان کے ضمیر کو جگا کر یوں سمجھاتا ہے:

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا﴾

[نوح : ۱۳، ۱٤]

''اے لوگو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عزت و توقیر کا کوئی خیال نہیں کرتے، حالانکہ دیکھو تو سہی اس نے تم کو کن کن مراحل سے گزار کر پیدا فرمایا؟''

اے یہودیو اور نصرانیو! تم لوگ جیسی بھی گستاخیاں کرو، وہ رحمٰن ہے، موقع دیتا ہے، تم لوگوں کی گستاخیوں کو دیکھ کر تمھارا مولا کریم یوں ارشاد فرماتا ہے:

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ [مریم : ۹۰، ۹۱]

''تم لوگ رحمان کے لیے اولاد کے دعوے کرتے پھرتے ہو، یہ ایسی بات ہے کہ اس سے تو آسمان پھٹ جائیں، زمین ڈھے جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ختم ہو جائیں۔''

اے یہودیو اور نصرانیو! تم لوگوں نے اللہ کے ایک بندے یعقوب علیہ السلام کے ساتھ اللہ کی کشتی کروائی اور اللہ تعالیٰ کو ہروا دیا۔ اللہ کی قسم! یہ ایسی بھاری بات ہے کہ اس سے آسمان، زمین اور پہاڑ سب تباہ ہو جائیں، مگر تم ہو کہ اسے مقدس جانتے ہوئے اپنی تورات میں شائع کرتے چلے جاتے ہو اور مقدس جان کر تلاوت کرتے چلے جاتے ہو...... جب تمھارا کوئی مرنے لگتا ہے، یا مر جاتا ہے تو اس پر تورات کھول کر پڑھتے چلے جاتے ہو ......جس پر یہ سب نازیبا کلمات پڑھے جائیں اور جو پڑھنے والا ہو...... بتلاؤ اس کی بخشش ہو گی یا اسے سخت سزا دی جائے گی ......؟

میرے مولا! ...... میں اپنے نبی محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والا، قرآن پر ایمان رکھنے والا...... تیری درگزر اور برداشت پر قربان ہونے کا اعلان کرتا ہوں کہ آپ مولا کریم اس گستاخانہ بات کی سنگینی کو باور بھی کراتے ہیں اور ساتھ اپنا صفاتی نام، جو یہاں درج فرماتے

ہیں، وہ رحمان ہے۔ یہ رحم اور شفقت میں مبالغے کا لفظ ہے، یعنی اس قدر مہربان کہ مہربانی کی انتہاؤں سے بھی بہت آگے ہے، اتنا مہربان کہ ایسی گستاخیوں کے باوجود گستاخوں کو مہلت دیتا ہے۔ میں بار بار ...... سجدہ ریز ہو کر تیری حلیمی پہ فدا اور تیری کریمی پر قربان......!!

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ماتم

تورات کا باب پیدائش بتلاتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ یوسف اور بنیامین کی والدہ راحیل تھیں۔ یوسف نے خواب دیکھا کہ سورج اور چاند اور گیارہ ستارے اسے سجدہ کر رہے ہیں۔ یوسف نے یہ خواب جب بھائیوں کو بتلایا تو وہ حسد کرنے لگے، چنانچہ سب نے مل کر پروگرام بنایا کہ یوسف کو قتل کر دیا جائے، پھر وہ بکریاں چرانے گئے تو یوسف بھی ان کے پاس پہنچ گئے۔ اب انھوں نے قتل کا پروگرام ملتوی کیا اور اسے ایک کنویں میں پھینک دیا...... ایک بکرا ذبح کیا اور اس کا خون یوسف کی قمیص کو لگایا اور اپنے باپ یعقوب کے پاس آ کر کہنے لگے، تیرے بیٹے کو درندہ کھا گیا ہے، خون میں لت پت یہ قمیص دیکھ لے۔

> ''حضرت یعقوب علیہ السلام نے قمیص دیکھی تو پہچان لیا اور کہا، یہ تو میرے بیٹے کی قمیص ہے۔ درندہ اسے کھا گیا۔ یوسف بے شک پھاڑا گیا۔ تب یعقوب نے اپنے پیراہن کو چاک کیا۔ ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لیے ماتم کرتا رہا۔ اس کے بیٹے بیٹیاں اسے تسلی دیتے تھے مگر اسے تسلی نہ ہوتی تھی۔ وہ یہی کہتا رہا کہ میں تو ماتم کرتا ہوا ہی قبر میں اپنے بیٹے سے جا ملوں گا۔''

اے یہودیو اور نصرانیو! اللہ کی قسم! قرآن میں سورۂ یوسف پڑھ کر دیکھو، پھر موازنہ کرو کہ سورۂ یوسف میں کس قدر حق اور سچ کے ساتھ اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، وہاں عین انسانی فطرت کے مطابق واقعہ ہے اور دل اسے مانتا چلا جاتا ہے۔

آہ! تم لوگوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ماتم کرنے والا اور بے صبرا ثابت کیا، جبکہ قرآن اس غمناک اور المناک منظر کی خبر کے بعد یعقوب علیہ السلام کے کردار کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ﴾ [یوسف : ۱۸]

''اور وہ یوسف کی قمیص کو جھوٹے خون میں لت پت کر کے لائے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا، یہ تو تمھارے دلوں نے اک ڈراما رچا ڈالا ہے۔ اس پر میرا تو باوقار صبر ہی ہے اور جو تم کہانی بیان کرتے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد کا خواستگار ہوں۔''

ارے یہودیو! یعقوب علیہ السلام کے لقب اسرائیل پر اپنے ملک کا نام تم نے اسرائیل رکھا، مگر تمھارے بڑوں نے ان کو ماتم کرنے والا، اپنے کپڑے پھاڑنے والا، بے صبرا انسان ثابت کیا، جبکہ قرآن جو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اس قرآن نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی شان، صبر، وقار، حوصلہ و استقامت کو ثابت کیا اور معاملے کی گہرائی تک پہنچنے والا ثابت کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی حکمت و دانائی کو ثابت کیا، یوں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب قمیص کو دیکھا، اسے پھیلایا تو حیران رہ گئے کہ قمیص تو ثابت و سالم ہے، وہ درندہ کیسا سمجھ دار تھا کہ جس نے پہلے میرے چاند کی قمیص کو اتارا اور پھر وہ یوسف کو کھا گیا، سارے کا سارا......؟ چنانچہ یعقوب علیہ السلام فوراً پکار اٹھے...... ظالم بیٹو! یہ تمھارا ڈراما ہے، اس پر میرا تو صبر ہی ہے اور یعقوب اللہ سے مدد کا طالب ہے۔

قربان جاؤں ایسے قرآن پر جس نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ماتم و بے صبری اور نوحے کے الزام سے بری کیا۔

یہود کا مطلب

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ چوتھے نمبر پر جو بیٹا تھا اس کا نام یہودا تھا۔

یہودا کی اولاد نسلی طور پر یہودی کہلائی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کی سلطنت دو حصوں میں بٹ گئی تھی، ایک حصے کا نام ''سامریہ'' تھا اور دوسرے حصے کا نام ''یہودیہ'' تھا...... یہودی بنی اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تو ہیں ہی، تو یہودا کے نام سے پھر سارے بنو اسرائیل ہی یہودی کہلانے لگے۔

یہودی اس لیے بھی یہودی کہلاتے ہیں کہ یہودی لوگ جب تورات پڑھتے ہیں تو وہ کھڑے ہو کر پڑھیں یا بیٹھ کر، خوب ہل ہل کر اور جسم ہلا ہلا کر پڑھتے ہیں...... اس انداز کو '' تَهَوُّدْ'' کہا جاتا ہے، یعنی یہودی اس لیے بھی یہودی ہیں کہ وہ تورات کو ہل ہل کر پڑھتے ہیں۔

''تَهَوُّدْ'' کا ایک مطلب ہدایت کی طرف پلٹنا بھی ہے، یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تورات لینے گئے تو پیچھے سے قوم نے اس بچھڑے کو معبود مان کر اس کی عبادت شروع کر دی تھی جسے سامری نے سونے کا بنایا تھا اور اس میں سے ایک آواز نکلتی تھی...... چنانچہ یہودی کا یہ مطلب بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بچھڑے کی پوجا کے بعد توبہ کر کے ہدایت کی طرف آنے والے لوگ یہودی ہیں۔

یہودیوں کی زبان عبرانی ہے...... تورات عبرانی ہی میں نازل ہوئی تھی، مگر اس وقت دنیا میں ایک نسخہ بھی عبرانی زبان کا نہیں ہے۔ ہاں! جب سے اسرائیل وجود میں آیا ہے تو وہاں عبرانی سرکاری زبان قرار دی گئی ہے۔ عبرانی یونیورسٹی بنائی گئی ہے۔ دنیا بھر کے یہودی جو ہجرت کر کے اسرائیل جا رہے ہیں، ان کے لیے عبرانی سیکھنا اور بولنا لازم ہے، لہٰذا اب تورات کو یونانی اور دیگر زبانوں سے عبرانی میں منتقل کر لیا گیا ہے۔ اس حوالے سے یہودی اپنے آپ کو عبرانی بھی کہلاتے ہیں۔

امریکہ اور یورپ میں یہودیوں کو جیو (JEW) کہا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

بعد جس شخص نے بنو اسرائیل کی باگ ڈور سنبھالی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں تربیت پانے والے آپ کے خادم یوشع بن نون تھے۔ یوشع کو انگریزی میں جیوش (JEWSH) کہا جاتا ہے۔ پھر جیوش سے جیو ہو گیا اور یہودی حالیہ دور میں امریکہ اور یورپ اور تقریباً ساری دنیا میں ''جیو'' ہی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

جناب یہودا پر الزام

اے یہودیو! جن کے نام پر تم اپنے آپ کو یہودی کہلواتے ہو، تمھارے بڑوں نے اس شخص جناب یہودا کو بھی نہ چھوڑا...... تورات کی کتاب ''پیدائش'' میں تمھارے بڑے لکھ گئے ہیں کہ یہودا اپنے بھائیوں سے جدا ہو گیا ...... اپنے علاقے سے نکل کر کنعانی (بت پرست) لوگوں کے پاس چلا گیا، وہاں ان کی ایک عورت کو دیکھا، اس سے نکاح کر لیا، پھر اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام یہودا نے ''عیر'' رکھا۔ دوسرا بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام ''اونان'' رکھا۔ تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام ''سیلہ'' رکھا۔

عیر جوان ہوا تو یہودا نے اپنے اس بڑے بیٹے کی شادی کر دی۔ جس لڑکی سے شادی کی اس کا نام ''تمر'' تھا۔ عیر جلد ہی فوت ہو گیا اور تمر بیوہ ہو گئی۔ عیر سے اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

یہودا نے اب اپنے چھوٹے بیٹے ''اونان'' سے کہا، بیٹا! تمر سے تعلقات بنا لے، تاکہ اس کے ہاں اولاد ہو اور تیرے بڑے بھائی کا نام زندہ رہے اور وہ اولاد اسی کے نام سے موسوم ہو۔

اے یہودیو! مندرجہ بالا کہانی جس لچر انداز سے لکھی ہوئی ہے، ہم نے اس کو کافی مہذب بنانے کی کوشش کی...... لیکن جو کہانی آگے ہے ہم کوشش کے باوجود اس کو مہذب کیسے بنائیں۔ بس اتنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ ظالمو! تم لوگوں نے سسر یہودا اور بہو تمر

کے باہم پاکیزہ رشتے کو بھی تباہ و برباد کر دیا اور فحاشی کے وہ چھینٹے اڑائے کہ اللہ کی پناہ......!!

قرآن یہ بتلاتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں سے بے شک یہ گناہ ہوا کہ انھوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو کنویں میں پھینک دیا...... لیکن جب اللہ نے حالات بدلے تو انھوں نے اپنے گناہ سے توبہ کی۔ وہ پیغمبر زادے تھے، نیک لوگ تھے۔ ہاں! اللہ نے حالات یوں بدلے کہ یوسف علیہ السلام کو مصر جانے والے قافلے نے کنویں سے نکال لیا...... مصر جا کر وہ فروخت ہوئے۔ وہاں کے وزیر مالیات نے ان کو خرید لیا۔ گھر میں عزت و اکرام سے رکھا۔ آخر کار خود یوسف علیہ السلام وزیر مالیات بن گئے...... اور جب سارے علاقے میں قحط پڑا تو فلسطین سے یعقوب علیہ السلام کے بیٹے بھی غلہ لینے گئے...... وہاں یوسف علیہ السلام نے ان کو بتلایا کہ میں ہوں یوسف جسے تم لوگوں نے کنویں میں پھینک دیا تھا...... تب انھوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور یوسف علیہ السلام نے انھیں معاف کر دیا۔ اس کے بعد تمام خاندان کے لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کی قیادت میں مصر چلے آئے اور وہیں بس گئے...... جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے سارے بیٹوں کو اپنے پاس اکٹھا کر لیا...... قرآن اس منظر کو یوں بیان فرماتا ہے، ملاحظہ ہو:

﴿أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَآئِكَ إِبْرٰهِمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ إِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ [البقرة : ١٣٣]

”کیا تم وہاں موجود تھے کہ جب موت یعقوب کے پاس آ گئی تو وہ اپنے بیٹوں سے پوچھنے لگا (اے میرے بیٹو!) میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ سب کہنے لگے، ہم اسی معبود کی عبادت کریں گے جو آپ کا معبود ہے اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) کا معبود ہے۔ (ابا جی!) وہ معبود

ایک ہی ہے اور ہم اسی کے لیے فرماں بردار (مسلمان) ہیں۔"

اے یہودیو! قرآن جو ہمارے پیارے و آخری رسول گرامی جناب محمد کریم ﷺ پر نازل ہوا، وہ گواہی دے رہا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے توحید والے تھے۔ زندگی بھر ایک اللہ کے سامنے مسلمان بنے رہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد بھی توحید پر جمے رہنے کا اقرار کرتے رہے، یعنی وہ تو اللہ کے نیک بندے اور موحد تھے، جبکہ ظالمو! تم لوگوں نے حضرت یہودا کو، جن کے نام پر تم اپنے آپ کو یہودی کہتے ہو ...... اسی حضرت یہودا پر الزامات کی بوچھاڑ کر ڈالی، کنعانی مشرکوں سے تعلق جوڑ دیا کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی ہی میں ان کے پاس چلا گیا...... پھر انہی کی عورت سے نکاح کر لیا...... پھر اولاد ہوئی تو اولاد کو (نعوذ باللہ) بدکاری پر لگا دیا...... اور پھر خود بھی اسی گڑھے میں جا گرا۔ (استغفر اللہ)

ارے ظالمو! قرآن کا جرم یہ ہے کہ وہ تمھارے لگائے گئے الزامات کو دھوتا ہے۔ بے گناہوں پر بہتانوں کے گند کو صاف کرتا ہے ...... ہاں ہاں! قرآن کا یہی جرم ہے، جس کی وجہ سے تم اس کو ٹھوکریں مارتے ہو، ٹھڈے مارتے ہو...... اس پر ناچتے ہو، اسے فلش میں بہاتے ہو اور نذر آتش کرنے کا اعلان کرتے ہو، یعنی اپنے ہی محسن کی توہین کرتے ہو۔ ......ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی

خروج کا باب

قارئین کرام! تورات کا باب پیدائش حضرت یعقوب علیہ السلام کی موت پر ختم ہوتا ہے۔ بیٹوں کو جمع کرنے کی خبر تورات بھی دیتی ہے مگر محض پیشین گوئیاں سنانے کے لیے...... اس کے برعکس توحید پر جمے رہنے کی جو وصیت ہے، اس کا ذکر قرآن کرتا ہے ......تورات

یہ بھی بتلاتی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کہا کہ میں تو اب اپنے لوگوں کے پاس (جنت) میں جا رہا ہوں، میری میت کو یہاں مصر سے لے جانا اور کنعان (فلسطین) کے علاقے میں اسی قبرستان میں دفن کرنا جہاں لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی سارہ علیہا السلام کو دفن کیا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی بیوی ربقہ کو دفن کیا اور میں نے بھی (اپنی بیوی) لیاہ کو وہیں دفن کیا...... چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ میں اپنے باپ کو لے کر اپنے علاقے میں جاؤں گا، وہاں انھیں دفن کر کے واپس آ جاؤں گا...... اب ''جشن'' کا علاقہ کہ جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان رہتا تھا، سارے بھائی وہاں سے ایک بڑے قافلے کی شکل میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی لاش کو لے کر نکلے اور دریائے اردن کے پار اپنے والد کو اپنے آباء کے قبرستان میں دفن کر کے واپس مصر آ گئے۔

تورات کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام نے 110 سال کی عمر پائی۔ بنو اسرائیل بڑھتے رہے اور بڑھتے بڑھتے لاکھوں کی تعداد کو جا پہنچے...... پھر حالات تبدیل ہوئے اور ایک ایسا فرعون آیا جس نے بنو اسرائیل سے بے گار لینا شروع کر دی، حتیٰ کہ ان کے نومولود بچوں کو قتل کرنا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑنا شروع کر دیا۔

بنو اسرائیل کو اس تکلیف دہ اور ذلت آمیز حالات سے نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے لادی کی اولاد میں سے تھے۔

تورات کا دوسرا باب ''خروج'' ہے۔ خروج کا مطلب ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنو اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نکال کر مصر سے لے گئے...... جب وہ قلزم یعنی بحر احمر کو پار کرنے لگے تو پیچھے سے فرعون بھی آن چڑھا۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر کے پانی کو دونوں طرف سے ہٹا کر راستہ بنا دیا...... وہ سب پار ہو گئے اور جب فرعون اور

اس کا لشکر اسی راستے سے گزرنے لگا تو سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا اوپر چڑھ گیا اور فرعون اور اس کا لشکر غرق ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر اب آگے بڑھے۔ صحرائے سینا میں گئے، کوہِ طور پر بھی گئے...... وہاں اللہ نے تورات عطا فرمائی۔ توحید کے احکام دیے۔ معاملات اور اخلاقیات کے اسباق دیے اور کہا کہ وہ زمین جس کے باشندے مشرک ہیں، بتوں کے پجاری ہیں، ان فلسطینیوں، کنعانیوں، ادومیوں اور عمانیوں وغیرہ کے خلاف جہاد کرو...... مگر قوم نے جہاد سے انکار کر دیا۔ تب چالیس سال تک صحرائے سینا ہی میں گھومتے رہے اور من وسلویٰ کھاتے رہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام فوت ہو گئے...... پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو گئے۔ اس دوران میں نئی نسل صحراؤں میں پل کر جوان ہو چکی تھی۔ ان کے قائد حضرت یوشع بن نون بنے۔ جہاد کا آغاز ہوا اور یروشلم فتح ہوا۔ ان فتوحات کے دوران میں حضرت یوشع بن نون کا کردار کیا رہا...... آؤ! یہودیو اور نصرانیو!...... ہم تمھیں تمھارے ہی عہد نامہ قدیم سے تمھاری تصویر دکھلائیں...... تورات کے پانچ ابواب یا پانچ کتب پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثناء ہیں...... ان میں سے تمھاری تورات کا آخری باب استثناء کیا کہتا ہے۔ یشوع کے نام سے عہد نامہ قدیم کا جو اگلا صحیفہ ہے وہ کیا کہتا ہے...... مسلمانوں کو دہشت گرد کہنے اور مشہور کرنے والو......! اب ذرا اپنا چہرہ اپنی کتاب مقدس میں ملاحظہ کرو۔

عورتوں اور بچوں کا قتل، الزام موسیٰ علیہ السلام پر

تورات کے آخری باب ''استثناء'' کے آغاز میں تورات بتاتی ہے کہ صحرائے سینا میں جب بنو اسرائیل کو 38 سال گزر گئے۔ پرانی نسل کے سارے لوگ مر گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخری دور میں جہاد کا آغاز کیا۔ ''حسبون'' کے علاقے کا بادشاہ، جس کا نام

''سیحون'' تھا، وہ اپنی فوج کو لے کر مقابلے پر نکلا۔ آخر کار شکست کھا کر قیدی بنا۔ اس کے قیدی بننے پر اسرائیلیوں نے کیا کیا، ملاحظہ ہو:

''ہم نے اسے اور اس کے بیٹوں کو اور اس کے سب آدمیوں کو مار لیا اور ہم نے اسی وقت اس کے سب شہروں کو لے لیا اور ہر آباد شہر کو عورتوں اور بچوں سمیت نابود کر دیا اور کسی کو باقی نہ چھوڑا، لیکن چوپایوں کو اور شہروں کے مال کو، جو ہمارے ہاتھ لگا، ہم نے اپنے لیے رکھ لیا۔''

قارئین کرام! ہم نے بائبل کے اصل الفاظ آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ آگے لکھا ہے: ''ایک اور ملک ''بسن'' ہم نے فتح کیا۔ اس کے بادشاہ کا نام ''عوج'' تھا۔ اس کے ساتھ بھی ہم نے ایسا ہی کیا، عورتوں اور بچوں سمیت سب شہروں کو بالکل نابود کر دیا۔''

اے اہل کتاب! یہ ہے تمھاری تورات کے آخری باب کا آغاز ...... ظالمو! تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ظالم ثابت کر دیا کہ وہ عورتوں اور بچوں تک کو قتل کرتے تھے...... میں قربان جاؤں قرآن پر کہ قرآن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام سے بری کیا ...... حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن نازل ہوا اس قرآن میں حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم کی طرف سے اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دامن کو صاف کیا۔ ظلم کے بجائے ان کے طرزِ عمل کو رحمت سے معمور قرار دیا ......قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام 136 مرتبہ آیا ہے۔ آیئے! 136 میں سے صرف دو مقامات کا تذکرہ رقم کرتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً﴾ [الأحقاف: ۱۲]

''اور اس (قرآن) سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب (تورات) راہنما بھی تھی اور رحمت بھی۔''

اے اہل کتاب ! اب دوسرا مقام ملاحظہ ہو:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾

[الأنبياء : ٤٨]

''ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل کے مابین فرق کر دینے والی کتاب دی، وہ روشنی والی اور پرہیز گاروں کے لیے نصیحت کا باعث تھی۔''

اللہ اللہ !! جو کتاب راہنما ہو، رحمت ہو، نور اور ضیا ہو، خیر خواہی کا باعث ہو...... اس کتاب کو لے کر آنے والا رسول عورتوں اور بچوں کو کیسے قتل کرے گا ؟ قرآن نے دفاع کیا اور واضح کر دیا...... اے یہودیو اور نصرانیو! تم ظالم ہو۔ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے والے ہو۔ ظالمو! تم نے اپنے ظلم اور اپنی درندگی پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ظالم قرار دینے کی کوشش کی۔

اب بتلاؤ ! میں پوچھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر نازل ہونے والی تورات کا تحفظ کرنے والا قرآن جلنا چاہیے یا تمھارے عہد نامہ قدیم اور تمھاری تورات کے ان انسانیت کش ریمارکس کو جلنا چاہیے، جو کہتے ہیں کہ عورتوں اور بچوں کو مکمل طور پر نابود کر دیا گیا ...... تباہ و برباد کر دیا گیا...... ظالمو ! اس اعتراف کے بعد بھی تم امن کے ٹھیکیدار ہو...... اور قرآن کو ماننے والے دہشت گرد ہیں......؟

ذرا انصاف تو کرو کہ ہماری درخواست تم سے صرف انصاف کی ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام

اے یہودیو ! تمھارے سب سے بڑے محسن حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، جن کے ذریعے سے اللہ نے تمھیں فرعون سے نجات دلائی اور جن کے ذریعے سے تم لوگوں کو تورات عطا فرمائی، مگر تمھارے بڑوں نے انھیں بھی خوب ستایا...... اس قدر ستایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جسمانی عیب کا الزام عائد کر دیا...... آخری رسول حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم، جن پر قرآن

نازل ہوا، انھوں نے تمھارے بڑوں کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ستانے کا ذکر یوں کیا:

صحیح بخاری کی "كتاب أحاديث الأنبياء" اور صحیح مسلم کی "كتاب الفضائل" میں ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے شرم و حیا والے تھے۔ جسم کو پوری طرح ڈھانپ کر رکھنے والے تھے۔ اللہ سے شرم و حیا کرنے کی وجہ سے ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

اس کے برعکس بنو اسرائیل کا حال یہ تھا کہ وہ ننگے نہایا کرتے تھے۔ نہاتے ہوئے ایک دوسرے کی شرمگاہوں کو دیکھا کرتے تھے، جبکہ موسیٰ علیہ السلام الگ تھلگ اکیلے نہایا کرتے تھے۔ اس پر بنو اسرائیل نے یہ کہنا شروع کیا کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ مل کر اس لیے نہیں نہاتے کہ ان کے جسم پر کوئی نہ کوئی نقص اور عیب ہے۔ برص (پھلبہری) یا اور کوئی جلدی مرض ہے۔ اب اللہ نے فیصلہ فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے جسم کی بے عیبی لوگوں کو دکھلائے، چنانچہ ایک روز ایسا ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک الگ تھلگ جگہ جا کر نہانے لگ گئے۔ فارغ ہو کر اپنے کپڑوں کی طرف بڑھے، جو ایک پتھر پر رکھے ہوئے تھے، جونہی اس کی طرف بڑھے تو وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگ اٹھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا، یعنی لاٹھی اٹھائی اور پتھر کے پیچھے بھاگنے لگے، وہ کہتے جاتے تھے، اے پتھر! میرے کپڑے...... ارے پتھر! میرا لباس، مگر وہ پتھر بھاگتا ہوا بنو اسرائیل کی ایک مجلس کے پاس جا ٹھہرا۔ یوں بنو اسرائیل کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو برہنہ دیکھ لیا۔ دیکھتے ہی وہ بول اٹھے! اللہ نے جو مخلوق پیدا کی ہے اس میں موسیٰ کا جسم سب سے خوبصورت اور بہترین جسم ہے...... یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام سے پاک صاف کر دیا جو ان پر لگایا جا رہا تھا۔ اب موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر سے کپڑے اٹھائے اور پہن لیے اور پھر لاٹھی سے پتھر کو پھینٹی لگانا شروع کر دی۔ اللہ کی قسم اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کی مار کے تین یا چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔

اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴾ [الأحزاب : ٦٩]

''اے ایمان والو! بنو اسرائیل کے ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا، جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام (پر عیب لگا کر) انھیں خوب ستایا۔ پھر اللہ نے اس الزام سے موسیٰ علیہ السلام کو پاک صاف کر دیا۔ موسیٰ تو اللہ کی جناب میں بڑے مرتبے والا تھا۔''

اے یہود و نصاریٰ! تم لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، پھر اپنے محسن اور عظیم رسول کے متعلق بدگمانی کی، جبکہ عادتیں تمھارے بعض لوگوں کی اس وقت بھی یہ تھیں کہ وہ ننگے نہایا کرتے تھے۔ آج بھی تم لوگ پوری انسانیت کو ننگا کرنے پر تلے ہوئے ہو...... میں قربان جاؤں محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قرآن پر کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بیان فرماتا ہے، مرتبے کا ذکر کرتا ہے، انھیں تمھارے لگائے گئے الزامات سے بری کرتا ہے اور جس عظیم ذات پر یہ قرآن نازل ہوا۔ وہ ذات بابرکات جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بیان کرتے ہیں، اپنے صحابہ کو بتلاتے ہیں ...... اور تم لوگ! اے یہود و نصاریٰ! اس پاک پیغمبر کے خاکے بناتے ہو اور ان پر نازل ہونے والے قرآن کو جلاتے ہو۔ کبھی تو خیال کرو۔ اپنی ننگی ذہنیت کو تہذیب کا کچھ نہ کچھ لباس تو پہناؤ۔



باب دوم

عہد نامہ قدیم اور قرآن

عہد نامہ قدیم اور قرآن

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر دہشت گردی کا الزام:

حضرت یوشع بن نون یا حضرت یشوع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تربیت یافتہ شخص تھے، ان کے خادم بھی تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اب وہ بنی اسرائیل کے حکمران بھی تھے، نبی بھی تھے اور سپریم کمانڈر بھی تھے۔

تورات کے پانچ ابواب کے بعد عہد نامہ قدیم میں پہلا صحیفہ انہی کا ہے اور انہی کے نام سے ہے۔ ان کے دور میں یروشلم بھی فتح ہوا اور دیگر علاقے بھی فتح ہوئے۔ علاقوں کے بادشاہ بھی ان کے ہاتھوں قیدی بنے ...... مگر بادشاہوں اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ کیا سلوک ہوا ...... عہد نامہ قدیم کے صحیفہ ''یشوع'' کو ملاحظہ کیجیے۔ لکھا ہے کہ بنو اسرائیل کی فوجیں جب یریحو پر حملہ آور ہوئیں تو:

''انھوں نے ان سب کو جو شہر میں تھے، کیا مرد کیا عورت ...... کیا جوان کیا بوڑھے...... کیا بیل کیا بھیڑ اور کیا گدھے ...... سب کو تلوار کی دھار سے بالکل نیست کر دیا۔''

قارئین کرام! ایک اور شہر جس کا نام ''عی'' ہے، اس کی بربادی کا منظر ملاحظہ ہو:

''سب اسرائیلی ''عی'' کو پھرے (یعنی لوٹے) اور اسے تہ تیغ کر دیا، چنانچہ وہ

جو اس دن مارے گئے مرد اور عورت ملا کر بارہ ہزار یعنی ''عی'' کے سب لوگ تھے، پس یشوع نے ''عی'' کو جلا کر ہمیشہ کے لیے اسے ایک ڈھیر اور ویرانہ بنا دیا، جو آج کے دن تک ہے اور اس نے ''عی'' کے بادشاہ کو شام تک درخت پر ٹانگ (لٹکا) کر رکھا اور جونہی سورج ڈوبنے لگا تو انھوں نے یشوع کے حکم سے اس کی لاش کو درخت سے اتار کر شہر کے پھاٹک کے سامنے ڈال دیا اور اس پر پتھروں کا ایک بڑا ڈھیر لگا دیا جو آج کے دن تک ہے۔''

قارئین کرام! مزید برآں! اس کے بعد یروشلم کا شہر بھی فتح ہوا، پانچ علاقے بھی فتح ہوئے اور ان سب علاقوں کے بادشاہ بھی قیدی ہی بنے...... ان میں:

① یروشلم کا بادشاہ ادونی صدق

② حبرون کا بادشاہ ہوہام

③ یرموت کا بادشاہ پیرام

④ لکیس کا بادشاہ یافیع

⑤ عجلون کا بادشاہ دبیر

ان پانچوں بادشاہوں نے مل کر یشوع کا مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پانچوں بادشاہ ایک غار میں جا چھپے۔ اب یشوع نے ان بادشاہوں اور ان کے علاقوں کے ساتھ کیا کیا، ذرا ملاحظہ ہو قتل عام کا منظر!!

''یشوع کے حکم سے بنو اسرائیل ان پانچوں بادشاہوں کو غار سے نکال کر یشوع کے سامنے لائے۔ جناب یشوع نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ ان پانچوں بادشاہوں کی گردنوں پر اپنے پاؤں رکھو۔ (یوں ذلیل کرنے کے بعد) یشوع نے ان کو مارا اور قتل کیا اور پانچ درختوں پر ان کو ٹانگ دیا۔''

قارئین کرام! ان پانچوں بادشاہوں اور ان کی رعایا کے قتل عام کے بعد مزید چھوٹے

چھوٹے علاقے فتح ہوئے۔ ان علاقوں کے حکمرانوں اور رعایا کے ساتھ کیا سلوک ہوا، اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

- ''اسی دن یشوع نے ''مقیدہ'' کو سر (فتح) کر کے اسے تہ تیغ کیا اور اس کے بادشاہ اور اس کے سب لوگوں کو بالکل ہلاک کر ڈالا۔''
- ''یشوع نے ''لبنا'' کے بادشاہ اور اس کے سب لوگوں کو تہ تیغ کیا اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑا۔''
- ''یشوع نے ''جزر'' کے بادشاہ ہورم اور اس کے آدمیوں کو مارا، یہاں تک کہ اس کا ایک بھی (فرد) جیتا (زندہ) نہ چھوڑا۔''
- ''یشوع نے وہاں کے سب بادشاہوں کو مارا۔ اس نے ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑا، بلکہ وہاں کے ہر متنفس (سانس لینے والے) کو...... جیسا کہ اسرائیل کے خدا نے حکم دیا تھا...... بالکل ہلاک کر ڈالا۔''
- ''یشوع نے ''حصور'' کو فتح کرنے کے بعد اس کے بادشاہ کو تلوار سے مارا...... سب لوگوں کو تہ تیغ کر کے بالکل ہلاک کر دیا۔ وہاں کوئی متنفس باقی نہ رہا۔ پھر اس نے حصور (شہر) کو آگ سے جلا دیا۔''

اے یہودیو اور نصرانیو! دیکھ لو تمھارا عہد نامہ قدیم بتلاتا ہے کہ تم لوگوں کے بڑوں نے اپنے دشمنوں کے جوان مردوں ہی کو قتل نہیں کیا، بلکہ:

① عورتوں کو بھی قتل کیا۔
② بچوں کو بھی قتل کیا۔
③ کمزور بوڑھوں کو بھی قتل کیا۔
④ قیدیوں کو بھی قتل کیا۔
⑤ چھپے ہوئے بادشاہوں کو بھی قتل کیا۔

⑥ ان کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر انھیں ذلیل کیا۔

⑦ ان کو مارا اور ٹار چر کیا۔

⑧ قتل کے بعد لاشوں کو درختوں کے ساتھ لٹکایا۔

⑨ جب اتارا تو اتنے پتھر مارے کہ لاشوں کو پتھروں نے ڈھانپ لیا۔

⑩ جانوروں بیل، گائے، گدھے وغیرہ کو بھی ہلاک کر دیا۔

⑪ ہر ذی روح کو مار دیا۔

⑫ شہروں کو آگ لگا کر جلا ڈالا۔

⑬ وہاں کی ہر چیز یعنی باغات اور فصلوں تک کو آگ میں بھسم کر ڈالا۔

اے یہودیو اور نصرانیو ! یہ ہے تمھاری مقدس کتاب میں تمھارا مقدس کردار ...... تمھاری بائبل میں تمھارا پاکیزہ کردار ...... ہاں ہاں ! وہ کردار جس کو تم پاکیزہ کہتے ہو، مقدس کہتے ہو، امن والا کہتے ہو، انسانیت کی بھلائی والا کہتے ہو ...... وہ کردار آج بھی جاری ہے ...... ہم پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ کردار مقدس ہے تو ناپاک کردار کون سا ہوتا ہے؟ اگر یہ کردار انسانیت کی ہمدردی کا ہے تو انسانیت کے ساتھ دشمنی کس چیز کا نام ہے؟ اگر یہ دہشت گردی نہیں تو بتلاؤ پھر دہشت گردی کسے کہتے ہیں؟

اے یہودیو اور نصرانیو ! آؤ ...... اب میں تمھیں قرآن کا ایک مقام دکھلاؤں، جہاں اللہ نے تمھاری ایسی ہی دہشت گرد حرکتوں کی مذمت کی ہے، فرمایا:

﴿ وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴾ [البقرة : ٢٠٥]

”اور جب وہ (کسی سے دشمنی کرتے ہوئے) رخ بدلتا ہے تو زمین میں بھاگ دوڑ اس لیے کرتا ہے تاکہ اس میں دہشت گردی مچائے، کھیتی اور نسل کو برباد کر دے۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ دہشت گردی کو پسند نہیں کرتا۔“

اے یہودیو اور نصرانیو ! کیا تم نے جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاسا کی پر ایٹم بم گرا کر انسانی نسل کو تباہ نہیں کیا؟ کھیتیوں کو برباد نہیں کیا، مہلک گیسوں اور جراثیمی ہتھیاروں سے امریکہ اور آسٹریلیا کے اصل باشندوں کو نابود نہیں کیا؟ اور تازہ جنگیں جو عراق اور افغانستان اور پاکستان کے ایک حصے پر مسلط کر دی گئی ہیں، یہاں لاکھوں لوگوں کو ہلاک اور فصلوں کو برباد نہیں کر دیا گیا ......؟؟ ہاں ہاں ! تمھارے اسی دہشت گردانہ فساد کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ نے جو آخری نبی بھیجا، ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الأنبياء : ١٠٧]

”(میرے رسول!) ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

چنانچہ دیکھ لو ...... بدر کے میدان میں جو قیدی بن کر آئے، ان کو میرے حضور ﷺ کے صحابہ نے کچھ اس طرح اچھے کھانے کھلائے، کچھ اس انداز سے کپڑے پہنائے کہ صحابہ کے اس طرزِ عمل کی اللہ نے قرآن میں یوں تحسین فرمائی:

﴿ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴾ [الدهر : ٨ تا ١٠]

”وہ ایسے لوگ ہیں کہ کھانے کی شدید چاہت کے باوجود مسکین، یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔ (اور انھیں کہتے ہیں) ہم تم لوگوں کو کھلا رہے ہیں تو محض اللہ کو خوش کرنے کے لیے۔ باقی تم لوگوں سے ہم کسی بدلے اور قدردانی کی خواہش نہیں رکھتے۔ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو چہروں کو ناگوار کر بنا کی اور دلوں کو اضطرابی صورتحال سے دو چار کرنے والا ہے۔“

اے یہودیو اور نصرانیو! قرآن کو جلانے کی باتیں کرنے والو! ......اور صاحب قرآن

حضور محمد کریم ﷺ کی توہین کرنے والو! میرے حضور نے جب مکہ فتح کیا تو (فوجوں کے داخل ہوتے وقت) اعلان کیا کہ جو مکہ کے سردار ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اس کے لیے بھی امن ہے، جو کعبہ میں ہو اس کے لیے بھی امن ہے، جو اپنے گھر میں رہے اس کے لیے بھی امن ہے...... اللہ اللہ! عام جنگوں تک میں یہ اعلان ہوتا تھا، جو ہتھیار پھینک دے اس کے لیے امن ہے، جو لا الہ الا اللہ دورانِ جنگ میں کہہ دے اس کے لیے امن ہے۔

بلکہ ہمیشہ کمانڈروں کو یہ حکم دے کر جنگ اور جہاد پر بھیجا جاتا تھا:

① کسی بچے کو قتل نہ کرنا۔

② مزدوروں کو مت قتل کرنا۔

③ عورتوں کو مت قتل کرنا۔

④ بوڑھے بزرگ کو مت قتل کرنا۔

ہاں ہاں! یہ ہے قرآن کا فرمان اور صاحب قرآن حضرت محمد کریم ﷺ کا کردار ...... اور آج تک قرآن اور صاحب قرآن کو ماننے والوں کا کردار...... اور جو تمھارا کردار ہے، وہ تمھارے عہد نامہ قدیم کے مطابق ہے...... بائبل کے مطابق ہے...... خود ہی موازنہ کر لو...... عدل کا ترازو تمھارے ہاتھوں میں دیتا ہوں۔

اے یہودیو اور نصرانیو! ہم یہ بھی عرض کر دیں کہ تم لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابی اور جانشین، اپنے وقت کے نبی اور حکمران حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے کردار کو ظالمانہ اور بے رحمانہ بنا کر پیش کیا۔ جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تربیت یافتہ شخص ہو اور نبی بھی ہو، وہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور ان جیسے بنی اسرائیل کے نیک لیڈروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کی صفات یوں بیان فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو:

﴿وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِۦ يَعْدِلُونَ﴾ [الأعراف: ۱۵۹]

''اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حق کے مطابق راہنمائی کرتے ہیں اور حق کے مطابق ہی انصاف کرتے ہیں۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۗ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ﴾

[السجدة : ٢٤]

''جب ان بنی اسرائیل نے صبر سے کام لیا تو ہم نے ان کے اندر ایسے لیڈر کھڑے کیے جو ہمارے حکم کے مطابق راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے اور ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔''

ثابت ہوا...... حضرت یوشع بن نون علیہ السلام عدل کرتے تھے، لہٰذا ان پر یہ الزام غلط ہے کہ وہ عورتوں، بچوں اور جانوروں کو قتل کرتے تھے اور شہروں کو آگ لگا کر بھسم کر دیتے تھے...... قربان جاؤں ! یہ ہے قرآن جس نے بنی اسرائیل کے نیک لیڈروں، کمانڈروں اور حکمرانوں پر سے اس گند اور داغ دھبوں کو صاف کیا، جسے اے یہودیو اور نصرانیو ! تم نے خوب ڈالا...... چنانچہ اب انصاف سے بتلاؤ! کہ آیا قرآن کو جلنا چاہیے یا نیک لوگوں پر پڑے داغ دھبوں کو جلنا چاہیے؟ وہ جو تمھارے بڑے ڈال گئے ہیں؟

اسرائیلیوں کا زوال

عہد نامہ قدیم کا صحیفہ ''یشوع'' بتلاتا ہے کہ حضرت یشوع ایک سو دس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

اس کے بعد اگلے باب (Chapter) کا نام ''قضاۃ'' ہے۔ اس میں بتلایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل اپنے اردگرد کی مشرک قوموں کے دیوتاؤں کی پوجا کرنے لگے۔ بعض لوگ دیوتا کی پرستش اور انھیں سجدہ تک کرنے لگے۔ عستارات بھی ایک دیوتا تھا، اسے بھی ماننے لگے۔ جان بوکر کی انگلش بائبل اپنے ایک وضاحتی عنوان خواتین (Women) میں بتلاتی

ہے کہ اگرچہ بنی اسرائیل میں عورتیں علماء کا کردار ادا نہیں کرسکتی تھیں مگر اس کے باوجود وہ نبی تک بن بیٹھیں ......اس بائبل کے مطابق ایسی سات عورتیں ہیں، جن کو نبی بنایا گیا ہے:

① سارہ (SARAH)

② مریم (MIRAM)

③ ڈیبورا (DEBORA)

④ حنا (HANNAH)

⑤ ابی گیل (ABIGAIL)

⑥ حلدہ (HALDAH)

⑦ ایستھر (ESTHER)

قضاۃ یعنی (ججز) نامی باب میں ڈیبورا کے بارے میں خاص طور پر بتلایا گیا ہے کہ وہ لفیدوت کی بیوی تھی۔ وہ نبیہ تھی اور بنو اسرائیل کے درمیان (قاضی یا جج) بن کر انصاف کیا کرتی تھی۔ بنو اسرائیل اس کے پاس انصاف کے حصول کے لیے آیا کرتے تھے۔

اسی باب میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ بنو اسرائیل آپس میں لڑنے لگے اور یہاں تک لڑنے لگے کہ بنیامین قبیلے کے ہزاروں افراد کا قتل عام کر دیا......یعنی آپس کی لڑائی میں تباہ ہونے لگے......ایسے حالات میں ہر ایک شخص وہی کرتا تھا جو اس کی رائے میں اچھا ہوتا تھا۔ اس چلن کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنو اسرائیل غیر قوموں یعنی فلسطینیوں اور کنعانیوں کے ہاتھوں شکست کھانے لگے اور ہر جگہ ان کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہونے لگے ...... یہاں تک ذلیل ہو گئے کہ ان کا وہ صندوق جس میں تورات کی تختیاں، من وسلویٰ اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے تبرکات تھے، فلسطینیوں کے ساتھ ایک جنگ میں یہ صندوق بھی ان سے چھن گیا۔ تیس ہزار اسرائیلی اس جنگ میں مارے گئے ...... صندوق جسے اسرائیلی لوگ جنگوں کے دوران میں ہمیشہ آگے رکھتے تھے کہ اس کی وجہ سے فتح ملتی ہے

...... اس بار نہ صرف شکست ہوئی بلکہ وہ صندوق بھی چھن گیا۔ ایسے حالات کے بعد آخر کار اللہ نے ایک نبی بھیجا جن کا نام ''سموئیل'' تھا۔ اب عہد نامہ قدیم کا اگلا باب (Chapter) انہی کے نام سے شروع ہوتا ہے۔

سموئیل نبی اور ساؤل (طالوت) بادشاہ:

قرآن نے ''سموئیل'' کا نام نہیں لیا، صرف ان کے حوالے سے ''نبی'' کہہ کر بات کی ہے، تاہم یہ وہی نبی ہیں جن کا نام بائبل میں سموئیل بتلایا گیا ہے ......سموئیل کے نام سے بائبل میں دو ابواب ہیں، سموئیل 1 اور سموئیل 2۔ بائبل بتلاتی ہے کہ اسرائیلیوں کے زوال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب سموئیل کو نبی بنا کر بھیجا۔ انھوں نے قوم کو بعل اور عستارات کی عبادت سے روکا اور جہاد کا آغاز کیا۔ کئی علاقے مشرک قوموں سے چھینے اور جو صندوق فلسطینی چھین کر لے گئے تھے ...... سات مہینوں کے بعد وہ بھی واپس مل گیا۔

واپس اس طرح ملا کہ فلسطینیوں کے اندر وبا اور بیماری پھیل گئی، تو انھوں نے سرداروں کو جمع کیا اور مشورہ کے بعد طے پایا کہ صندوق کو واپس کر دیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے ایک بیل گاڑی تیار کی۔ اس نئی گاڑی کے آگے دو دودھ دینے والی گائیاں جوت دیں ...... اور اسرائیلیوں کے علاقے میں چھوڑ کر چلے گئے۔ وہاں سے گائیاں اس گاڑی کو کھینچتے ہوئے حضرت یشوع علیہ السلام کی زمین پر لے آئیں، وہاں سے بنو اسرائیل کے قبیلے بنو لادی کے لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور یوں صندوق واپس مل گیا۔

اس کے بعد بائبل بتلاتی ہے کہ اسرائیل کے بڑے بزرگ لوگ حضرت سموئیل علیہ السلام کے پاس رامہ (یعنی رام اللہ) میں گئے اور حضرت سموئیل علیہ السلام سے کہنے لگے، تم ضعیف ہو گئے ہو اور تمھارے بیٹے بھی تمھاری راہ پر نہیں چلتے، لہٰذا اب ہمارے لیے کسی کو ہمارا بادشاہ مقرر کر دو۔

بائبل مزید بتلاتی ہے کہ بنو اسرائیل کا قبیلہ، جس کا نام بنیامین تھا (اور یہ وہی قبیلہ

ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے حضرت بنیامین کی اولاد ہے...... اسی قبیلے کو باقی اسرائیلیوں نے قتل کیا اور وہ اسے ہیچ اور کمزور جانتے تھے) اس قبیلے کا ایک فرد قیس تھا۔ اس قیس کا ایک بیٹا ساؤل تھا۔ یہ جوان اور خوبصورت تھا۔ بنو اسرائیل میں اس جیسا خوبصورت کوئی نہ تھا۔ یہ ایسا قد آور تھا کہ تمام بنو اسرائیل اس کے کندھے تک آتے تھے۔ خداوند نے سموئیل نبی کو آگاہ کر دیا کہ کل ایک شخص تیرے پاس آئے گا، اس کا تعلق بنیامین کے علاقے سے ہوگا، تم اسے مسح کرنا۔ وہ بنو اسرائیل کا لیڈر ہوگا اور میرے لوگوں (بنو اسرائیل) کو فلسطینیوں کے جبر سے بچائے گا۔

چنانچہ سموئیل نبی نے اسرائیل کے لوگوں کو مصفاہ میں جمع کیا اور انھیں مخاطب کر کے کہا: ''خدا تم سے کہتا ہے کہ میں نے تم لوگوں کو مصریوں کے ظلم سے نجات دی، اس سرزمین میں لایا اور جن جن قوموں نے تم پر ظلم کیا، ان سے بھی نجات دلائی مگر تم نے ان سب نعمتوں کو حقیر جانا اور اب (ایک نبی کے ہوتے ہوئے بھی) تم نے مطالبہ کر دیا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دو۔''

بائبل مزید بتلاتی ہے کہ سموئیل نبی نے بنیامین قبیلے کے ایک خاندان، جس کا نام مطری تھا، اس کے ایک شخص قیس کے بیٹے ساؤل کے بارے میں کہا:

''خدا نے اس کو تمھارے لیے بادشاہ چنا ہے۔''

دودھ پیتے بچوں اور جانوروں کے قتل کا حکم

بائبل بتلاتی ہے کہ سموئیل نبی نے ساؤل بادشاہ سے کہا: ''خدا کی باتوں پر کان لگا، فوجوں کا رب خدا فرماتا ہے کہ جا اور عمالیقیوں سے لڑائی کر اور جو کچھ ان کا ہے سب نابود کر دے۔ ان پر رحم مت کرنا، بلکہ مرد اور عورت، ننھے بچے اور دودھ پیتے بچے، گائے بیل اور بھیڑ بکریاں، اونٹ اور گدھے سب کو قتل کر دے۔''

قارئین کرام ! اب انگلش بائبل کے الفاظ بھی ملاحظہ کرنا۔ باب (Chapter) کا نام

انگلش میں(The Life Of SAUL) ہے۔لکھا ہے:

Saul was entrusted with a command from God to destroy the amalekite, and to do so completly:
"Utterly destroy all that they have, do not spare them, but kill both man and woman, child and anfant, ox and sheep, camel and donkey"

اے یہودیو اور نصرانیو! یہ ہے تمھاری بائبل جس میں عورتوں، بچوں، شیر خوار بچوں اور جانوروں تک کو قتل کر دینے اور نابود یعنی صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا حکم ہے اور یہ حکم تمھارے کہنے کے مطابق خدا کی طرف سے آیا ہے...... اپنے وقت کے نبی کے پاس آیا ہے...... اس نبی نے بادشاہ کو حکم سنایا ہے۔ ایسا ظلم اتنے مقدس طریقے سے آیا ہو...... اور تم اس حکم کی تلاوت کرو...... سینی گاگ (یہودی عبادت گاہ) اور گرجوں میں گاؤ...... پھر تم اپنے دشمنوں کے خلاف ایسا ہی ظلم نہیں کرو گے تو اور کیا کرو گے؟

شیرون نے بچے شہید کر دیے

ہاں ہاں! اے یہود و نصاریٰ! جو کچھ تم لوگ اپنے عہد نامہ قدیم میں پڑھتے ہو اسے مقدس جان کر یوں عمل کر رہے ہو کہ 1982ء میں جب شیرون اسرائیل کا وزیر دفاع تھا، تب اس نے لبنان میں صابرہ اور شتیلہ کے فلسطینی کیمپوں پر حملہ کر دیا۔ ان کیمپوں میں فلسطین کے مہاجر تھے، جنھیں تم لوگوں نے مار مار کر اور زمین چھین کر جلا وطن کیا ہوا تھا۔ اب ان کی قائم کی ہوئی مہاجر بستیوں پر بھی تم ٹوٹ پڑے اور بے دریغ عورتوں اور بچوں کو شہید کیا۔ کئی دنوں تک ان کی رسد بند کیے رکھی۔ وہ بلیاں اور کتے تک کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ان ظالمانہ مناظر سے جن صحافیوں نے پردہ اٹھایا ان میں سر فہرست جارج سلوئیزر ہے۔ یہ تمھارا یہودی بھائی ہے، اس نے ان مناظر پر فلم بنائی تھی، جو دنیا بھر میں مشہور ہوئی۔ یہ صحافی یہودی تھا، اس لیے اسے خاص مقامات پر جانے کی بھی اجازت تھی۔ وہ

اس وقت کے وزیر دفاع ایریل شیرون کے ساتھ تھا۔ شیرون سارے مظالم کے آرڈر خود دے کر اپنے مذہب پر عمل کر رہا تھا، پھر اس نے اپنے مذہب پر یوں عمل کیا کہ لٹے پٹے کیمپوں سے بھوک کے مارے دو بچے نکلے۔ ان کی عمریں دو سے تین سال تھیں، یہ گورے چٹے خوبصورت بچے جونہی شیرون نے دیکھے تو جارج سلویئرز کہتا ہے کہ شیرون نے اپنے ہولسٹر یعنی کمر سے بندھا ہوا پستول نکالا اور ان دونوں بچوں کو گولی مار کر قتل کر دیا۔

اے یہودیو! تمھارے یہودی بھائی نے نومبر 2010ء میں ایک ڈچ میگزین ''وتج نیندر لینڈ'' کو انٹرویو دیا تو یہ واقعہ سنایا...... یہ واقعہ سناتے ہوئے مسٹر جارج کہنے لگا، میں اس ظلم اور شقاوت کے ہولناک منظر کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے اپنے حواس کھو بیٹھا کہ کسی ملک کا وزیر دفاع اس قدر درندہ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی وارننگ کے بغیر دو معصوم بچوں کو قتل کر دے گا......ایسے بچوں کو مار دے گا جو کسی وارننگ کے بھی قابل نہ تھے۔ پہلے تو میں یہ سمجھا کہ اس نے محض ڈرانے کے لیے پستول نکالا ہے مگر اس نے تو آناً فاناً دونوں بچے خاموش کر دیے۔

اے مسٹر جارج! کیا تجھے ابھی تک پتا نہیں چلا کہ شیرون تو اپنے مذہب پر عمل کر رہا تھا، اپنی تورات پر عمل پیرا تھا، عہد نامہ قدیم پر عمل کر کے اپنے آپ کو مخلص یہودی ثابت کر رہا تھا۔

قارئین کرام! مسٹر جارج اسی میگزین میں انکشاف کرتا ہے کہ ایریل شیرون جو اس وقت ہسپتال میں بے ہوش پڑا ہے اور پچھلے چار سال سے پڑا ہے۔ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں ہے۔ تل ابیب کے علاقے تل ہاشومر کے فوجی ہسپتال میں ہے۔ وہاں اس کی حالت انتہائی بری ہے۔ 2006ء کے آخر میں جب اسرائیل کا وزیر اعظم تھا اور اسی حیثیت سے اس نے لبنان کے ساتھ جنگ میں عورتوں اور بچوں کی بلڈنگ پر حملہ کر کے 85 بچوں کو شہید کر دیا تھا...... ایسا ظالم شخص برین فالج میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ اب اس کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ نہ وہ مرتا ہے اور نہ زندہ ہے۔ اس کے جسم

نے گلنا سڑنا شروع کر دیا ہے، مگر گلنے سڑنے کی رفتار انتہائی آہستہ اور عجیب وغریب ہے۔ سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔

شیرون کے معالج ڈاکٹر کریکر کہتے ہیں، شیرون کا جسم بوسیدہ ہے، اسے آئیسولیشن (Isolation) میں الگ کمرے میں رکھنے پر مجبور ہیں۔ اس کی بیماری بالکل سمجھ میں نہیں آ رہی، بس یہی معلوم ہے کہ اس کے دماغ کو صدمہ پہنچا ہے...... مزید یہ کہ اس کے جسم سے بد بوؤں کے بھبھوکے اٹھتے ہیں۔ ڈاکٹر اور نرسیں قریب جانے سے گھبراتے ہیں۔ مسٹر جارج کہتے ہیں کہ شیرون کو جب ہسپتال سے فارغ کر کے گھر بھیجا گیا تو اس کے گھر والے بھی اسے گھر میں برداشت نہ کر سکے اور یوں دوبارہ اسے ہسپتال ہی کے الگ کمرے میں لٹا دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے معالج یہی کہتے ہیں کہ وہ موت کے انتہائی قریب ہونے کے باوجود موت سے کوسوں دور ہے۔ اسرائیلی اخبار ''حارث'' اور ''وائی نیٹ نیوز'' کا کہنا ہے کہ وہ صرف غراتا ہے اور اتنا ہی کر سکتا ہے۔ جبکہ اس کا بول و براز بستر ہی پر نکل جاتا ہے...... الغرض! یہ ایسا شخص ہے جسے گھر والے بھی قبول نہیں کرتے۔ ہسپتال مجبور ہے اور ڈاکٹر اور نرسیں بے حد مجبور۔ مسٹر جارج سلوئیزر یہ داستان بیان کرتا ہے اور کہتا ہے، میں ایک اعلیٰ یہودی خاندان کا فرد تھا، اس لیے مجھے شیرون کے ظلم اور دو بچوں کے قتل کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا...... اور اب اس کا جو حال ہے وہ بھی اس وجہ سے معلوم کر سکا ہوں کہ میں ایک با اثر یہودی ہوں۔ میں جب اس کا یہ عبرت ناک حال دیکھتا ہوں تو مجھے وہ معصوم بچے یاد آ جاتے ہیں۔

اے یہود و نصاریٰ! یہ ہے ایریل شیرون جو بائبل پر عمل کر کے اپنے انجام سے دو چار ہے۔ عہد نامہ قدیم میں مذکور ظلم پر عمل کر کے عبرت بنا ہوا ہے...... مگر تم لوگ اب بھی مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے ہو۔ ان کی کتاب قرآن کو (نعوذ باللہ) دہشت گرد کہہ کر جلاتے ہو۔ ذرا دیکھو تو سہی! کون ہے دہشت گرد...... اور کون ہے اپنے انجام بد میں

گرفتار......؟ یہ دنیا کا انجام ہے۔ آخرت کا انجام ابھی باقی ہے اور کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔ شاید تم غور کرو! شاید تم سمجھو!!

ظلم نہ کرنے پر خدا ناراض

آیئے! ہم دوبارہ اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ جناب والا! بائبل مزید بتلاتی ہے کہ اب ساؤل نے لوگوں کو جمع کیا۔ دو لاکھ پیادہ فوج تھی، یہودا قبیلے کے دس ہزار جوان تھے۔

عمالیقیوں پر حملہ کیا۔ انھیں تلوار کی دھار سے کاٹا۔ بادشاہ اجاج کو زندہ گرفتار کر لیا...... بادشاہ کو اور اچھی اچھی بھیڑ بکریوں، گائیوں بیلوں اور موٹے تازے بچوں کو اور جو کچھ اچھا تھا اسے زندہ رکھا، برباد نہ کیا اور جو نکما اور ناقص مال تھا اس سب کو تباہ کر دیا۔ اس پر خدا اپنے نبی سموئیل سے مخاطب ہوا اور کہا:

> ''مجھے افسوس ہے کہ میں نے ساؤل کو بادشاہ مقرر کیا مگر وہ میری پیروی سے پھر گیا اور اس نے میرے حکم نہیں مانے۔''

سموئیل نبی نے ساؤل بادشاہ کو خدا کا یہ پیغام پہنچایا اور کہا کہ تو نے خدا کے حکم کو رد کر دیا ہے، جبکہ خدا نے مجھے رد کر دیا ہے۔

اے یہودیو اور نصرانیو! تم نے یہ دیا ہے خدا کا تصور کہ وہ عورتوں، بچوں اور جانوروں کو نہ مارنے پر ناراض ہوتا ہے۔ ظلم نہ کیا جائے تو وہ ظلم نہ کرنے والے پر غصے ہوتا ہے...... اور یہ کہ اللہ افسوس بھی کرتا ہے کہ میں نے ایسے شخص کو بادشاہ کیوں بنا دیا جس نے عورتوں، بچوں اور جانوروں کو قتل نہ کیا اور پھر محض اسی جرم کی پاداش میں نبی نے بادشاہ کو حکم سنایا کہ تو بادشاہ نہ رہے، یعنی مستقبل میں تجھ سے تیری یہ بادشاہت چھن جائے گی۔

اب ساؤل بادشاہ نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ اجاج بادشاہ کو پیش کیا جائے۔ اجاج خوشی خوشی اس کے پاس گیا کہ موت کی تلخی کا وقت گزر چکا ہے، مگر ساؤل بادشاہ نے اجاج

کو جلجال (شہر) میں خداوند کے حضور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اے یہودیو اور نصرانیو! ساؤل بادشاہ نے ایسا اس لیے کیا تا کہ خدا راضی ہو جائے اور شاید کہ اس کی بادشاہت بچ جائے ...... یہ ہیں تمھاری بائبل کی باتیں جو (نعوذ باللہ) خدا کو بھی ظالم بنا کر پیش کرتی ہیں ...... نبی سموئیل کو بھی اور بادشاہ ساؤل کو بھی ...... حالانکہ اللہ بھی رحمان ہے، نبی سموئیل بھی ایسے نہ تھے اور بادشاہ ساؤل بھی عدل و انصاف والے تھے...... مگر ظالمو! تم نے یہ داستانیں گھڑ کر انسانیت پر ظلم ڈھایا ...... اور آج تک ظلم کو اپنا مذہب بنا کر ظلم ڈھاتے چلے آ رہے ہو...... اللہ تمھارے ظلم سے انسانیت کو بچائے۔ آمین!

ساؤل بادشاہ میں بد روح داخل ہو گئی

ساؤل بادشاہ نے عورتوں، شیر خوار بچوں اور جانوروں کا قتل عام کیوں نہیں کیا ...... یہ وہ جرم ہے جس کی سزا بائبل کے بیان کے مطابق یوں دی گئی ہے:

''خدا کی روح ...... ساؤل بادشاہ سے الگ ہو گئی اور خدا کی طرف سے ایک بری روح ساؤل کو ستانے لگی۔ اس پر ساؤل بادشاہ کو اس کے لوگوں نے مشورہ دیا کہ کوئی ایسا آدمی تلاش کرنا چاہیے کہ جب تم پر یہ بری روح چڑھ دوڑے تو وہ آدمی بربط (موسیقی کا ایک آلہ) بجائے تو اس سے بری روح اتر جائے گی۔ چنانچہ ساؤل بادشاہ کے حکم پر ایسے آدمی کی تلاش شروع ہوئی تو وہ مل گیا۔ اس نوجوان کا نام داؤد تھا۔ یہ جنگ کا مرد میدان تھا۔ خوبصورت تھا اور گفتگو میں بے حد صاحب تمیز تھا۔ یہ یسی کا بیٹا تھا، جو بیت لحم میں رہتا تھا۔ بھیڑ بکریاں چراتا تھا، چنانچہ بادشاہ ساؤل نے یسی کو کہلا بھیجا اور یسی نے اپنا بیٹا داؤد ...... ساؤل بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا ...... اب وہ اس کا باڈی گارڈ بھی بن گیا۔ بادشاہ کا منظور نظر بن گیا۔ جب بری روح خدا کی طرف سے ساؤل بادشاہ پر چڑھتی تھی تو داؤد بربط لے کر ہاتھ سے بجاتا تھا۔ اس پر ساؤل بادشاہ کو راحت

ہوتی، طبیعت بحال ہو جاتی اور بری روح بادشاہ سے اتر جاتی تھی۔''

اے یہودیو اور نصرانیو! کچھ تو اللہ کا خوف کرو۔ حضرت ساؤل تم اسرائیلیوں کے پہلے بادشاہ ہیں، جنھیں تم نے رب سے مانگ کر لیا۔ ان کا انتخاب اللہ نے کیا...... اور ظالمو! تم نے ان پر بری روح، دوسرے لفظوں میں شیطان کو مسلط کر دیا اور پھر شیطان بھی اترتا تھا تو موسیقی کے آلہ کو بجانے سے...... اور اس کو جو بجاتا تھا تو وہ مستقبل کا بادشاہ اور نبی بجاتا تھا، جن کا نام داؤد علیہ السلام ہے؟

اللہ کی پناہ تمھاری ان من گھڑت داستانوں سے، اللہ سے دعا ہی کر سکتا ہوں کہ میرا مولا تم لوگوں کو ایسی توہین آمیز داستانوں کے چنگل سے نجات عطا فرمائے۔

طالوت اور جالوت کے درمیان جنگ

اسرائیلیوں کے بادشاہ ساؤل اور فلسطیوں کے بادشاہ جاتی جولیت کے درمیان جنگ کی تیاری ہونے لگی۔ ساؤل کو قرآن نے طالوت کہا ہے، جبکہ جاتی جولیت کو جالوت کہا ہے۔ دونوں کی فوجیں آمنے سامنے آ گئیں۔

عہد نامہ قدیم کا صحیفہ سموئیل 1 بتلاتا ہے کہ دونوں فوجوں نے ''ایلہ'' کی وادی میں ڈیرے ڈالے، دو پہاڑ تھے۔ ایک جانب پہاڑ پر اسرائیلی تھے۔ دوسری جانب پہاڑ پر فلسطی تھے۔ درمیان میں وادی تھی۔ فلسطیوں کے لشکر کی طرف سے جالوت نکلا۔ اس کا قد چھ ہاتھ اور ایک بالشت (تقریباً دس فٹ) تھا۔ سر پر پیتل کی خود تھی۔ ہاتھ میں پیتل ہی کی زرہ تھی۔ ٹانگوں پر پیتل کے ساق پوش (پنڈلی ڈھانپنے والے) تھے...... اس نے میدان میں آ کر للکارا۔

مقابلے پر حضرت داؤد (David) نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ انھوں نے طالوت بادشاہ کے سامنے اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ طالوت نے کہا، تو محض ایک لڑکا ہے، وہ (جالوت) بچپن سے ایک جنگی مرد میدان ہے۔ داؤد نے کہا، بادشاہ! جب میں اپنے ابا جی کی بھیڑ

بکریاں چرایا کرتا تھا، تو شیر یا ریچھ ریوڑ سے کوئی بھیڑ یا بکری اٹھا تا تھا تو میں اس کا پیچھا کرتے ہوئے شیر اور ریچھ کے منہ سے اپنا مال چھڑا لیتا تھا اور جب شیر مجھ پر جھپٹتا تو میں اس کی داڑھی پکڑ کر اسے مارتا اور ہلاک کر دیتا تھا۔ میں نے شیر اور ریچھ دونوں کو ہلاک کیا ہے۔ جس اللہ نے مجھے شیر اور ریچھ پر غلبہ دیا وہ اللہ مجھے اس نامختون فلسطی پر بھی غلبہ دے گا۔

چنانچہ طالوت نے داؤد کو اجازت دی، زرہ بھی پہنائی۔ خود بھی دیا اور تلوار بھی دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام یہ پہن کر چلے مگر پھر سب کچھ اتار دیا اور لاٹھی پکڑ لی ...... اور جالوت کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ جالوت کہنے لگا، لاٹھی پکڑ کر آ گیا ہے، میں کتا ہوں کہ لاٹھی لے کر آیا ہے۔ پھر اس نے اپنے دیوتاؤں کے نام لے کر جناب داؤد علیہ السلام پر لعنت ملامت کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا، میں فوجوں کے رب کے نام سے، وہ رب کہ جو اسرائیل کے لشکروں کا خدا ہے، تجھ سے مقابلہ کروں گا۔ دنیا کو پتا چل جائے گا کہ اسرائیل میں ایک خدا ہے اور سب جان لیں کہ خدا تلوار اور بھالے کے ذریعے سے (کسی کو) نہیں بچاتا۔ جنگ اللہ کی ہے اور وہی تم کو ہمارے ہاتھوں شکست سے دو چار فرمائے گا۔

اب جالوت آگے بڑھا۔ داؤد علیہ السلام نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈالا۔ اس میں سے ایک پتھر لیا اور فلاخن (لانچر یا غلیل) میں رکھ کر وہ پتھر مارا۔ وہ سیدھا جالوت کے ماتھے پر لگا۔ اندر جا گھسا اور وہ زمین پر منہ کے بل گر پڑا۔ اب داؤد علیہ السلام دوڑا جالوت کے سر پر جا کھڑا ہوا۔ اسی کی تلوار کو پکڑا، میان سے کھینچا اور اس کی گردن اڑا دی۔ فلسطینیوں نے جب یہ منظر دیکھا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس منظر کو دیکھ کر طالوت بادشاہ کا بیٹا جوناتھن جناب داؤد سے بے پناہ محبت کرنے لگا۔ جنگ میں فتح کے بعد جب داؤد واپس آ رہا تھا اور سارا لشکر واپس آ رہا تھا تو اسرائیل کے تمام شہروں سے خواتین نکلیں۔ وہ گا رہی تھیں، ناچ رہی تھیں، دف کی تھاپ پر خوشی کے نعرے مار رہی تھیں ...... وہ سب طالوت بادشاہ کے

استقبال کو نکلی تھیں ...... وہ عورتیں ناچتی ہوئی آپس میں گاتی جاتی تھیں:

''ساؤل نے ہزاروں کو، پر داؤد نے لاکھوں کو مارا۔''

حسد اور بغض

بائبل کا باب سموئیل 1 مزید بتلاتا ہے کہ جب ساؤل یا طالوت بادشاہ نے یہ سنا تو وہ سخت غضبناک ہو گیا، کیونکہ اسے یہ بات انتہائی بری لگی اور ساؤل کہنے لگا:

''انھوں نے داؤد کے لیے تو لاکھوں اور میرے لیے فقط ہزاروں ہی ٹھہرائے ...... اب بادشاہت ہی رہ گئی، اس کے سوا داؤد کو اور کیا ملنا باقی رہ گیا ...... اس دن کے بعد ساؤل داؤد کو بدگمانی سے دیکھنے لگا۔''

انگلش بائبل جسے یہودیوں اور نصرانیوں نے مشترکہ طور پر لکھا، وہ رقمطراز یوں ہوتی ہے:

"Saul became increasingly Jealous of David and of his fame among the people and made several attempts to kill him."

''ساؤل ...... جناب داؤد کی وجہ سے انتہائی حسد میں مبتلا ہو گیا۔ لوگوں کے درمیان جناب داؤد کی شہرت نے بھی اسے پریشان کر دیا، چنانچہ ساؤل نے جناب داؤد کو متعدد بار قتل کرنے کی کوششیں کیں۔''

انگلش بائبل کا باب ''The Life of king David'' بھی ملاحظہ ہو، لکھا ہے:

"When he defeated their champion, Goliath, A rout of the Philistines followed, but the success of David made Saul jealous."

''جب جناب داؤد نے ان کے چیمپئن جالوت کو شکست سے دو چار کر دیا تو فلسطینیوں کا ایک جمگھٹا لگ گیا، لیکن داؤد کی اس کامیابی نے ساؤل کو حسد میں مبتلا کر دیا۔''

قارئین کرام! اس حسد کا نتیجہ جو بائبل نے بتلایا، وہ یہ ہے کہ جناب طالوت نے جناب داؤد کو قتل کرنے کی کوششوں کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا، مگر جناب طالوت کا اپنا بیٹا جو ناتھن اپنے باپ کے خلاف ان کوششوں کو ناکام بناتا رہا اور جناب داؤد کا ساتھ دیتا رہا...... اس کے بعد جناب طالوت نے ایک اور منصوبہ بنایا، یہ منصوبہ کیا تھا، ملاحظہ ہو:

"Saul began to plot against David, hoping to use his daughters Merab and then Michal, to ensure him."

''طالوت نے داؤد کے خلاف ایک سازش کا آغاز اس توقع پر کیا کہ وہ اپنی بیٹیوں میراب اور میکل کو استعمال کرے گا، تاکہ داؤد کو اپنے جال میں پھنسایا جائے۔''

بائبل مزید بتلاتی ہے کہ طالوت نے داؤد سے کہا کہ میں تجھے اپنا داماد بنانا چاہتا ہوں۔ داؤد نے کہا، کہاں میں مسکین اور کہاں بادشاہ؟ مگر بادشاہ نے اپنی بیٹی میراب داؤد کے ساتھ بیاہنے کی بات کر دی...... اس کے بعد جناب طالوت نے میراب کا نکاح عدری ایل سے کر دیا۔

طالوت کی بیٹی میکل کی خواہش تھی کہ داؤد کے ساتھ اس کا نکاح ہو جائے۔ لوگوں نے جب یہ بات طالوت کو بتلائی تو طالوت نے کہا، میں داؤد کو میکل ہی دوں گا، تاکہ وہ اسے جال میں پھنسائے۔ یوں طالوت نے اپنی بیٹی میکل کا نکاح داؤد سے کرنے کا فیصلہ کر لیا...... مگر بادشاہ کے لوگوں نے داؤد سے کہا کہ نکاح تب ہو گا جب تو فلسطینی لوگوں کو قتل کر کے سو آدمیوں کی کھالیں بادشاہ کے دربار میں پیش کرے گا، کیونکہ بادشاہ کو حق مہر نہیں بلکہ اپنے دشمنوں کی کھالیں مطلوب ہیں...... چنانچہ جناب داؤد نے سو کھالیں بادشاہ کے سامنے پیش کر دیں اور جناب طالوت نے نکاح کر کے اپنی بیٹی میکل کو داؤد کے حوالے کر دیا۔

قارئین کرام ! بائبل مزید جو داستان بیان کرتی ہے اس کا اختصار یہ ہے کہ طالوت یا ساؤل حضرت داؤد کو مروانے کے لیے فلسطینیوں کے خلاف بار بار لڑائی میں بھیجتا رہا...... اس نے خود بھی داؤد علیہ السلام کو قتل کرنے کی بڑی کوشش کی مگر جو کوشش خود کی اسے حضرت داؤد کی بیوی میکل اور سالے جوناتھن نے ناکام بنا دیا اور فلسطینیوں کے خلاف حضرت داؤد نے جو جہاد کیا اس میں وہ مزید سرخرو ہوئے اور ان کی شہرت کو مزید چار چاند لگتے گئے۔

آخر کار...... بائبل کے باب سموئیل 1 کا اختتام یہاں ہوتا ہے کہ فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان جنگ ہوئی، اس جنگ میں اسرائیلی بھاگ نکلے اور خوب قتل ہوئے۔ اس جنگ میں فلسطینیوں نے جناب طالوت کا پیچھا کیا، حتیٰ کہ فلسطینی تیر اندازوں نے انھیں جا لیا۔ جب جناب طالوت نے دیکھا کہ وہ سخت مشکل میں ہیں، تو ساؤل یا طالوت نے اپنے باڈی گارڈ سے کہا، مجھ پر تلوار چلا اور مجھے مار دے، ایسا نہ ہو کہ فلسطینیوں کے ہاتھوں سے مروں، باڈی گارڈ نے انکار کیا تو ساؤل نے تلوار لی اور خود کو اس کی نوک پر گرا دیا اور اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ محافظ نے بھی اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ جناب طالوت کے تینوں بیٹے بھی یہیں قتل ہوئے۔

اے یہودیو اور نصرانیو ! ہم نے حد سے بڑھی ہوئی گئی گستاخانہ باتوں کو چھوڑ دیا...... اور جو درج کیا ان باتوں کو بھی قدرے مہذب بنا کر درج کیا...... تم لوگوں نے اپنے ہی بزرگوں کی عزتوں کو تاراج کر دیا:

① حضرت طالوت کو حاسد بنا دیا۔ (نعوذ باللہ)

② جناب طالوت رضی اللہ عنہ پر حضرت داؤد علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوشش کا الزام لگا دیا۔

③ مزید ان پر سازش کا الزام دھر دیا کہ داماد بنا کر بیٹی کے ذریعے سے قتل کا منصوبہ بنایا۔

④ ایک سو انسانوں کی کھالیں اتارنا ...... اور اس کا مہر طلب کرنا ...... یہ الزام حضرت طالوت پر بھی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر بھی کیا دھڑلے سے لگا دیا۔ (اللہ کی پناہ)

⑤ اور آخر پر تم ظالموں نے جناب طالوت پر خودکشی کا بھی الزام لگا دیا۔

اے یہودیو اور نصرانیو! یہ تو بتلاؤ...... ایسے سنگین ترین الزامات لگانے کے بعد تمھارا ان مقدس شخصیتوں سے کیا تعلق بنتا ہے......؟؟ ظالمو! ہٹ جاؤ۔ ان بزرگوں کے وارث ہم ہیں، ان کی عزت کرنے والے ہم ہیں۔ ان کی ناموس پر مر مٹنے والے ہم ہیں۔ اس لیے کہ ہمارا قرآن ان پر لگے تمھارے الزامات کو دھوتا ہے اور ان کی حقیقی شان بیان فرماتا ہے۔

آؤ! اب ملاحظہ کرو...... وہ قرآن جو ہمارے پیارے حضور، سرکارِ مدینہ حضرت محمد کریم ﷺ پر نازل ہوا۔

سموئیل، طالوت، داؤد اور قرآن

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِیْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۤ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِیَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ۭ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ڐ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ [البقرة : ٢٤٦ تا ٢٥٢]

”کیا تم لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنو اسرائیل کے سرداروں کو نہیں دیکھا کہ جب انھوں نے اپنے نبی سے یہ مطالبہ کر دیا کہ وہ ان کے لیے ایک بادشاہ کا تقرر کر دے (اور کہنے لگے اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ) ہم اللہ کے راستہ میں جہاد کریں، تو (اس پر سموئیل) نبی نے کہا، دیکھ لو...... کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر جہاد فرض کر دیا جائے اور پھر تم جہاد سے پہلو تہی کرنے لگ جاؤ...... اس پر کہنے لگے، ہمیں ہمارے گھروں سے بے دخل کر دیا گیا ہے، اپنے بال بچوں سے دور کر دیا گیا ہے، اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اللہ کے راستے میں جنگ نہ کریں ...... ہوا وہی کہ جب ان لوگوں پر جہاد فرض کر دیا گیا تو ان میں سے تھوڑے سے لوگ ہی بچے، باقی سب بھاگ اٹھے ...... ایسا ظلم ڈھانے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ (آخر کار بنو اسرائیل کے) نبی نے (ان لوگوں کا مطالبہ مانتے ہوئے) ان سے کہا، اللہ نے تمھارے لیے طالوت کا تقرر بطور بادشاہ کے کر دیا ہے ...... اس پر بھی اعتراض کرنے لگے اور کہنے لگے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم پر اس شخص کی بادشاہت ہونے لگے جو مالی وسعت سے محروم ہے۔ اس کے مقابلے میں تو کہیں زیادہ ہم اس بادشاہت کے حق دار ہیں۔ (اس پر سموئیل) نبی نے (انھیں) جواب دیا، (تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ

اللہ نے تم لوگوں پر اس کا انتخاب کیا ہے۔ مزید یہ کہ اس شخص کو علمی اور جسمانی اعتبار سے اللہ نے وسعت و فراخی عطا فرمائی ہے۔ (یہ حقیقت بھی تو ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ) اللہ اپنی بادشاہت جس کو چاہے دے دے۔ اللہ بڑی وسعت والا اور خوب جاننے والا ہے (کہ یہ ذمہ داری کس کے سپرد کرنی ہے؟) ان کے نبی (سموئیل) نے انھیں مزید بتلایا کہ طالوت کی بادشاہت کی ایک نشانی یہ ہوگی کہ (تمھارا کھویا ہوا) صندوق تمھارے پاس آ جائے گا۔ اس میں تمھارے رب کی طرف سے دلی اطمینان کا سامان ہے اور وہ ورثہ ہے جسے آل موسیٰ اور آل ہارون چھوڑ کر گئے ہیں۔ اس صندوق کو فرشتے اٹھا کر لائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں تمھارے لیے زبردست دلیل ہے (طالوت کے برحق بادشاہ ہونے کی) اگر تم ماننے والے بن جاؤ تو......؟ آخر وہ وقت بھی آن پہنچا جب طالوت لشکروں کے جلو میں مارچ کرتا ہوا نمودار ہوا، اس نے اعلان کیا، (جوانو!) اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو (اردن کے) اس دریا کے ذریعے سے آزمانے والا ہے، چنانچہ جس جوان نے اس سے پانی پیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور جس نے اس پانی کو نہ پیا وہ میرا جوان ہے ...... (ہاں ہاں ! چلو) اس قدر اجازت ہے کہ کوئی ہاتھ سے چلو بھر پانی لے لے۔ اب ہوا یہ کہ سبھی نے اس دریا سے خوب پانی پیا، بس ان لوگوں میں سے تھوڑے ہی رہ گئے جنھوں نے نہیں پیا...... یوں طالوت نے دریا کو پار کر لیا اور ان لوگوں نے بھی پار کر لیا جنھوں نے طالوت کی بات مانی تھی۔ (جب میدان جنگ میں پہنچے تو دشمن کو دیکھ کر) کہنے لگے، آج کے روز ہم میں تو یہ ہمت نہیں کہ جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑیں......(اس کے مقابلے میں) وہ لوگ کہ جو اس بات پر پختہ یقین رکھتے تھے کہ وہ (شہادت پا کر) اللہ سے ملاقات کرنے والے ہیں، وہ جواب

میں کہنے لگے، (یارو !) کتنی ہی دفعہ ایسا ہوا کہ تھوڑی جماعت اللہ کے حکم کے ساتھ کثیر تعداد کی حامل جماعت پر غلبہ پا لیتی ہے...... اور یہ بات بھی تو ہے کہ اللہ ڈٹ جانے والوں کے ساتھ ہو جاتا ہے (تم ذرا صبر کے ساتھ ڈٹ کر دکھاؤ تو سہی) چنانچہ جب یہ لوگ جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلے کو نکلے تو لگے یوں دعا کرنے، اے ہمارے پالنہار ! ہمارے (دلوں) پر صبر و ثبات کی بالٹی انڈیل دے، ہمارے قدموں کو جما دے اور کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان مومنوں نے کافروں کو اللہ کے حکم کے ساتھ شکست سے دو چار کر دیا اور داؤد نے جالوت کو قتل ہی کر ڈالا۔ (طالوت کے بعد) اللہ نے داؤد کو بادشاہت اور دانائی سے بھی نواز دیا اور جس قدر چاہا علم بھی عطا فرما دیا (لوگو! یہ حقیقت یاد رکھو کہ) اگر اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کے ہاتھوں سے...... بعض لوگوں کو دھکا دے کر نہ گراتا ہوتا تو زمین دہشت گردی سے بھر جاتی۔ یہ تو اللہ ہے جو جہان والوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے (کہ ظالم دہشت گردوں کو پاکباز مجاہدوں کے ہاتھوں سے جہادی دھکے دلوا کر اوندھے منہ گرا دیتا ہے) (اے میرے رسول !) یہ (تیرے) اللہ کی آیات ہیں، جنھیں ہم حق کے ساتھ تیرے سامنے تلاوت کرتے ہیں۔ (ایسی پر حقیقت خبریں بتلانے کے بعد حقیقت بہر حال یہی سامنے آتی ہے کہ آپ رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔''

اے یہودیو اور نصرانیو ! یہ ہے قرآن جو میرے پیارے حضور ...... سرکار مدینہ محمد کریم ﷺ پر نازل ہوا...... اس قرآن میں حضرت سموئیل علیہ السلام، حضرت طالوت بادشاہ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا مختصر مگر شاندار اور پر حقیقت واقعہ بھی ملاحظہ کرو...... ان کی عزت و شان کا انداز دیکھو...... اور ذرا اپنی داستان گوئی کے اطوار بھی دیکھو اور انصاف سے بتلاؤ کہ جلنا کس کو چاہیے...... تمھارے آباء کی من گھڑت اور گستاخانہ تحریروں کو یا آخری رسول

گرامی ﷺ پر نازل ہونی والی کتاب قرآن کے خوبصورت اور عزت و تکریم کے حامل انداز کو......؟

پیغمبروں پر ماتم اور مرثیے کا الزام

اے یہودیو اور نصرانیو! تم لوگوں نے ایک ظلم یہ کیا کہ پیغمبروں کو ماتم کرنے والا اور مرثیے کہنے والا بنا کر پیش کیا، جو اموات اور شہادتوں پر نوحہ کرتے ہیں، مرثیے کہتے ہیں اور ماتمی لباس پہن کر ماتم کرتے ہیں۔

تورات کے پہلے باب ''پیدائش'' میں لکھا ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص خون میں لت پت باپ کے سامنے رکھی اور کہا کہ یوسف کو درندہ کھا گیا ہے تو:

''تب یعقوب نے اپنا پیرہن (لباس) چاق کیا، (پھاڑ ڈالا) ٹاٹ (ماتمی لباس) اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لیے ماتم کرتا رہا۔ اس کے سب بیٹے بیٹیاں اسے تسلی دینے جاتے تھے، پر اسے تسلی نہ ہوتی تھی، وہ یہی کہتا رہا کہ میں تو ماتم ہی کرتا ہوا قبر میں اپنے بیٹے سے جاملوں گا۔''

قارئین کرام! پھر جب مصر میں حضرت یعقوب علیہ السلام فوت ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات پر کیا کیا، تورات کی کتاب ''پیدائش'' ملاحظہ ہو:

''تب یوسف اپنے باپ کے منہ سے لپٹ کر اس پر رویا اور اس کو چوما اور یوسف نے ان طبیبوں (ڈاکٹروں، حکیموں) کو ...... جو اس کے نوکر تھے، (انھیں) اپنے باپ کی لاش میں خوشبو بھرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ طبیبوں نے اسرائیل کی لاش میں خوشبو بھری اور اس کے چالیس دن پورے ہوئے، کیونکہ خوشبو بھرنے میں اتنے ہی دن لگتے ہیں۔''

قارئین کرام! چالیس دن پورے کرنے کے بعد جب یعقوب علیہ السلام کو دریائے اردن پار کر کے ان کے دیس میں دفن کر دیا گیا تو وہاں یوسف علیہ السلام نے کیا کیا، تورات کی کتاب پیدائش ملاحظہ ہو:

''وہاں انھوں نے بلند اور دلسوز آواز سے نوحہ کیا اور یوسف نے اپنے باپ کے لیے سات دن تک ماتم کرایا۔''

قارئین کرام! جناب طالوت یا ساؤل جو اسرائیلیوں کے بادشاہ تھے، وہ قتل ہو گئے تو عہد نامہ قدیم کی کتاب ''سموئیل ۲'' بتلاتی ہے کہ اس خبر کو جب حضرت داؤد علیہ السلام نے سنا تو تب:

''داؤد نے اپنے کپڑوں کو پکڑ کر ان کو پھاڑ ڈالا اور اس کے ساتھ کے سب آدمیوں نے بھی ایسا ہی کیا اور وہ ...... ساؤل اور اس کے بیٹے یونتن (جوناتھن)...... اور خداوند کے لوگوں (میدان جنگ میں مارے جانے والوں) اور اسرائیل کے گھرانے کے لیے ...... نوحہ کرنے اور رونے لگے اور شام تک روزہ رکھا، اس لیے کہ وہ تلوار سے مارے گئے تھے۔''

اور داؤد نے ساؤل اور اس کے بیٹے یونتن (جوناتھن) پر اس مرثیہ کے ساتھ ماتم کیا اور اس نے ان کو حکم دیا کہ نبی یہودا کو کمان کا گیت سکھائیں ...... دیکھو وہ یاشر کی کتاب میں لکھا ہے:

''اے اسرائیل! تیرے ہی اونچے مقاموں پر تیرا فخر مارا گیا
ہائے! زبردست (لوگ) کیسے کھیت آئے (قتل ہوئے)
اسقلوں کے کوچوں (گلیوں) میں اس کی خبر نہ کرنا (ایسا) نہ ہو کہ فلسطیوں (فلسطینیوں) کی بیٹیاں خوش ہوں، (ایسا) نہ ہو کہ نامختونوں کی بیٹیاں فخر کریں۔''

قارئین کرام! یہ مرثیہ ذرا لمبا ہے، ہم نے اس کے چند ابتدائی جملے لکھے ہیں، تا کہ آپ کو پتا چلے کہ فوت ہونے کے بعد چالیس دن مکمل کرنا، سات دن ماتم کرنا، نوحہ کرنا، پہنے ہوئے کپڑے پھاڑنا، پھر ماتمی لباس پہننا...... چند ایک نہیں بلکہ پوری ملت کا ایسا کرنا ...... پھر مرثیے کہنا...... ان ساری باتوں کو ان لوگوں نے پیغمبروں کے ساتھ منسوب کر دیا۔

ان کا یہ انداز مزید ملاحظہ ہو، ''سموئیل ۲'' میں درج تفصیلات کے مطابق:

ساؤل کے قتل کے بعد حضرت داؤد بادشاہ بن گئے۔ داؤد یہودا کے علاقے حبرون کے بادشاہ بنے، جب کہ یروشلم کے بادشاہ ساؤل کے بیٹے ''اشبوست'' بن گئے۔ اشبوست کو بادشاہ بنانے میں اشبوست کے باپ ساؤل کے جرنیل ابنیر نے کردار ادا کیا تھا...... پھر ابنیر کی اشبوست سے لڑائی ہوگئی تو ابنیر داؤد علیہ السلام کے پاس آیا اور انھیں یقین دلایا کہ میں اشبوست کی بادشاہت ختم کروا کے تمھیں سارے اسرائیل کا بادشاہ بنانے میں کردار ادا کروں گا۔

ابنیر جب حضرت داؤد علیہ السلام کی ضیافت کھا کر نکلا تو راستے میں ایک جگہ یوآب نامی شخص نے اپنے بھائی ابیشے کے ساتھ مل کر ابنیر کو قتل کر ڈالا۔ ان دونوں نے اپنے بھائی عسابیل کا بدلہ لے لیا کہ جسے ابنیر نے ایک لڑائی میں قتل کیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس قتل پر کیا کیا، ملاحظہ ہوں ''سموئیل ۲'' کے الفاظ:

> ''اور داؤد نے یوآب سے اور ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ تھے، کہا کہ اپنے کپڑے پھاڑو اور ٹاٹ پہنو اور ابنیر کے آگے آگے ماتم کرو اور داؤد بادشاہ آپ (خود) جنازہ کے پیچھے پیچھے چلا اور انھوں نے ابنیر کو حبرون میں دفن کیا اور بادشاہ...... ابنیر کی قبر پر چلا چلا کر رویا اور سب لوگ بھی روئے اور بادشاہ نے ابنیر کی قبر پر مرثیہ کہا۔''

اے اہل کتاب یہودیو! یہ ہے تمھاری مقدس کتاب کہ یوآب اور ابیشے دونوں بھائی

مل کر ابنیر کو قتل بھی کر رہے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ شامل ہو کر اپنے کپڑے بھی پھاڑ رہے ہیں، ماتمی لباس یعنی ٹاٹ پہن رہے ہیں، ماتم کر رہے ہیں اور چلا چلا کر رو بھی رہے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ مل کر مرثیے بھی کہہ رہے ہیں۔

اے یہودیو اور نصرانیو! اللہ کی طرف سے طبعی انداز سے موت آ جائے، تم تب بھی ماتم کرتے ہو، اپنے لوگوں کو خود ہی قتل کر دو تب بھی ماتم کرتے ہو اور اگر لڑائی میں دشمن کے ہاتھوں تمھارے لوگ مارے جائیں تو تب بھی ماتم کرتے ہو...... ہم سمجھتے ہیں اللہ کے پیغمبر اور نیک لوگ اس سے بری ہیں۔ ماتم کے اس سلسلے کو تم لوگوں نے خود ایجاد کیا اور اسے جائز کرنے کے لیے اپنے ماتم کو، اپنے چالیس دنوں کے سوگ کو...... اپنے سات دنوں کے سوگ کو...... اپنے ماتمی لباس کو...... اپنے مرثیوں کو اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ جوڑ دیا۔ تم لوگوں نے کیا غضب کیا کہ حضرت یعقوب، حضرت یوسف اور حضرت داؤد علیہم السلام پر توہین آمیز الزامات لگاتے ہوئے انھیں صبر سے تہی دامن قرار دے دیا۔

اے یہودیو! اس صبر سے تم لوگ آج تک محروم ہو، کالے لباس پہنتے ہو، دیوار گریہ پر جاتے ہو۔ وہ دیوار کہ جو بقول تمھارے ہیکل سلیمانی کی واحد بچ جانے والی دیوار ہے، ہیکل سلیمانی جسے بخت نصر نے برباد کر دیا تھا...... اس دیوار کے ساتھ لگ کر روتے ہو۔ مرثیے پڑھتے ہو...... ساتھ ساتھ اس دیوار کو مشکل کشا بھی مانتے ہو۔ یہاں اپنی منتیں بھی پیش کرتے ہو۔ ٹاکیاں بھی باندھتے ہو۔ پرچیاں لکھ کر دیوار کی درزوں میں ٹھونستے ہو۔ دیوار کو چھو کر برکت حاصل کرتے ہو...... آہ! کس قدر تضاد ہے کہ جس دیوار کی بربادی پر روتے اور مرثیہ پڑھتے ہو، اسی کو مشکل کشا جان کر وہاں حاجتیں بھی پیش کرتے ہو۔ ہاں ہاں! اے یہود و نصاریٰ! اپنے عہد نامہ قدیم میں اپنی توہین آمیزیاں بھی ملاحظہ کرو اور قرآن دیکھو جو میرے پیارے حضور جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا...... اس قرآن میں 16 مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لے کر تذکرہ کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو ان مقامات میں سے

ایک وہ مقام کہ جب مکہ کے مشرکین نے حضرت محمد کریم ﷺ کو بے حد ستایا۔ تکلیفوں میں مبتلا کیا۔ آپ ﷺ کو طائف کے میدان میں پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا ...... آپ ﷺ کے ستر (۷۰) ساتھیوں کو دھوکا دے کر لے گئے کہ ہماری قوم کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، مبلغین کو بھیج دیجیے، تاکہ یہ سارے علاقے میں اسلام کی دعوت دیں۔ میرے حضور ﷺ نے ستر (۷۰) مبلغین بھیجے ...... مگر ان بدعہدوں نے انھیں راستے میں شہید کر دیا...... جنگ کا میدان دیکھ لو ...... غزوۂ احد میں میرے حضور ﷺ کے سگے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ...... پھر اس جنگ میں مشرکوں کا جو آرمی چیف تھا، اس کا نام ابوسفیان تھا ...... اس کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ خنجر سے پھاڑ دیا، ناک کاٹ دیا، کان کاٹ دیے، کلیجہ اور دل نکال لیے۔ ان اعضا کا ہار بنایا...... میرے پیارے حضور ﷺ نے اس سارے انتہائی تکلیف دہ منظر کو دیکھا۔

اے یہودیو اور نصرانیو! اللہ نے اپنے آخری رسول ﷺ کے سامنے تکلیفوں پر صبر کرنے کا جو نمونہ اور اسوہ رکھا وہ حضرت داؤد علیہ السلام کا رکھا ...... ملاحظہ ہو قرآن میں اللہ کا خطاب اپنے آخری رسول محمد کریم ﷺ سے، فرمایا:

﴿اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ﴾

[صٓ : ۱۷]

”(میرے رسول!) یہ مشرک لوگ جو (تکلیف دہ) باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو، جو قوت والا (با اختیار بادشاہ) تھا (مگر اس کے باوجود) حقیقت یہ ہے کہ وہ بار بار (اپنے رب کی طرف) رجوع کرنے والا تھا۔“

یعنی اللہ سے جس قدر تعلق مضبوط ہو گا اتنا ہی وہ صبر و حوصلے والا ہو گا اور ہمارا پیغمبر داؤد تو بار بار ...... قدم قدم پر میری طرف رجوع کرنے والا، مجھ سے تعلق جوڑنے والا

...... میرے ساتھ لمحہ لمحہ جڑا رہنے والا تھا، لہٰذا اس کے صبر و حوصلے کو سامنے رکھو اور اپنے دشمنوں کی تکالیف پر اسی طرح صبر کرو جس طرح میرے بندے داؤد نے کیا تھا۔

اے یہود و نصاریٰ! غور کرو...... آخری رسول ﷺ کا صبر دیکھو...... اور غور کرو کہ اگر آخری رسول ﷺ کے سامنے صبر کے نمونے کے طور پر حضرت داؤد علیہ السلام کا صبر پیش کیا جائے تو ظالمو!

کیا وہ پیغمبر کہ جس کا صبر نمونہ بنایا جائے، ایسا پیغمبر ماتم کرنے والا ہو سکتا ہے؟

کیا وہ لباس پھاڑے گا؟

ماتمی لباس پہنے گا؟

نوحہ کرے گا؟

مرثیہ کہے گا؟

کبھی نہیں...... بالکل نہیں...... اللہ کی قسم! بالکل نہیں!! یہ تو تمھارے الزامات ہیں، جو تم لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی مبارک اور پاک ذات پر لگائے ہیں...... اور قربان جاؤں اپنے پیارے اور آخری رسول حضرت محمد کریم ﷺ کے لائے ہوئے قرآن پر...... کہ جو ان دھبوں اور بدنما داغوں کو صاف کر رہا ہے، جن کو اے یہودیو اور نصرانیو! تم نے لگایا ہے...... پھر بتلاؤ! تمھارے ان داغ دھبوں کو دھلنا چاہیے یا حضرت محمد کریم ﷺ کے قرآن کو جو حضرت داؤد علیہ السلام کا دفاع کر رہا ہے؟

حضرت داؤد علیہ السلام پر ناچنے کا الزام

عہد نامہ قدیم کی کتاب "سموئیل ۲" بتلاتی ہے کہ کڑاکے کی دھوپ تھی...... دوپہر کا وقت تھا کہ اشبوست بادشاہ کی فوج کے دو سردار بعنہ اور ریکاب اٹھے اور بادشاہ کے گھر میں داخل ہوئے۔ بادشاہ سویا ہوا تھا، چنانچہ انھوں نے بادشاہ کو قتل کیا، اس کا سر کاٹا اور ساری رات چلتے رہے، اگلے دن حبرون میں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس سر لائے اور کہا

......ساؤل جو تمھاری جان کا دشمن تھا، یہ اس کے بیٹے کا سر ہے۔

اشبوست کی عمر چالیس برس تھی، جب وہ اسرائیل کا بادشاہ بنا۔ اس نے دو سال بادشاہی کی، اب سارے بنی اسرائیل کا بادشاہ داؤد بن گیا۔ داؤد حبرون سے چلا اور یروشلم میں آیا، یہاں اس نے بہت ساری حرمیں (لونڈیاں) اور بیویاں کیں ...... پھر داؤد نے تیس ہزار لوگوں کی فوج کو جمع کیا، انھیں ساتھ لیا اور خدا کے صندوق کو اپنے شہر میں لانے کا فیصلہ کیا، چنانچہ نئی گاڑی تیار کی اور صندوق جو عوبیدادوم کے گھر میں تھا، اس سے لیا اور اپنی فوج کے ساتھ چل پڑا۔ تب صندوق اٹھانے والے چھ قدم ہی چلے تو داؤد نے ایک بیل اور موٹا بچھڑا ذبح کیا اور داؤد خداوند کے حضور اپنے سارے زور سے ناچنے لگا اور داؤد کتان کا افود (قیمتی لباس) پہنے ہوئے تھا۔ داؤد اور اسرائیل کا سارا گھرانہ خداوند کے صندوق کو للکارتے اور نرسنگا (لمبے سینگ کے اندر) پھونکتے ہوئے لائے۔

جب خداوند کا صندوق داؤد کے شہر کے اندر آ رہا تھا تو ساؤل کی بیٹی میکل (زوجہ داؤد علیہ السلام) نے کھڑکی سے نگاہ کی (نظر ڈالی) اور داؤد بادشاہ کو خداوند کے حضور اچھلتے اور ناچتے دیکھا تو اس نے اپنے دل ہی دل میں اسے حقیر جانا۔

جب داؤد علیہ السلام اپنے گھر کو برکت دینے گھر کی جانب چلنے لگا تو ساؤل کی بیٹی میکل داؤد علیہ السلام کے استقبال کو نکلی اور کہنے لگی کہ اسرائیل کا بادشاہ آج کیسا شاندار معلوم ہوتا ہے۔ جس نے آج کے دن اپنے ملازموں کی لونڈیوں کے سامنے اپنے آپ کو برہنہ کیا، جیسے کوئی ......؟ داؤد نے میکل سے کہا، یہ تو خداوند کے حضور تھا جس نے تیرے باپ اور اس کے سارے گھرانے کو چھوڑ کر مجھے پسند کیا، تاکہ وہ مجھے خداوند کی قوم اسرائیل کا پیشوا بنائے، سو میں خداوند کے آگے ناچا۔

قارئین کرام! میکل کی زبان سے جو الفاظ ادا کروائے گئے وہ اس قدر شرم و حیا سے عاری ہیں کہ ہم نے وہاں نقطے ڈال کر سوالیہ نشان ڈال دیا ہے ...... یہ وہ الفاظ ہیں جن کو تم،

اے یہود و نصاریٰ! مقدس جان کر تلاوت کرتے ہو، ہم حضرت داؤد علیہ السلام کو ماننے والے ہیں، ہم میں اتنی ہمت نہیں کہ ان الفاظ کو درج کرسکیں۔ ناچنے اور برہنہ ہونے کے جو الفاظ ہیں، وہ ہم نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر درج کیے ہیں اور اس لیے کیے ہیں تاکہ تمھارے وہ لوگ جن کے ضمیر جاگتے ہیں ...... وہ ایسے جملوں کو الہامی ماننے سے انکار کر دیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ان عزت مآب آیات پر ایمان لائیں جو رسالت مآب حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں ...... اب ایک آیت کریمہ ملاحظہ ہو، یہ آیت قرآن کی اس سورت میں ہے جس کا نام بنی اسرائیل ہے...... اے اسرائیلی یہودیو اور نصاریٰ کہلانے والو! ملاحظہ کرنا اس آیت کو، شاید کہ تمھارے دل میں اتر جائے داؤد علیہ السلام کے احترام کی بات، فرمایا:

﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّنَ عَلَىٰ بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا﴾

[بني إسرائيل : ٥٥]

''ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور داؤد کو تو ہم نے زبور عطا فرمائی۔''

اللہ اللہ! مولا کریم نے اپنے داؤد نبی کو کئی نبیوں پر فضیلت عطا فرمائی ...... انھیں جو کتاب عطا فرمائی اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا ...... اور داؤد علیہ السلام کو ماننے کا دعویٰ کرنے والو! تم ان کی توہین کرو ...... بتلاؤ! سچے وارث تم ہو یا ہم ہیں ...... ہم کہ جو قرآن کے حاملین ہیں اور قرآن کہ جو تمھارے انبیاء کی بھی عزتوں کا محافظ ہے ......!

اوریاحتی کی بیوی کا الزام

سموئیل ۲ حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی کا ایک منظر کچھ ایسے انداز سے بیان کرتی ہے جو حد درجہ شرمناک ہے ...... ہم اس تفصیلی منظر کو اختصار اور قدرے تہذیب کا جامہ پہنا کر عرض کرنے کی جسارت کر رہے ہیں، ملاحظہ ہو:

شام کا وقت تھا، حضرت داؤد علیہ السلام اپنے پلنگ سے اٹھے اور شاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگے۔ چھت پر سے ایک عورت پر نظر پڑی، جو نہا رہی تھی۔ یہ نہایت خوبصورت عورت تھی۔ تب حضرت داؤد علیہ السلام نے لوگ بھیج کر اس کا حال معلوم کیا تو پتا چلا کہ اس عورت کا نام "بت سبع" ہے اور اوریاحتی کی بیوی ہے، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کو بلایا ....؟ پھر وہ گھر چلی گئی اور امید سے ہوگئی۔

اس عورت کا خاوند "اوریاحتی" جنگ کے میدان میں تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے چیف کمانڈر یوآب کو پیغام بھیج کر اوریاحتی کو بلوایا، وہ آیا اور ایک دو دن ٹھہرا۔ وہ اپنے گھر نہیں گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تو گھر کیوں نہیں گیا...... اس نے کہا، میرے ساتھی (مجاہد) جھاڑیوں اور جنگلوں میں ہیں ...... میں یہاں گھر کے مزے اڑاؤں، دل نہیں مانتا ...... اب حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے خط دے کر میدان جنگ میں واپس بھیج دیا ...... اور کہا، یہ خط اپنے چیف کمانڈر یوآب کے سپرد کر دینا ...... اس خط میں لکھا تھا کہ اوریاحتی کو وہاں متعین کرنا جہاں گھمسان کا رن ہو، تاکہ وہ مارا جائے، چنانچہ یوآب نے ایسا ہی کیا اور یوں اوریاحتی قتل ہوا۔

اوریاحتی کی بیوی بت سبع کو جب خبر ملی تو وہ ماتم کرنے لگی اور جب سوگ کے دن گزر گئے تو داؤد نے اسے بلوایا اور محل میں رکھ لیا...... اس کے ہاں داؤد کا بیٹا پیدا ہوا...... اس عمل پر خدا ناراض ہوا کہ جو داؤد نے کیا۔

چنانچہ خدا نے ناتن نبی کو داؤد کے پاس بھیجا۔ اس نے آ کر داؤد بادشاہ کے سامنے یہ قضیہ رکھا کہ ایک شہر میں دو آدمی تھے، ایک امیر شخص تھا، جس کے پاس بھیڑ بکریوں کے ریوڑ اور گلے تھے، مگر اس غریب کے پاس ایک ہی بھیڑ تھی ...... امیر کے پاس مہمان آیا تو اس نے مہمان کی مہمان نوازی کے لیے غریب آدمی کی بھیڑ لے لی، اسے ذبح کر کے پکایا اور مسافر مہمان کو کھلا دی...... یہ سن کر حضرت داؤد غصے میں آ گئے اور کہا کہ جس شخص

نے یہ کام کیا وہ واجب القتل ہے۔ اس نے ایسا کام کیا کہ اسے ذرا ترس نہ آیا۔

اس پر ناتن نے داؤد سے کہا ...... وہ شخص تو ہی ہے، جس نے اوریا حتی کو بنی عمون (مخالف فوج) کے ہاتھوں مروایا اور اس کی بیوی لے لی، تاکہ وہ تیری بیوی بن جائے۔

قارئین کرام! برطانیہ سے شائع ہونے والی بائبل جسے یہود و نصاریٰ نے مل کر شائع کیا...... اس کے صفحہ ۱۸۷ پر ایک محل کا اندرونی منظر دکھایا گیا ہے۔ جس میں مرد اور عورت کی تصویر بنا کر لکھا گیا ہے:

"David and Bathsheba" ...... مزید برآں! یہاں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ زنا (Adultery) کی سزا پتھروں سے رجم کرنا ہے، جب تک کہ وہ جان سے مر نہ جائے۔

اے یہود و نصاریٰ! تم خود کہتے ہو کہ یہود قبائل کی صورت میں تھے، باہم لڑتے تھے، بکھرے ہوئے تھے۔ انھیں اکٹھا کر کے ایک قوم بنایا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بنایا۔ ان کی دو بادشاہتوں کو اکٹھا کر کے ایک متحدہ بادشاہت کا رنگ دیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے دیا۔

اے یہودیو! تم نے چھ کونوں والے ستارے کو اپنے پرچم کی پہچان بنایا اور اسے (David Star) کا نام دیا...... اسے اپنی عظمت کی علامت ٹھہرایا۔

اے یہودیو اور نصرانیو! تم لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے نام پر امریکہ میں "David Camp" بنایا۔ جب امریکہ کا صدر تھک جاتا ہے، آرام کے دن گزارنا چاہتا ہے تو واشنگٹن کے وائٹ ہاؤس سے نکلتا ہے اور ڈیوڈ کیمپ میں آرام کرتا ہے...... دنیا کے اس سربراہ مملکت کے لیے بڑا اعزاز سمجھا جاتا ہے جس سربراہ مملکت کو امریکی صدر ڈیوڈ کیمپ میں ملاقات کے لیے دعوت دے۔

اے یہود و نصاریٰ! اسی عظیم شخصیت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تمھارے پہلے لوگوں نے یہ کیا کہ ان پر بے ہودہ الزامات لگا کر ان کو اپنے عہد نامہ قدیم کا حصہ بنا دیا...... اور اگر آج تم اسے مرتب کرتے ہو تو تب بھی اس توہین آمیز انداز کو چھوڑتے نہیں ہو۔

ذرا غور کرو! جو واقعہ تم لوگوں نے گھڑا اس میں یہ بھی لکھا کہ ایک نبی جس کا نام ''ناتن'' تھا، اس نے آ کر حضرت داوٗد علیہ السلام کو متنبہ کیا اور اوریا حتی کی بیوی حاصل کرنے پر جھنجھوڑا...... ہم کہتے ہیں ...... اس سارے قصے کے محل نظر ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام تو خود نبی تھے اور ایسے نبی تھے جو مضبوط بادشاہ بھی تھے اور ایسے نبی تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے زبور جیسی کتاب بھی عطا فرمائی، تو صاحب کتاب نبی اور بادشاہ کی موجودگی میں دوسرے نبی کی کیا ضرورت تھی؟ اور اگر تھی بھی تو کیا نبی کے سمجھانے کے لیے بھی نبی آتا ہے؟ اور کیا نبی کا کردار اتنا پست ہوسکتا ہے؟ ثابت ہوا یہ سارا واقعہ تم نے خود گھڑا اور حضرت داوٗد علیہ السلام کی پاک ذات پر بے ہودہ الزامات لگا دیے۔

آیئے! اب قرآن ملاحظہ کیجیے اور دیکھیے کہ وہ حضرت داوٗد علیہ السلام پر لگے الزام کو کس پیارے اور خوبصورت انداز سے صاف فرماتا ہے۔ ملاحظہ ہو اللہ کا انداز تخاطب اپنے آخری رسول محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے:

﴿وَهَلْ أَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ إِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ إِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ إِنَّ هٰذَآ أَخِيْ ۟ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۟ فَقَالَ أَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَإِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَإِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٢٥﴾ يٰدَاوٗدُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ إِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ [ص: ٢١ تا ٢٦]

”(اے میرے رسول !) کیا تمھارے پاس مقدمہ کرنے والوں کی خبر پہنچی ہے کہ جب انھوں نے دیوار پھلانگی اور عبادت گاہ میں اتر آئے۔ وہ جب داؤد کے سامنے آئے تو وہ انھیں دیکھ کر گھبرا اٹھا۔ تب وہ کہنے لگے، ڈرو نہیں، ہم مقدمہ کے دو فریق ہیں، جن میں سے ایک فریق نے دوسرے پر زیادتی کر ڈالی ہے۔ آپ ہمارے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ طرف داری بالکل نہ کرنا اور صاف راستے پر ہمیں چلا دینا ...... جناب ! یہ میرا بھائی ہے، اس کی ننانویں دنبیاں ہیں۔ میری ایک ہی دنبی ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ یہ ایک بھی میرے حوالے کر دے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ گفتگو میں بھی اس نے مجھے دبا لیا ہے ...... یہ سن کر حضرت داؤد کہنے لگے، اس نے تیری (ایک) دنبی کو اپنی ننانویں دنبیوں میں شامل کرنے کا جو مطالبہ کیا ہے، ایسا مطالبہ کر کے اس نے بڑا ظلم کیا ہے ...... حقیقت تو بہر حال یہی ہے کہ یہ جو پارٹنرز ہوتے ہیں ان میں سے اکثر ایک دوسرے پر زیادتی کرتے رہتے ہیں ...... ہاں ! اس سے محفوظ وہی رہتے ہیں جو مومن ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہر حال تھوڑے ہی ہوتے ہیں ...... (جب یہ باتیں کر چکے تو) اچانک داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ ہم نے (یہ فرشتے انسانی شکل میں بھیج کر) اسے آزمایا ہے، چنانچہ وہ جھٹ پٹ اپنے پروردگار سے معافی مانگنے لگا اور جھکتے ہوئے گر پڑا اور رجوع کر لیا ...... ہم نے بھی اسے فوراً معاف کر دیا۔ کیا شک ہے کہ اسے ہمارے دربار میں بڑا قرب حاصل ہے اور شاندار مقام حاصل ہے ...... (ہم نے اسے کہہ دیا) اے داؤد ! ہم نے تجھے زمین پر خلافت سے نوازا ہے، لہٰذا لوگوں کے درمیان حق سچ کے ساتھ حکمرانی کرو۔ خواہش کی پیروی بالکل نہ کرنا، وگرنہ یہ چیز تمھیں اللہ

کے راستے سے ہٹا دے گی ...... اس معاملے میں تو ذرا برابر شک نہیں ہونا چاہیے کہ جولوگ اللہ کے راستے سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت سزا ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا ہی دیا ہے۔''

اے یہودیو اور نصرانیو! ملاحظہ کرو قرآن کا خوبصورت انداز ...... اسے سامنے رکھتے ہوئے جو معلوم ہوتا ہے وہ کچھ اس طرح سے محسوس ہوتا ہے کہ اوریا حتی اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان کی بیوی جو اب شہید کی بیوہ تھی، حسن و جمال اور اخلاق میں باکمال تھی، اس کی کسی اور کے ساتھ منگنی ہو گئی اور جب حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کا پتا چلا تو انھوں نے خود اس کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا۔ ارادہ ان کا یہی تھا کہ شہید کی بیوہ بھی ہے، حسن و جمال اور اخلاق میں باکمال بھی ہے، تو اس عورت کے لیے بادشاہ کے ساتھ شادی بھی یقیناً ایک اعزاز اور دل کی ڈھارس ہو گی ...... اب جس سے منگنی ہو چکی وہ چھوڑنا تو نہیں چاہتا تھا مگر حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے خاموش ہو گیا ...... ﴿وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ﴾ کے جملے میں ''الْخِطَابِ'' کا جو لفظ ہے، یہ منگنی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن کے الفاظ ﴿وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ﴾ کا معنی بنے گا، ''اور منگنی کے مسئلہ کے بارے میں وہ مجھ پر غالب آ گیا ہے'' یعنی اب مجھے اپنی منگیتر کو چھوڑنا پڑے گا۔

زندگی کے عام معاشرتی حالات میں یہ کوئی گناہ نہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو راضی کر کے خود شادی کر لے۔ غلط کام تو صرف جبر میں ہے، جبکہ یہاں جبر نہیں بلکہ راضی کر کے کوشش کی جا رہی ہے ......مگر ایسا جائز کام بھی، جو عام لوگوں کے لیے جائز ہے، بڑے اور خاص لوگوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔ خصوصاً پیغمبر کے لیے تو یہ بالکل اللہ کے ہاں مناسب نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو بھیج کر جب اپنے بندے داؤد کو سمجھایا ......تو وہ جونہی سمجھے فوراً اللہ کے دربار میں گر گئے، معافیاں مانگنے لگ گئے ...... اللہ نے معاف کر دیا اور یہ بھی قرآن میں بتلا دیا کہ داؤد علیہ السلام کے مقام و مرتبے میں اس سے ذرا

فرق نہیں پڑا، بلکہ اللہ کے سامنے جھکنے سے مقام اور بڑھ گیا۔

قارئین کرام! میں نے ﴿وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ﴾ سے منگنی مراد لے کر جو تجزیہ کیا چوتھی صدی ہجری کے قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے بھی اس آیت کا یہی معنی مراد لیا ہے۔ مزید برآں! امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد حضرت امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر "زاد المسیر فی علم التفسیر" میں قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ کے حوالے سے اسی معنی کو مراد لے کر ذکر کیا ہے۔ الغرض! اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میں نے جو معنی مراد لیا اور پھر جو تجزیہ کیا اس کی دلیل اسلاف سے مل گئی۔ [فللّٰهِ الْحَمْد]

اے یہودیو اور نصرانیو! دیکھ لو...... کس طرح قرآن حضرت داؤد علیہ السلام کی عزت و عصمت اور مقام و مرتبے کا دفاع کر رہا ہے، جبکہ تم اپنے عالی شان بادشاہ اور پیغمبر پر ایسے الزامات لگا رہے ہو کہ اللہ کی پناہ......!!

تمھارا عہد نامہ مزید لکھتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا دوسرا بیٹا جو اس عورت سے نکاح کے بعد پیدا ہوا، وہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں...... ہاں! ہم قرآن کی روشنی میں یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حضرت داؤد علیہ السلام نے شہید کی اس بیوہ سے شادی کی بھی ہے تو اس کی صورت یہی ہے کہ منگنی کرنے والے نے جب یہ دیکھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام تو پیچھے ہٹ گئے ہیں تو وہ خود ہی پیچھے ہٹ گیا ہو اور یوں رضا مندی سے حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے شادی کر لی ہو، تو یہ ممکن ہو سکتا ہے......!

بہر حال! جو بھی صورت ہو، قرآن کی وضاحت کے بعد وہ صورت اور نوعیت وہی ہے جو ایک پیغمبر کے شایان شان ہے......اور حضرت داؤد علیہ السلام کی شان کا دفاع کرتا ہے تو حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کرتا ہے۔

آل داؤد پر خوفناک الزامات

حضرت داؤد علیہ السلام جیسے عظیم الشان پیغمبر اور بادشاہ الزامات سے نہ بچے تو ان کے بیٹے اور بیٹیاں کیسے بچتے ...... نام نہاد ماننے والوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد کو بھی الزامات کی دلدل میں دھنسانے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی ...... ملاحظہ ہو! سموئیل ۲ کی کتاب:

حضرت داؤد کا ایک بیٹا جس کا نام ابوسلوم تھا، اس کی ایک خوبصورت بہن تھی، جس کا نام تمر تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا دوسرا بیٹا جس کا نام امنون تھا، وہ تمر کو چاہنے لگا ...... آخر کار امنون نے ایک سکیم بنا کر تمر سے جبر کیا ...... جب تمر کے بھائی ابوسلوم کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی بہن کو صبر کی تلقین کی اور موقع کی تلاش میں رہنے لگا...... جب موقع ملا تو اس نے امنون کو قتل کر دیا اور بھاگ کر جسور بادشاہ کے بیٹے تلمی کے پاس چلا گیا اور پناہ طلب کر لی ......حضرت داؤد علیہ السلام اپنے بیٹے کے لیے روزانہ ماتم کرتے رہے۔

آخر کار ابوسلوم اور داؤد بادشاہ کے مابین صلح ہو گئی، یوں تین سال بعد ابوسلوم واپس یروشلم آ گیا اور یروشلم میں دو سال رہنے کے بعد اپنے باپ حضرت داؤد علیہ السلام سے ملا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیٹے کو بوسہ دیا ...... اب بیٹے نے عرض کی کہ میں نے اللہ کے ہاں منت مانی تھی کہ میں دوبارہ یروشلم گیا تو حبرون میں اللہ کی عبادت کروں گا، لہٰذا مجھے منت پوری کرنے کے لیے حبرون جانے کی اجازت دے دیں ...... باپ داؤد بادشاہ نے اجازت دے دی...... وہاں جا کر ابوسلوم نے بادشاہت کا اعلان کر دیا......حضرت داؤد علیہ السلام کو لوگوں نے بتلایا کہ بنی اسرائیل دل سے ابوسلوم کے ساتھ ہیں، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لشکر نے بغاوت کچلنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے کمانڈروں سے کہا، جب دوران جنگ میں میرا بیٹا ابوسلوم سامنے آئے تو میری خاطر اس سے نرمی کرنا ...... جنگ شروع ہوئی، اس دن سارے اسرائیل

کے لوگ باہم لڑائی کر رہے تھے، جنگ اس قدر خونریز تھی کہ بیس ہزار لوگ مارے گئے ...... زخمی اس کے علاوہ تھے۔ ابوسلوم اپنے خچر پر دوڑا جا رہا تھا کہ جب ایک درخت کی گھنی شاخوں کے درمیان سے گزرنے لگا تو وہ شاخوں میں اٹک گیا اور خچر نیچے سے نکل گیا ...... ایک شخص نے ابوسلوم کو یوں دیکھا تو کمانڈر یوآب کو بتلایا، اس نے تین تیر مارے اور ابوسلوم کو قتل کر ڈالا اور ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر پتھر ڈال دیے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو جب بیٹے کے قتل کی خبر ملی تو وہ بڑے غم میں مبتلا ہو گئے، تب کمانڈروں نے کہا، اگر اسی طرح غم کرو گے تو لوگ ساتھ چھوڑ دیں گے، تب حضرت داؤد نکل کر اپنے لوگوں کے درمیان آئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے جب حکومت سنبھالنے کا آغاز کیا تو ان کی عمر تیس سال تھی۔ انھوں نے یہودا کے علاقے میں حبرون کو دارالحکومت بنا کر سات سال چھ مہینے حکومت کی۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا داستانوں کو کہ جن میں بے ہودگی اور تفصیل تھی، ہم نے اختصار اور قدرے شائستگی اپنا کر آپ کے سامنے رکھا ہے ...... عہد نامہ قدیم کا اب اگلا باب شروع ہوتا ہے۔ اس کا عنوان ''سلاطین I'' ہے، اس کے آغاز ہی میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بڑھاپے کا ذکر کیا گیا ہے اور ایسا الزام عائد کیا گیا ہے کہ ہمارا قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ الغرض! اے یہودیو اور نصرانیو! تم نے داستانیں گھڑ گھڑ کر اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام پر الزامات کی خوب بوچھاڑ کی ہے ...... محسوس ہوتا ہے تم لوگوں نے زندگی میں بھی حضرت داؤد علیہ السلام کو خوب ستایا اور ان کی زندگی کے بعد بھی ان کے بارے میں داستانوں کو خوب گھڑا، اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن میں حضرت داؤد علیہ السلام کی ناراضگی کا ذکر فرماتے ہیں ...... تمھاری حرکتوں اور کرتوتوں کی وجہ سے حضرت داؤد علیہ السلام تمھارے بارے میں کس طرح غصے کا اظہار کرتے ہوئے اس دنیا سے گئے ہیں، ملاحظہ کر لیجیے:

﴿لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ﴾ [المائدة : ٧٨]

''بنو اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ...... ان پر داؤد علیہ السلام کی زبان سے لعنت کر دی گئی اور مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بھی لعنت کر دی گئی۔ یہ لعنتیں اس لیے ہوئیں کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حدوں سے نکل جاتے تھے۔''

اے یہودیو! اب غور کرو ...... تم میں سے ناشکرے اور کفر کا ارتکاب کرنے والے لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے حضرت داؤد پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی۔ ان کے بیٹوں اور بیٹی پر غیر اخلاقی الزامات کی حد کر دی۔ ان کے بیٹوں کے مابین ہی نہیں، باپ اور بیٹے کے مابین بھی تلوار چلوا دی۔ تم ایسے لوگوں پر حضرت داؤد علیہ السلام لعنت نہ کریں تو اور کیا کریں ...... تم ہی بتلاؤ! تم لوگوں نے جو الزامات لگائے ہیں ...... ان الزامات کے بعد تمھارا داؤد علیہ السلام سے کیا تعلق ہے؟ یقیناً کوئی تعلق نہیں۔ تعلق ہمارا ہے کہ جن کا قرآن یہ بتلاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے انتہائی مقرب بندے تھے۔ نبی تھے، بادشاہ تھے۔ وہ جب زبور کے توحیدی ترانے پڑھتے تھے، اللہ کی حمد کے گیت گاتے تھے تو پرندے بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ کی حمد بیان کرتے تھے۔ پہاڑوں کے ذرات میں سے بھی اللہ کی تعریف کے نغمے بلند ہوتے تھے۔ یوں ایک عجب سماں بندھ جاتا تھا، جب حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی شان بیان کرتے تھے۔

بخاری کی ''کتاب التهجد'' اور مسلم کی ''کتاب الصوم'' میں ہے کہ اللہ کے رسول حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت داؤد علیہ السلام کی نمازوں کے بارے میں بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو نمازوں میں سے جو نماز سب سے زیادہ پسند تھی وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز تھی۔ آپ علیہ السلام آدھی رات تک سوتے اور رات کا تیسرا حصہ قیام میں گزار دیتے ...... پھر رات

کے چھٹے حصے میں بھی سو جاتے ...... اسی طرح آپ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑ دیتے تھے۔

اللہ اللہ !! ساری زندگی میں نصف زندگی روزے رکھنے والا پیغمبر ...... رات کو اٹھ اٹھ کر نمازیں پڑھنے والا نبی، خوبصورت آواز میں توحید کے نغمے اور اپنے اللہ کی محبت میں ڈوب کر اس کی شان کے ترانے پڑھنے والا شکر گزار بادشاہ نبی ...... ارے ظالمو! تم نے ایسے نبی کو بے ہودہ داستانوں کے الزامات کے گھیراؤ میں گھیر ڈالا ...... ہاں ہاں ! اس گھیرے کو توڑا تو قرآن نے ...... ان کے خاندان کے گرد بے ہودہ گھیرے کو پارہ پارہ کیا تو قرآن نے ...... ملاحظہ ہو قرآن نے گھیرا کیسے توڑا؟ فرمایا:

﴿اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا ؕ وَقَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِىَ الشَّكُوۡرُ﴾ [سبا : ۱۳]

"اے داؤد کی اولاد! شکر بجا لاتے ہوئے عمل کرتے چلے جاؤ (اور اس حقیقت کو سامنے رکھو) کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے کم ہیں۔"

اے یہودیو اور نصرانیو! دیکھ لو وہ قرآن جو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ...... اس قرآن نے حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کا بھی تحفظ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں شکر کرتے ہوئے نیک اعمال کا حکم دیا ...... اور انھوں نے یقیناً اللہ کے اس حکم پر عمل کیا ...... وہ شکر گزار لوگ تھے، خاندان پاکیزہ اور اللہ کا شکر گزار تھا ...... مگر تم لوگوں میں سے کئی ایک اس وقت بھی حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان سے لعنتی بنے اور آج بھی عہد نامہ قدیم کی کتابیں "سموئیل ۲" اور "سلاطین I" پڑھ پڑھ کر لعنتیں ہی حاصل کرتے ہیں۔

اے نصرانیو! ان لوگوں پر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی لعنت کی ...... اب تم انہی لوگوں کی لکھی ہوئی گستاخانہ داستانوں کو پڑھ پڑھ کر اور مقدس جان کر گمراہ اور لعنتی لوگوں میں اپنا نام نہیں لکھوا رہے ہو تو بتلاؤ اور کیا کر رہے ہو؟ ...... صاف اور واضح بات تو یہی ثابت

ہوئی کہ اگر اس لعنت زدہ ماحول سے نکلنا چاہتے ہو تو میرے محمد کریم ﷺ کے قرآن کو مان لو...... اللہ کی قسم! اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے کہ جس پر چل کر تم منزل کو پا لو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پر الزامات

حضرت سلیمان علیہ السلام بنو اسرائیل کے وہ نبی اور بادشاہ ہیں کہ جن کے بارے میں بائبل کہتی ہے کہ ان جیسا بادشاہ پوری دنیا میں نہیں ہوا ...... حقیقت یہی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ بنو اسرائیل کے عروج اور شباب کا زمانہ ہے۔ سنہری دور ہے...... اسی لیے یہودی آج بھی ان کے دور کو واپس لانے کے لیے کوشاں ہیں۔ بائبل میں ''سلاطین I'' (Chapter) میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بنائے ہوئے ''خدا کے گھر'' کی تفصیل موجود ہے۔ اس گھر کو نئے سرے سے بنانے کے لیے وہ آج بھی جد و جہد کر رہے ہیں ...... خدا کے اس گھر کو یہودی ''ہیکل سلیمانی'' کا نام بھی دیتے ہیں ...... مگر تعجب ہوتا ہے کہ بائبل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی معاف نہیں کیا گیا، بلکہ انتہائی توہین آمیز الزامات لگائے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم میں سکت نہیں کہ ان الزامات کو اسی طرح درج کر دیں جس طرح بائبل میں لکھے ہوئے ہیں، تاہم ان الزامات کو قدرے تہذیب کا جامہ پہنا کر ہم بالترتیب مگر دل کی کراہت کے ساتھ درج کر رہے ہیں، ملاحظہ ہو:

① وہ فرعون کی بیٹی کی محبت میں مبتلا ہو گئے۔

② اجنبی (غیر اسرائیلی مشرک) عورتوں سے محبت کرنے لگے۔

③ یہ عورتیں موآبی، عمونی، ادومی، صیدانی اور حتی قوموں کی عورتیں تھیں۔

④ یہ ان قوموں کی عورتیں تھیں جن کے بارے میں خدا نے بنو اسرائیل کو کہا تھا کہ نہ تم ان کے پاس جانا نہ وہ تمھارے پاس آئیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ عورتیں تم لوگوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کر لیں گی۔

⑤ ان (حضرت سلیمان علیہ السلام) کے پاس سات سو شاہزادیاں بیویاں تھیں۔ تین سو حرمیں

(لونڈیاں) تھیں۔ ان کی بیویوں نے ان کے دل کو پھیر دیا۔

⑥ سلیمان علیہ السلام کا دل اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا، جیسا کہ ان کے باپ داؤد کا دل تھا۔

⑦ حضرت سلیمان علیہ السلام صیدانیوں کی دیوی عستارات اور عمونیوں کے (دیوتا) نفرتی ملکوم کی پیروی کرنے لگے۔ (نعوذ باللہ)

⑧ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لیے یروشلم کے سامنے والے پہاڑ پر دیوی اور دیوتا کے لیے بلند مقام بنا دیے۔ یہ بیویاں ان دیوتاؤں کے حضور بخور (دھونی دار خوشبو) جلاتی تھیں اور قربانی دیتی تھیں۔

⑨ غیر معبودوں کی پیروی سے خدا نے منع کیا تھا، مگر سلیمان نے وہی کیا جس سے منع کیا گیا تھا۔

⑩ چنانچہ خدا ناراض ہو گیا اور سلیمان پر ظاہر ہو کر کہا، میں تیری سلطنت تیرے زمانے میں نہیں چھینوں گا، البتہ تیرے بعد تیرے بیٹے سے سلطنت کا ایک حصہ چھین لوں گا۔

انگلش بائبل میں توہین کا انداز

اے یہود و نصاریٰ! اب اپنی انگریزی بائبل میں بھی توہین کا انداز ملاحظہ کرو، جسے تمھارے آج کے پچاس اسکالروں نے مرتب کیا ہے۔ صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے:

Solomon constructed and fornished the temple, as well as many other buildings. He also established trading links and a powerfull army and fleet, becoming the richest and wisest king in the world however, the foreign women among his 700 wives and 300 concubines led him to follow foreign Gods. As retribution for his disobedience, God decided to tear the kingdom from Solomon, a punshment moderated so that Solomon's decendants could inherit part of the land. This resulted in the division of the

kingdom after Solomon's death."

''سلیمان نے ٹیمپل کو تعمیر کیا اور آراستہ و پیراستہ کیا۔ اسی طرح اس نے اور بھی بہت ساری عمارتیں بنوائیں۔ اس نے تجارتی تعلقات بڑھائے۔ ایک طاقتور آرمی اور بحری جہازوں کا بیڑا بنوایا۔ یوں وہ دنیا کا امیر ترین اور عقل مند ترین بادشاہ بن گیا...... تاہم اجنبی عورتیں جن میں سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں، انھوں نے سلیمان کو اجنبی دیوتاؤں کی پیروی پر لگا دیا، چنانچہ اس نافرمانی کی پاداش میں خدا نے فیصلہ کیا کہ سلیمان کی بادشاہت کے ٹکڑے کر دے۔ اس سزا پر عمل درآمد اس طرح ہوا کہ سلیمان کے وارث زمین کے ایک حصے کے وارث بن سکیں گے، چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ سلیمان کی وفات کے بعد بادشاہت منقسم ہوگئی۔''

اے یہود و نصاریٰ ! انگلش بائبل کے اگلے صفحہ یعنی ۱۳۱ پر تمھارے آج کے پچاس مذہبی اسکالرز نے '' سلاطین I '' کے حوالے سے یہ سرخی جمائی : (Solomon's wisdom and folly)

مزید برآں ! نیچے یوں لکھا گیا ہے:

"Solomons displays wisdom in the way that be rules israel, but he is also the archetype of the foolish man led astray by a foreign woman."

قارئین کرام ! انگریزی کے مندرجہ بالا اقتباس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسرائیل پر حکومت کرنے کے اعتبار سے بڑے دانا تھے مگر اجنبی عورتوں کے حوالے سے......؟

قارئین کرام ! ہم نے ہمت نہیں پائی کہ انگریزی کے الفاظ کا ترجمہ کر سکیں۔

اے یہود و نصاریٰ ! یہ ہے تمھاری گستاخیوں اور توہین آمیزیوں کا انداز ...... اور اب

ملاحظہ کرنا قرآن کا پر وقار اور پر عظمت انداز اللہ کے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کی پاک اور مقدس ومطہر ذات کے بارے میں......!

قرآن اور سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی قرآن میں 17 بار آیا ہے۔ سترہ مقامات میں سے جونسے مقام پر بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ملاحظہ کیا جائے وہ عظیم الشان ہے اور اس قدر عالی شان ہے کہ نہ صرف ہر الزام کو قرآن صاف کرتا چلا جاتا ہے، بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کردار کی عظمت کی گارنٹی دیتا چلا جاتا ہے۔ آبروئے سلیمان علیہ السلام کو سلامت بناتا چلا جاتا ہے اور اس انداز سے سلامت بناتا چلا جاتا ہے کہ دل نہ صرف عش عش کر اٹھتا ہے بلکہ دل کہتا ہے کہ قرآن نبیوں اور رسولوں کی سلامتی کونسل ہے۔ بائبل میں رسولوں اور نبیوں کی عزت و آبرو کو تار تار کیا گیا ہے تو قرآن ایسی سلامتی کونسل ہے جہاں انبیاء اور رسولوں کی عزت و توقیر کو قدم قدم پر چار چاند لگائے گئے ہیں۔ عزتوں کی سلامتی اور آبروؤں کے تحفظ کا انداز ملاحظہ ہو:

﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ [الأنعام : ۸۳ تا ۸۷]

''ہماری بتلائی ہوئی توحید کی یہ وہ دلیل تھی جسے ہم نے ابراہیم کو دیا۔ اس کی (مشرک) قوم کے خلاف دیا۔ جس کے ہم چاہتے ہیں درجات بلند کر دیتے ہیں۔ کیا شک ہے تمہارا رب حکمت والا بھی ہے اور خوب جاننے والا بھی ہے۔

ہم نے ابراہیم کو اسحاق (بیٹا) دیا اور (پوتا) یعقوب بھی دیا۔ سب کو ہم نے ہدایت سے نوازا اور ان سے پہلے ہم نے نوح کو بھی ہدایت سے مالا مال کیا۔ اس کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو بھی ہم نے ہدایت سے نوازا۔ ان میں سے ہر ایک صالحین میں سے تھا۔ اسی طرح اسماعیل، یسع، یونس اور لوط تھے۔ ہر ایک کو ہم نے سارے جہانوں پر فضیلت عطا فرمادی، بلکہ ان کے آباء میں سے، ان کی اولادوں سے اور ان کے بھائیوں میں سے بھی بعض کو ہم نے پسند کر لیا اور انھیں سیدھے راستے پر چلا دیا۔''

اے یہود و نصاریٰ! غور کرو، قرآن نے اٹھارہ انبیاء کا ذکر کیا اور گارنٹی دی کہ یہ سب:

① ہدایت یافتہ تھے۔

② احسان کرنے والے تھے۔

③ نیک تھے۔

④ سب جہان والوں سے افضل تھے۔

⑤ صراطِ مستقیم پر گامزن تھے۔

ہاں ہاں! حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ان اٹھارہ پیغمبروں میں شامل ہیں۔ پانچوں کی پانچوں قرآنی صفات کے علمبردار ہیں ...... اور جو ان صفات کا علمبردار ہو وہ کسی عورت کی محبت میں کس طرح گرفتار ہو گا، جبکہ عورت بھی مشرک ہو۔ بت پرست ہو اور دیوتاؤں کی پجارن ہو؟

اے یہود و نصاریٰ! تم لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر نادان ہونے کا الزام لگایا اور کہا کہ ان کی حکومت تو بڑی شاندار تھی، مگر عورتوں کے حوالے سے نادانی کر گئے۔ قرآن میں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نادان نہیں تھے، بلکہ بڑے فہم و ادراک والے اور سمجھ بوجھ والے دانا شخص تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دانائی کو ثابت کرنے کے لیے اللہ نے قرآن میں ایک واقعہ اختصار کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ تفصیل مفسرین کی تفسیر کے مطابق یوں ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام دونوں باپ بیٹا اکٹھے بیٹھے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ایک مقدمہ آ گیا۔ مقدمے کا ایک فریق کہنے لگا کہ اس شخص کی بکریاں رات کے وقت میرے کھیت میں گھس گئیں اور ساری کھیتی چر گئیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کھیتی کے نقصان کا اندازہ لگایا اور بکریوں کی قیمت کا اندازہ لگا کر فیصلہ دیا کہ کھیت والا بکریاں لے لے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس فیصلے کی بجائے یہ رائے دی کہ بکریاں کھیت والے کو دے دی جائیں کہ وہ ان کے دودھ وغیرہ سے اپنی گزر بسر کرے، جبکہ جس کی بکریاں ہیں اس کے سپرد کھیت کر دیا جائے، وہ اس میں کھیتی اگائے، جب وہ اپنی سابقہ پوزیشن پر ہری بھری ہو جائے تو کھیت اس کے اصل مالک کے سپرد کر دیا جائے اور بکریاں بھی اصل مالک کے حوالے کر دی جائیں ...... یہ ایسا شاندار فیصلہ تھا کہ پہلے فیصلے سے زیادہ اچھا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں اپنے آخری رسول حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلاتے ہیں:

﴿فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا﴾ [الأنبياء: ٧٩]

''ہم نے اس فیصلے کی دانائی سلیمان کو عطا فرمائی اور سب ہی کو ہم نے فیصلہ کرنے کی دانائی اور علم سے نوازا تھا۔''

اے یہود و نصاریٰ! قرآن نے تمھارے الزام کو رد کر دیا اور بتلا دیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نادان نہیں، بلکہ بڑی فہم و فراست اور حکمت و دانائی کے حامل تھے ...... عین جوانی کے زمانے میں اپنے والد گرامی حضرت داؤد علیہ السلام کے دور میں بھی دانش مندی والے تھے ...... اور ساتھ ہی اللہ نے واضح کر دیا کہ ہم نے سب کو فیصلے کی قوت، دانائی اور علم عطا فرمایا تھا، یعنی ایسا نہ ہو کہ کوئی نادان حضرت سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام سے بڑھا دے، یا حضرت داؤد علیہ السلام میں نقص نکالے۔ اللہ نے راستہ بند کر دیا کہ دونوں ہی خوب باکمال

تھے۔ ہاں ! جزوی طور پر ہم نے سلیمان کے فیصلے کو ایک موقع پر زیادہ دانشورانہ بنا دیا۔

اے یہود و نصاریٰ ! جس سلیمان پیغمبر کو اللہ تعالیٰ فہم و فراست والا کہے، دانشور قرار دے، حکمت و دانائی اور فیصلے کی قوت والا قرار دے، علم سے مالا مال کہے ...... تم ان پر نادانی کے الزامات لگاؤ ...... تو بتلاؤ ! سلیمان پیغمبر کے خیر خواہ ہم ہیں یا تم ؟ ماننے والے اور محبت کرنے والے تم ہو یا ہم ؟

آیئے ! ہم تمھارے سامنے محبتوں کی ایک مالا رکھتے ہیں۔ یہ مالا اور لڑی رب کے قرآن نے پروئی ہے۔ اس کی آب و تاب ملاحظہ ہو، جھلمل کرتی دمک ملاحظہ ہو۔ جلال و جمال کے حسین شاہانہ امتزاج کی حامل تسبیح ملاحظہ ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی

اللہ کے پیغمبر اور بادشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کسی مہم پر جانے کا فیصلہ فرمایا ہے، چنانچہ:

﴿وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ﴾

[النمل : ١٧]

”حضرت سلیمان کے ساتھ چلنے کے لیے جنات، انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے جانے لگے۔ ان کی رجمنٹیں الگ الگ کر دی گئیں۔“

جی ہاں ! اب سارے لشکر چل رہے ہیں۔ جنات بھی چل رہے ہیں، انسان بھی مارچ کر رہے ہیں، فضاؤں میں پرندے بڑے نظم و ضبط کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔ تاکہ حضرت سلیمان علیہ السلام ضرورت کے مطابق جس سے چاہیں کام لے لیں۔ انسانوں کے بس سے باہر ہو تو جنات سے کام لے لیں۔ کمیونیکیشن یا پیغام رسانی کے لیے پرندوں سے کام لے لیں۔ ان سے جاسوسی کا کام لیں۔ پانی کو تلاش کرنے کے لیے ڈیوٹی لگا دیں۔ انسانوں کی رجمنٹ کو دھوپ لگے تو پرندوں کی تمام اقسام کی رجمنٹیں نظم کے ساتھ انسانی لشکر پر سایہ فگن ہو جائیں۔ الغرض، کمال لشکر ہے۔ ایسے لشکر کی انسانی تاریخ میں مثال نہیں

ملتی۔ مثال کیسے ملے، قرآن بتلاتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور یوں درخواست کی تھی:

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ [صٓ : ۳۵]

''عرض کرنے لگا، میرے پروردگار! میری غلطیاں معاف کر دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ داتا صرف اور صرف تو ہی ہے۔''

اے یہود و نصاریٰ! اب ذرا غور کرنا، آخری رسول حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عجز و انکسار پر...... حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ تعلق داری پر...... صحیح بخاری کی ''کتاب التفسیر'' میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بتلایا کہ یہ رات جو گزری ہے، اس رات ایک دیوہیکل جن میرے ساتھ زور آزمائی کرنے لگا، آخر کار اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ عطا فرما دیا۔ اب میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں، تاکہ صبح تم اسے دیکھ سکو، پھر ایسا ہوا کہ مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی اللہ کے حضور درخواست یاد آ گئی، یعنی یہ جو انھوں نے کہا تھا:

''اے میرے پروردگار! مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خواہش کے یاد آنے پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جن کو ذلت و خجالت کی حالت میں بھگا دیا۔

اے یہود و نصاریٰ! چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنات سے کام لیتے تھے، وہ ان کے ماتحت تھے، ان کے قابو میں تھے، لہٰذا حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور سلیمان علیہ السلام کی خواہش اور درخواست کا اس قدر احترام کیا کہ دیوہیکل جن کو جکڑا بھی نہیں، باندھا بھی نہیں کہ کہیں میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی درخواست کے متعلق عدم قبولیت کا ہلکا اور

خفیف سا شائبہ بھی نہ پڑے۔ اللہ کی قسم کمال خاطر داری ہے، تعلق داری کی انتہا ہے۔ نبوت کے بھائی چارے کو نبھانے کا کمال انداز ہے، کئی سو سال بعد اظہار یکجہتی کا کیسا پر وقار اور باجمال طریق کار ہے؟

قارئین کرام! حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر اب کافی آگے چلا گیا ہے اور چلتے چلتے ایک وادی کے قریب جا پہنچا ہے اور:

﴿حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ [النمل: ۱۸]

''یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی (اس) وادی میں جا پہنچے تو ایک چیونٹی بول اٹھی، چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر (اپنے پاؤں تلے) تمھیں روند ڈالیں اور انھیں پتا بھی نہ چلے۔''

اللہ اللہ!! میرے مولا نے چیونٹی کو باور کرا دیا کہ سلیمان کا لشکر آ رہا ہے۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ اعلان کرنے والی یہ چیونٹی اپنے قبیلے کی سردار ہو گی، چیونٹی کا عقیدہ اپنی جگہ بالکل درست اور پختہ تھا کہ ہماری چیخ پکار اور آواز کو سلیمان اور ان کا لشکر کیا سنیں گے، مگر مولا کریم نے یہ اعلان حضرت سلیمان علیہ السلام کے کانوں تک پہنچا کر سنوا دیا، چنانچہ:

﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا﴾ [النمل: ۱۹]

''سلیمان چیونٹی کا اعلان سن کر مسکرا دیا۔''

اے یہود و نصاریٰ! حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کا اعلان سنتے ہی اپنے اس رب کی طرف متوجہ ہو گئے کہ جس رب نے انھیں یہ اعلان سنوا دیا تھا۔ اب وہ لگے اپنے مولا کریم کا شکریہ ادا کرنے۔ شکریے کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

﴿وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ﴾

[النمل: ۱۹]

''عرض کرنے لگے، اے میرے پالنہار...... مجھے ہمت عطا فرما کہ میں آپ کی اس نعمت کا شکریہ ادا کروں، جو آپ نے مجھ پر انعام فرمائی ہے اور میرے ماں باپ کو بھی عطا فرمائی ہے...... مجھے اس بات کی بھی توفیق عطا فرما دیجیے کہ میں ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جو آپ کو پسند ہوں۔ (درخواست یہ ہے کہ) مجھے اپنی رحمت کے ساتھ (جنت میں) اپنے نیک بندوں کے ساتھ شامل فرما دینا۔''

اے یہود و نصاریٰ! تم لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر کس طرح الزام لگا دیا کہ ان کا دل اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا تھا، جیسا ان کے باپ داؤد علیہ السلام کا دل خدا کے ساتھ کامل تھا۔ ظالمو! تم نے ظلم کیا، دونوں باپ بیٹے پر الزامات کی بوچھاڑ کر کے ظلم عظیم کیا۔ قربان جاؤں قرآن پر کہ قرآن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت کو بھی بیان کیا اور ان کے ساتھ انتہائی گہرے تعلق اور محبت کو بھی بیان کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی صفائی بیان کی اور تمھارے الزامات کو صاف کر کے تمھارے بہتانوں کو کوڑا دان میں پھینک دیا...... حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے بارے میں بھی قرآن نے واضح کر دیا کہ اللہ کا ان پر انعام تھا...... اور جب انعام تھا تو وہ بڑی نیک، شرم و حیا والی، اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرنے والی اور اللہ کی محبوب بندی تھیں۔ ایسا نہ تھا کہ وہ نکاح سے پہلے ہی حضرت داؤد علیہ السلام سے تعلق جوڑتی پھرتی تھیں...... ظالمو! وہ دونوں یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے والدین اللہ کے محبوب تھے۔ پاک باز تھے، پاک دامن تھے اور عفت مآب تھے...... اگر تمھارے دلوں میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی محبت ہے اور سچی محبت ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ شکریہ ادا کرو اللہ کے رسول حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جن پر قرآن نازل ہوا...... وہ قرآن حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا ہوا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی عزت کا تحفظ ہوا...... مقام بلند ہوا اور ان کے والدین کی آبرو کا بھی تحفظ ہوا اور مقام اونچا ہوا۔

اے یہود و نصاریٰ ! حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا میں ہم ایک اور بات کی نشاندہی بھی کیے دیتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے اللہ کے حضور دعا کا آغاز یہاں سے کیا: ﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ﴾ میرے رب ! مجھے توفیق عطا فرما ...... یاد رہے ! ﴿اَوْزِعْنِیْٓ﴾ کا مادہ "وزع" ہے، اس کا معنی روکنا یا روکے رکھنا ہے ...... یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے اللہ سے درخواست کر رہے ہیں کہ اے میرے اللہ ! جس قدر آپ نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعامات و اکرامات اور احسانات کی بارش برسائی ہے، اس سے میرے دل کو بے قابو نہ ہونے دینا، بے لگام نہ ہونے دینا، اس کو روک کر رکھنا ...... یہ اس طرح سرکشی اور بغاوت کی راہ اختیار نہ کرے جس طرح کہ عام لوگ نعمتوں کی فراوانی پر بے لگام ہو جاتے ہیں۔

اے یہود و نصاریٰ ! تمھارے انصاف پسند دل اور ضمیر کو توفیق ملے تو ذرا غور کرو ...... قرآن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کا ایک ایک لفظ ان کی معصومیت کی گواہی دیتا ہے۔ ان کی علوشان اور للّٰہیت و پرہیزگاری کی شہادت دیتا ہے ...... ایسے دلائل و براہین کے بعد بھی تم قرآن کی توہین کرو اور صاحب قرآن محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرو تو تم لوگوں کو اپنے انسان ہونے پر شرمسار ہونے کی ضرورت ہے کہ کوئی بھی انسان ہو اور صاحب عقل و شعور ہو تو وہ اپنے محسن کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہدہد پرندہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر منزل کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ پڑاؤ کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تمام لشکروں کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہر ایک کی حاضری کو یقینی بناتے ہیں ...... اور عین اسی دوران میں:

﴿وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً

تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾

[النمل : ٢٠ تا ٢٦]

''(انھوں نے پرندوں کا معائنہ کیا) اور ایک پرندے کو غائب پایا تو کہنے لگے، مجھے ہد ہد دکھائی نہیں دے رہا، ایسا تو نہیں کہ وہ غیر حاضر ہے ...... (اگر وہ غیر حاضر ہے تو) میں اسے سخت ترین سزا دوں گا ...... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں اسے ذبح ہی کر دوں ...... اب تو وہ ایک ہی صورت میں بچ سکتا ہے کہ وہ غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ پیش کرے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تو (ہد ہد آن پہنچا ......آتے ہی) عرض کرنے لگا (حضور والا!) میں ایسی اطلاع (Information) لے کر آیا ہوں کہ جس کے بارے میں ابھی تک آپ کو بھی کچھ معلوم نہیں۔ میں سبا نام کے ایک ملک سے معلومات لے کر آیا ہوں جو یقینی معلومات ہیں ...... ہاں! تو میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عورت ان کی بادشاہ بنی بیٹھی ہے۔ حکمرانی کے تمام وسائل اسے فراہم کیے گئے ہیں۔ اس کا تخت بھی بڑا عظیم الشان ہے، مزید تعجب انگیز بات یہ ہے کہ میں نے اس عورت کو بھی دیکھا اور اس کی قوم کو بھی دیکھا کہ وہ سارے لوگ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کر رہے ہیں۔ شیطان نے ان کی ان حرکتوں کو بڑا مزین و مدلل بنا کر انھیں اس کام پر لگا دیا ہے۔ توحید کے سیدھے راستے سے روک رکھا ہے، چنانچہ وہ راہ راست پر نہیں ہیں۔ حیرانی ہے وہ اس اللہ کے حضور سجدہ ریز نہیں ہوتے جو آسمانوں اور زمین کے چھپے ہوئے خزانوں (تیل، گیس، قیمتی دھاتیں، سونا چاندی، یورینیم، لیتھیم،

بارش، نباتات اور روشنی کی مختلف لہریں وغیرہ) کو ظاہر فرماتا ہے اور وہ جانتا ہے
جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ وہ ایسا اللہ ہے کہ جس کے علاوہ کوئی
معبود نہیں، وہ عرش عظیم کا رب ہے۔"

اے یہود و نصاریٰ! حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکروں کی ایک بٹالین ملاحظہ کرو...... ایک رجمنٹ پر نگاہ ڈالو۔ یہ ہدہد رجمنٹ ہے۔ اس رجمنٹ کا ایک پرندہ ہے، اس کا عقیدہ دیکھو...... اس کی جرأت دیکھو۔ اس موحد پرندے کی بہادری کا انداز دیکھو۔ اس کا مضبوط عقیدہ ملاحظہ کرو۔ وہ صاف صاف وضاحت کرتا ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہ غیب کی خبریں آپ بھی نہیں جانتے۔ یہ خبریں صرف اللہ جانتا ہے اور پھر اس نے جو دیکھا وہ بیان کرتا ہے۔ بیان کرنے کے بعد وہ وعظ کرتا ہے۔ جوش میں آ کر اللہ کی توحید بیان کرتا ہے ...... اپنے بادشاہ سے کہتا ہے کہ حضور والا! ایک عورت بادشاہی کر رہی ہے ...... اور ظلم کی بات یہ ہے کہ سورج کو معبود سمجھا جا رہا ہے۔ وہ اپنے تخت کو عرش عظیم سمجھ کر اس اللہ کو بھولے بیٹھی ہے جو اصل عرش عظیم کا رب اور مالک ہے۔

اے یہود و نصاریٰ! ہم سوال کرتے ہیں کہ جس رسول اور بادشاہ کے لشکروں کا ایک ادنیٰ فوجی ہدہد اس قدر سمجھ دار ہو ...... پختہ عقیدے کا حامل ہو...... توحید کی غیرت رکھتا ہو ...... شرک سے شدید نفرت رکھتا ہو ...... اس پرندے فوجی کا آرمی چیف کس قدر دلیر ہوگا ...... ہاں ہاں! جس رعایا کا ایک پرندہ اس قدر موحد ہو، اس کا بادشاہ کس قدر پختہ موحد ہوگا، جس کے لشکروں میں ایک پرندہ اس قدر شرک سے نفرت کرتا ہو اس کا بادشاہ کس قدر نفرت کرتا ہوگا۔ جس کے لشکروں میں ایک ادنیٰ جانور واعظ ربی، پادری اور مولوی بن کر اللہ کی توحید کا وعظ کہے، اس کا رسول کتنا بڑا داعی اور توحید کی دعوت دینے والا ہوگا ...... اللہ اللہ! واہ قرآن واہ ...... قربان ایسے قرآن پر، صدقے اس پاک دل پر جس دل پر یہ نازل ہوا، واری اس زبان پر جس زبان سے یہ پہلی بار ادا ہوا ...... وہ زبان مبارک محمد

کریم ﷺ کی زبان مبارک ہے۔ اس زبان مبارک سے جناب ہد ہد کا کہا ہوا وعظ ادا ہوا ...... حضرت سلیمان علیہ السلام کی عزت کا تحفظ ہوا، عقیدۂ توحید کا تحفظ ہوا۔

اے یہود و نصاریٰ! انسان کہلانے والو! تم نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر الزام لگایا کہ وہ مشرک بیویوں کی خوشنودی کی خاطر ان کی دیویوں اور دیوتاؤں کی طرف مائل ہو گئے۔ ان کی عبادت گاہیں تک بنا ڈالیں۔ ظالمو! میرے اللہ نے جناب ہد ہد کے وعظ سے تمہارے الزامات کو ملیامیٹ کر دیا، جڑ سے اکھاڑ دیا، تباہ و برباد کر دیا...... اگر تم اب بھی اپنی بائبل سے ان الزامات کو مقدس جان کر تلاوت کرتے رہو تو تم کیسے انسان ہو جو عقل سے کام لینا ہی نہیں چاہتے؟ جانوروں سے بدتر ہو...... اور ہاں ہاں! ہد ہد جیسے جانور کی تو عقل کا مقابلہ بالکل نہیں کر سکتے ہو...... کہاں ہد ہد جیسے موحد کی توحیدی عقل اور کہاں ہد ہد کے پاک رسول اور بادشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر الزام لگانے والے؟

جی ہاں ہر صاحب دل کو ضرور کہنا پڑے گا کہ بد بودار مٹی کو آسمانوں کے پاک جہاں سے بھلا کیا نسبت ہو سکتی ہے؟

تحقیق و تصدیق

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد کا پر اثر وعظ سنا، خبر کو ملاحظہ کیا، ایک نئی اطلاع تھی، جسے سماعت فرمایا، مگر فوراً فیصلہ نہیں کیا کہ فوجوں کو حکم دیتے اور وہ چڑھائی کر دیتیں...... جیسا کہ آج کل کے حکمران کرتے ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے کرتے ہیں۔

امریکہ کے سابق صدر جارج ڈبلیو بش نے افغانستان اور عراق پر حملہ کر کے لاکھوں لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس نے اپنی یادداشتوں کو مرتب کیا ہے۔ مرتب شدہ کتاب مارکیٹ میں آ گئی ہے۔ اس کا نام ''Decision Points'' ہے۔ اس میں سابق صدر نے خود اعتراف کیا ہے کہ جس اطلاع پر ہم نے حملہ کیا، ہماری وہ اطلاع غلط تھی۔ اے حضرت

سلیمان علیہ السلام کو ماننے کا دعویٰ کرنے والو! یہ ہے تم لوگوں کا کردار ...... اب حضرت سلیمان علیہ السلام کا کردار بھی ملاحظہ کرو۔ یہ وہ کردار ہے جو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قرآن بیان کر رہا ہے کہ انھوں نے ہدہد کی خبر پر یوں تحقیق کا آرڈر جاری فرمایا:

﴿قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ﴾ [النمل : ٢٧، ٢٨]

''سلیمان نے ہدہد سے کہا، تم سچ بولتے ہو یا جھوٹ بولنے والوں میں سے ہو، اس کا ہم جائزہ لیں گے۔ (میں خط لکھ دیتا ہوں اور لو) میرا یہ خط لے جاؤ۔ اسے ان کے سامنے پھینک دینا، پھر ان سے ایک سائیڈ پر ہو جانا اور جائزہ لینا کہ وہ کیا تبصرہ کرتے ہیں۔''

جی ہاں! ہدہد اپنے بادشاہ اور نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہدایات کے مطابق سارے امور سرانجام دیتا ہے۔ ان کے تبصرے اور آراء ملاحظہ کرتا ہے اور ساری باتوں کو بلا کم و کاست آ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ بتلاتا ہے کہ جناب کے خط کو جب یمن کے علاقے سبا کی ملکہ نے پڑھا تو اس نے اپنے وزیروں، مشیروں اور جرنیلوں سے یوں مشورہ کیا:

﴿قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّ الْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَا ذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ وَ اِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ

فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿

[النمل : ۲۹ تا ۳۷]

’’کہنے لگی، اقتدار کے ساتھیو! میرے سامنے انتہائی اہم اور معزز خط پھینکا گیا ہے۔ یہ خط سلیمان بادشاہ کی طرف سے آیا ہے اور اس کا آغاز اللہ کے نام سے کیا گیا ہے جو انتہائی مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔ (اس خط میں ہمیں حکم دیا گیا ہے) کہ میرے مقابلے میں زور آوری مت دکھلانا، بس فرماں بردار ہو کر میرے پاس چلے آنا۔ (خط کا یہ مضمون سنا کر ملکہ بلقیس) کہنے لگی، اے دربار کے دانش مندو! اس معاملے میں مجھے مشورہ دو (کہ میں کیا کروں؟ یہ تو تمھیں معلوم ہی ہے کہ) جب تک تم میرے پاس جمع نہ ہو جاؤ میں فائنل فیصلہ نہیں کیا کرتی ...... مجلس کے لوگ بولے (ملکہ محترمہ! آپ کو معلوم ہے) ہم بڑی قوت والے ہیں، سخت جنگجو ہیں، تاہم فیصلے کا اختیار آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ غور وفکر فرما لیں ہم تیار ہیں کہ آپ کیا حکم صادر فرماتی ہیں ......؟ ملکہ کہنے لگی، یہ حقیقت بھولنے نہ پائے کہ بادشاہ لوگ جب کسی ملک میں فوجیں داخل کرتے ہیں تو اسے اجاڑ کے رکھ دیتے ہیں اور وہاں کے معززین کو ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں، یہی کچھ یہ لوگ بھی کریں گے۔ میں نے سوچ یہ سوچی ہے کہ ان کی طرف تحائف بھیجتی ہوں، پھر دیکھتے ہیں کہ تحائف لے کر جانے والے کیا جواب لے کر واپس آتے ہیں؟ چنانچہ یہ وفد جب سلیمان بادشاہ کے پاس تحائف لے کر پہنچا تو ان تحائف کو دیکھ کر بادشاہ کہنے لگا، ارے نادانو! یہ مال و دولت جو تم لے کر آئے ہو اللہ نے جو کچھ تمھیں عطا کیا ہے اس سے کہیں بڑھ کر اللہ نے مجھے عطا فرما رکھا ہے۔ تمھارے یہ تحائف، جن پر تم بڑے خوش ہو رہے ہو، یہ تمھیں مبارک ہوں۔ ان کو پکڑ لو اور بھیجنے والوں کی طرف جاؤ اور انھیں بتلا دو کہ ہم ان کے پاس ایسے لشکر لے کر آ رہے ہیں کہ وہ ان کا سامنا

نہیں کر سکیں گے...... یاد رکھو! ہم ان لوگوں کو سبا کے ملک سے اس طرح رسوا کر کے نکال باہر پھینکیں گے کہ وہ گھٹیا قسم کے لوگ بن کر رہ جائیں گے۔“

اے یہود و نصاریٰ! دعوے بڑے کرتے ہو کہ ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماننے والے ہیں، مگر دیکھو! تم دوسری قوموں پر حملے کرتے ہو، ملکوں پر قبضے کرتے ہو تو ان کی دولت حاصل کرنے کے لیے...... ان کا مال لوٹنے کے لیے، تیل ہتھیانے کے لیے، معدنیات پر قبضے کے لیے، گیس پر کنٹرول کے لیے۔ جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کہتے ہیں کہ مجھے تمھارے مال و دولت کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے تو تمھارے ایمان کی فکر ہے۔ میں تمھارے عقائد درست کرنا چاہتا ہوں...... حضرت سلیمان علیہ السلام نے انھیں دھمکایا ضرور...... مگر اس دھمکانے کا مقصد یہ ہے کہ انھیں توحید کا سیدھا اور صاف راستہ دکھلا دیا جائے۔

جی ہاں! ہد ہد نے جو خبر دی تھی...... اس ساری خبر کی تصدیق ہو گئی...... واضح ہو گیا کہ ہد ہد یمن کے سورج پرست مشرکوں کی ہدایت کا طالب تھا۔ خبر درست لایا تھا...... آج کے دور میں مہذب کہلانے والے ملکوں کے جاسوسی اداروں کو تربیت ہی یہ دی جاتی ہے کہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بے دریغ جھوٹ بولو...... ملکوں پر چڑھائی کر دو...... پھر ان کی دولتیں لوٹو...... کبھی جنگیں کر کے اور کبھی کرپٹ اور بد کردار حکمران مسلط کر کے ...... آہ! یہ اندازِ فکر کس قدر غیر انسانی ہے...... بلکہ انسانیت سے اس قدر گرا ہوا ہے کہ ہد ہد جیسا پرندہ بھی ایسے کردار کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

ملکہ کا تخت

دیکھیے، اب حضرت سلیمان علیہ السلام انھیں ایک اللہ کی عبادت کے راستے پر لانے کے لیے کیا طریق کار اختیار کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:

﴿قَالَ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَؤُا۟ أَيُّكُمْ يَأْتِينِى بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِى مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ ٱلْجِنِّ أَنَا۠ ءَاتِيكَ بِهِۦ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّى عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ ٱلَّذِى

عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴾

[النمل : ٣٨ تا ٤٠]

''سلیمان نے کہا، میرے دربار کے مشیرو! کون ہے جو تم میں سے اس ملکہ کا تخت میرے سامنے حاضر کرے، تاہم ان کے فرماں بردار ہو کر حاضر ہونے سے پہلے تخت موجود ہونا چاہیے۔ جنوں میں سے ایک دیوہیکل جن عرض کرنے لگا ...... بادشاہ سلامت! آپ اپنے دربار کو برخواست کر کے کھڑے نہیں ہوں گے کہ میں جناب کی خدمت میں یہ تخت پیش کر دوں گا، میں ایسا کرنے کی قوت بھی رکھتا ہوں اور امانتدار بھی ہوں ...... دوسرا وہ کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا، وہ بولا اور کہنے لگا، حضور! میں آپ کے آنکھ جھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ (چنانچہ سلیمان نے اجازت دی اور) آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تخت سامنے موجود تھا ...... سلیمان تخت دیکھتے ہی پکار اٹھے، یہ تو سراسر میرے رب کا فضل ہے اور فضل فرمایا ہے اس لیے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں ...... جی ہاں! جو شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے اور جو ناشکری کر بیٹھا تو کوئی شک نہیں اس بات میں کہ میرا پالنہار کسی کے شکر سے بے پروا بھی ہے اور کرم فرمانے میں بھی خوب باکمال ہے۔''

اے یہود و نصاریٰ! غور فرماؤ، کیا شان بیان ہو رہی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کی۔ یہ شان قرآن بیان کر رہا ہے۔ تمھاری بائبل الزام لگاتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اتنی بڑی بادشاہت پا کر اللہ کی ناشکری کی اور دیوتاؤں کے پیچھے لگ گیا۔ (نعوذ باللہ)

تاہم تم لوگ قرآن دیکھو، وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کلمات تشکر کا اظہار کروا کے تمھارے الزام کی تردید کر رہا ہے...... آیئے! اب ہم تم لوگوں کو اگلا منظر دکھلائیں...... !

ملکہ بلقیس مسلمان ہوگئی

قارئین کرام! سبا کی ملکہ، جس کا نام بلقیس تھا، وہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑی تھی ...... وہ راستے ہی میں تھی کہ اس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ چکا تھا...... یہ حضرت سلیمان پیغمبر کا بہت بڑا معجزہ تھا کہ اللہ نے ان کی رعایا کے ایک فرد کے ذریعے سے اس تخت کو پل بھر میں یمن سے یروشلم میں پہنچا دیا۔ اس تخت کو سامنے دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ کا شکر ادا کرنے کے بعد ایک تدبیر یوں سوچی کہ:

﴿ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

[النمل : ٤١ تا ٤٤]

''سلیمان نے (اپنے کاریگروں کو) حکم دیا کہ ملکہ کے اس تخت کا حلیہ تبدیل کر دو۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنا تخت پہچانتی بھی ہے یا اس کا شمار بھی ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جو اپنی چیز نہیں پہچان سکتے۔ چنانچہ بلقیس آن پہنچی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا، ذرا دیکھنا تمھارا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ ملکہ کہنے لگی، ایسے لگ رہا ہے جیسے یہ وہی ہے، (مزید کہنے لگی) ہمیں تو یہاں آنے سے پہلے ہی (آپ کی قوت وعظمت کا) پتا چل گیا تھا، چنانچہ ہم سرنڈر

ہو گئے تھے۔ ملکہ بلقیس کا تعلق کافر قوم سے تھا، چنانچہ اب سلیمان نے اسے اللہ کے علاوہ ہر اس شے کی عبادت سے روک دیا جس کی وہ عبادت کیا کرتی تھی ...... اب ملکہ سے سلیمان علیہ السلام نے کہا، آیئے! محل میں چلتے ہیں۔ جب اس نے محل کے فرش کو دیکھا تو سمجھی فرش پر گہرا پانی موجیں مار رہا ہے، چنانچہ اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا ...... یہ دیکھ کر سلیمان علیہ السلام نے کہا، یہ تو فرش ہے جو شیشے کی کاریگری سے بنایا گیا ہے ...... تب ملکہ بول اٹھی، میرے رب! میں (سورج کی عبادت کر کے) اپنے آپ پر زیادتی کرتی رہی ہوں اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ کی اطاعت قبول کر لی، جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔''

قارئین کرام! ملکہ کی سمجھ میں بات آ گئی کہ شیشے کے چمکتے ہوئے فرش کو دیکھ کر جس طرح وہ اسے پانی سمجھ بیٹھی اسی طرح وہ سورج کی چمک دیکھ کر اسے معبود سمجھتی رہی، چنانچہ سلیمان پیغمبر نے جو مجھے غیروں کی عبادت سے منع کیا ہے تو ٹھیک ہی منع کیا ہے ...... اب میں وہی عقیدہ اختیار کرتی ہوں جو سلیمان کا عقیدہ ہے اور اس رب پر ایمان لاتی ہوں جو سورج کو روشنی دینے والا ہے، جو شیشے اور آئینے کا پیدا کرنے والا ہے اور انسان کو ایسا ذہن دینے والا ہے کہ جس نے اللہ کے دیے ہوئے دماغ کو کام میں لا کر ایسا فرش بنا دیا کہ بلقیس اسے صاف شفاف چلتا ہوا پانی سمجھ بیٹھی ...... چنانچہ اب میں ان ساری چمک دمک والی مخلوقات کے خالق کی فرماں بردار بن گئی، جس نے ان کو چمک عطا فرمائی۔

اے یہود و نصاریٰ! قرآن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا کردار دیکھو اور ذرا سوچو! جس قرآن میں ایسا کردار ہو ...... ظالمو! اس قرآن کو ٹھڈے مارتے ہو، گٹر میں بہاتے ہو، اس پر ڈانس کرتے ہو ...... اور اس قرآن کو نذر آتش کرتے ہو ...... ہم سمجھتے ہیں یہ ساری توہین آمیزیاں جو تم کرتے ہو، یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرتے ہو کہ جن کا شاندار کردار قرآن بیان کرتا ہے، ایسا کردار کہ جس کی مثال تمھارے ہاں مفقود ہے، بلکہ وہاں تو

گستاخیاں موجود ہیں۔ چنانچہ اے عقل و انصاف والے لوگو! اگر حضرت سلیمان علیہ السلام سے محبت ہے تو قرآن سے محبت کرو...... قرآن کی تعظیم کرو...... اسے ذرا پڑھو تو سہی، تحقیق کرو تو سہی، پھر دیکھنا تمھارا دل ملکہ بلقیس کی طرح کس طرح روشن ہوتا ہے، کیسے چمکتا ہے اور کیسے ہدایت کے نور سے جگمگاتا ہے۔

اے یہود و نصاریٰ! بائبل کی کتاب "سلاطین I" میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سبا کا تذکرہ موجود ہے مگر وہ اتنا ہی ہے کہ ملکہ سبا یروشلم آئیں، تحائف لے کر آئیں۔ سلطنت اور اس کی شان و شوکت دیکھ کر متاثر ہوئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی تحائف دیے اور پھر وہ واپس چلی گئیں...... یہاں نہ ایمان کا ذکر ہے نہ ملکہ سبا کے توحید کو ماننے کا اور نہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظیم سلطنت کا...... ہاں ہاں! آپ نے یہ سارے تذکرے قرآن میں دیکھ لیے...... ہماری دعا ہے کہ اگر تم لوگوں کے دلوں میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی محبت ہے تو میرا اللہ تمھارے دلوں میں قرآن کی محبت پیدا کرے۔ آمین!

تضادات

اے یہود و نصاریٰ! اب ہم آپ کے سامنے بائبل میں مذکور وہ تضادات رکھنے کی جسارت کر رہے ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ہیں، ملاحظہ ہوں!

عہد نامہ قدیم کی ایک کتاب ہے جس کا عنوان "امثال" (The book of Proverbs) ہے، اس کتاب کا آغاز یوں ہوتا ہے:

① اسرائیل کے بادشاہ سلیمان بن داؤد کی امثال۔
② خداوند کا خوف علم کا شروع ہے۔
③ فرمان چراغ اور تعلیم نور ہے۔
④ اور تربیت کی ملامت...... حیات کی راہ ہے۔
⑤ تاکہ تجھ کو بری عورت سے بچائے۔

⑥ یعنی بیگانہ عورت کی زبان کی چاپلوسی سے۔
⑦ تو اپنے دل سے اس کے حسن پر عاشق نہ ہو۔
⑧ اور وہ تجھ کو اپنی پلکوں سے شکار نہ کرے۔
⑨ اور زانیہ قیمتی (نیک) جان کا شکار کرتی ہے۔
⑩ جو کسی عورت سے زنا کرتا ہے وہ بے عقل ہے۔
⑪ وہی ایسا کرتا ہے جو اپنی زبان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔
⑫ وہ زخم اور ذلت اٹھائے گا۔
⑬ اور اس کی رسوائی کبھی نہ مٹے گی۔

اے یہود و نصاریٰ! آپ کی بائبل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو توہین اور ان پر جو شرمناک الزامات ہیں وہ بھی آپ نے ملاحظہ کر لیے...... اب ہم نے اسی بائبل سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی نصیحتوں اور اچھی باتوں میں سے چند ایک آپ کے سامنے رکھیں۔ یہ کس قدر عالی شان ہیں، ان کو بھی ملاحظہ فرما لیجیے...... اور اسی بائبل میں ایک اور کتاب ہے جس کا عنوان ''غزل الغزلات'' ہے یعنی ''The book of song of songs'' یہ کتاب اس قدر مقدس اور پاکیزہ ہے کہ انگلش بائبل میں لکھا ہے:

Just as "the holy of holies" means the holiest of places, so "the song of songs" means the greatest of songs.

جی ہاں! اس مقدس ترین کتاب کا آغاز ملاحظہ ہو:

① سلیمان کی غزل الغزلات۔
② وہ اپنے منہ کے چوموں (بوسوں) سے مجھے چومے۔
③ کیونکہ تیرا عشق مے (شراب) سے بہتر ہے۔
④ تیرے عطر کی خوشبو لطیف (شاندار) ہے۔
⑤ تیرا نام عطر ریختہ ہے۔

⑥ اسی لیے کنواریاں تجھ پر عاشق ہیں۔
⑦ مجھے کھینچ لے...... ہم تیرے پیچھے دوڑیں گی۔
⑧ بادشاہ مجھے اپنے محل میں لے آیا۔
⑨ ہم تجھ میں شادمان اور مسرور ہوں گی۔

اے یہود و نصاریٰ! یہ غزل الغزلات ایسا ہے کہ جوں جوں آگے بڑھتے جائیں گے عشق و مستی کی باتیں حیران کن حد تک بڑھتی ہی جائیں گی۔

غور فرمایئے! کتاب امثال اور غزل الغزلات میں اس قدر تضاد کیوں ہے؟...... اور پھر انگلش بائبل اپنی شرح میں بتلاتی ہے کہ اس کی نسبت تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے مگر یہ ثابت نہیں ہے۔ ہاں ہاں! حقیقت یہی ہے کہ تمھارے پہلے لوگوں نے اپنی طرف سے باتیں گھڑ کر بائبل میں درج کر دیں اور اللہ کے مقرب نبیوں کی جانب منسوب کر دیں...... اللہ کی قسم! قرآن پڑھو، وہاں آپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں کوئی تضاد نظر نہیں آئے گا، بلکہ ایک ہی چیز نظر آئے گی ...... عظمت ہی عظمت...... جلال ہی جلال...... بزرگی ہی بزرگی...... للّٰہیت ہی للّٰہیت ...... حسن ہی حسن ...... جمال ہی جمال ...... کمال ہی کمال ...... کیا خوب چیلنج کیا قرآن میں رب ذوالجلال والاکرام نے ......

ملاحظہ ہو:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴾ [النساء: ٨٢]

”کیا وہ لوگ قرآن میں غور و فکر ہی نہیں کرتے؟ انھیں سمجھنا چاہیے کہ اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے آیا ہوتا تو پھر وہ اس قرآن میں بہت سارے تضاد دیکھتے۔“

اے یہود و نصاریٰ! یہ ماننا پڑے گا کہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے، اس لیے تضادات

اور اختلافات سے پاک ہے، جبکہ بائبل بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور جب تک وہ اپنی اصلی حالت میں رہی وہ بھی تضادات و اختلافات سے پاک تھی ...... اب اس میں تضادات و اختلافات ہیں تو یہ تمھارے احبار و رہبان کی آمیزش و ملاوٹ کی وجہ سے ہیں ...... پھر کیوں نہ قرآن کو مانا جائے، جو حضرت داوٗد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے حالات کو بیان فرماتا ہے تو کہیں کوئی تضاد و اختلاف دکھائی نہیں دیتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوائی جہاز

اللہ نے دونوں باپ بیٹا پر خوب عنایات کیں، حضرت داوٗد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ﴾ [سبا : ١٠]

''ہم نے داوٗد علیہ السلام کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔''

اے یہود و نصاریٰ! قرآن کی تفسیر، جسے مسلمانوں کے ہاں انتہائی معتبر مانا جاتا ہے اور جسے ''ام التفاسیر'' یعنی تفسیروں کی ماں کہا جاتا ہے، وہ ''تفسیر ابن کثیر'' کے نام سے معروف ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت داوٗد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا یوں ہوتا تھا جیسے دھاگا ہو کہ جیسے چاہا اسے بل دے دیا۔ دوسرے لفظوں میں لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی طرح ہو جاتا تھا، یہ ان کا معجزہ تھا۔''

اسی طرح ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں قرآن نے بتلایا:

﴿وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ [سبا : ١٢]

''ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا۔''

یعنی جس طرح پانی کے چشمے زمین سے نکلتے ہیں اسی طرح اللہ نے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا۔ اب اس تانبے سے جو سامان چاہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے کاریگروں سے بنوا لیں ...... یاد رہے! اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک اور اعزاز بھی دیا۔ ملاحظہ ہو، فرمایا:

﴿وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ﴾ [سبا : ١٢]

''ہم نے سلیمان کے لیے ہوا کو بھی فرماں بردار بنا دیا کہ ایک ماہ کا سفر دن کے اگلے پہر ہی میں طے ہو جاتا تھا، اسی طرح (واپسی پر بھی) ایک مہینے کا سفر دن کے پچھلے پہر میں طے ہو جاتا تھا۔''

قارئین کرام! ہم نے جو حساب لگایا اس کے مطابق اگر گھوڑا 15 کلو میٹر فی گھنٹہ کے حساب سے روزانہ 8 گھنٹے سفر کرے تو ایک ماہ میں 3400 کلو میٹر سفر طے کرے گا...... اسی طرح اوسط دن بارہ گھنٹے کا ہوتا ہے...... اس دن کے دو حصے کیے جائیں تو دن کا اگلا حصہ بھی چھ گھنٹے کا بنے گا اور پچھلا حصہ بھی چھ گھنٹے کا بنے گا۔ جبکہ اگلے پچھلے پہر کی جو عمومی تقسیم ہے وہ نصف نصف ہو گی، یعنی تین تین گھنٹے...... ثابت ہوا تین گھنٹوں میں حضرت سلیمان علیہ السلام 1800 کلو میٹر کا سفر طے کر جاتے تھے۔ وہاں چند گھنٹے قیام کیا اور واپس پھر 1800 کلو میٹر کا سفر تین گھنٹوں میں طے کر کے یروشلم پہنچ جایا کرتے تھے۔ مذکورہ رفتار آج کے ہوائی جہاز جتنی ہی بنتی ہے۔

یاد رہے! ہم نے جو حساب لگایا یہ کم از کم ہے، اگر گھوڑے کی رفتار تیز ہو جائے اور دوڑنے کا دورانیہ بھی زیادہ ہو جائے تو رفتار ڈبل سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوائی بیڑا آواز کی رفتار یا آواز کی رفتار سے بھی تیز اڑتا تھا...... اور جب آواز کی رفتار سے تیز اڑتا تھا تو ساؤنڈ بیریئر ٹوٹ جاتا ہو گا...... سبحان اللہ! یہ تھی شان حضرت سلیمان علیہ السلام کی، جسے قرآن بیان فرما رہا ہے...... دوسرے مقام پر اسی سفری شان کو یوں بیان فرمایا:

﴿وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ﴾ [الأنبياء : ٨١]

''ہم نے سلیمان کے لیے تیز رفتار ہوا کو مطیع فرمان بنا دیا تھا، جو اس کے حکم سے

اس سرزمین کی جانب چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی۔ ہم ہر چیز کو خوب خوب جانتے ہیں۔''

قارئین کرام ! جہاز کو اڑنے کے لیے ہوا درکار ہے۔ دورانِ پرواز فضا میں ایسے مقامات بھی آ جاتے ہیں جہاں ہوا کم ہوتی ہے یا موجود ہی نہیں ہوتی، وہاں جہاز بلندی سے یک دم نیچے آ جاتا ہے، یا ہچکولے کھاتا ہے ...... اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ اعزاز دیا تھا کہ تیز ہوا ان کے حکم سے چلتی تھی، یعنی سلیمان علیہ السلام کے ہوائی بیڑے کو ایسی صورتحال سے دو چار نہیں ہونا پڑتا تھا جس سے آج کل ہوائی جہاز دو چار ہوتے ہیں ...... مزید فرمایا:

﴿فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ﴾ [صٓ : ٣٦]

''ہم نے ہوا کو سلیمان کے ایسا تابع بنایا کہ وہ اس کے حکم سے چلتی تھی، ملائم ہو کر چلتی تھی اور جس سمت چاہتا اسی جانب چلتی تھی۔''

یعنی تیز بھی چلتی تھی مگر ایسی نرم اور ملائم ہو کر چلتی تھی کہ سلیمانی ہوائی بیڑہ فضا میں کوئی ہچکولا نہیں کھاتا تھا۔

اے یہود و نصاریٰ ! غور کرو ...... قرآن یہ بتلاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوائی جہاز تمھارے آج کے بنائے ہوئے ہوائی جہاز کی نسبت ہر لحاظ سے بہت اعلیٰ، تیز رفتار اور ایسا شاندار تھا کہ جس کے راستے میں موسم کی کوئی ناہمواری نہ تھی، کیونکہ ہوا تو ساتھ ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے چلتی تھی اور سلیمانی ہوائی بیڑے کو اڑاتی تھی۔

اے یہود و نصاریٰ ! ذرا غور کرو کہ قرآن جو حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، کس طرح دونوں باپ بیٹے کی عظمتوں کو بیان کر رہا ہے۔ تم مانو یا نہ مانو ...... یہ تو بہرحال ماننا پڑے گا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان جو قرآن نے بیان فرما دی ہے، اس کا تقاضا بہرحال یہی ہے کہ تم لوگ اگر دونوں باپ بیٹے سے محبت کرتے ہو تو تمھیں قرآن کے

احسان کو ماننا ہی پڑے گا...... احسان کو ماننے کے سوا تمھارے پاس کوئی چارہ نہیں۔

جادو کا الزام

اے یہود و نصاریٰ ! تمھارے آباؤ اجداد نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر جادو کا الزام بھی عائد کر دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے عظیم الشان معجزات کو جادو کا کرشمہ قرار دے دیا...... آج بھی لوگوں کے اندر یہ مشہور ہے کہ فلاں پتھر سلیمانی ہے، اسے انگوٹھی میں پہنا جائے تو اس کی فلاں تاثیر یعنی اثر پیدا ہوتا ہے۔ اس کو رگڑا جائے تو جن حاضر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سلیمانی ٹوپی اور سلیمانی نقش وغیرہ مشہور ہیں ...... ان سب باطل اور کفریہ کاموں کی نسبت جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے، اللہ نے اس کی تردید کی اور قرآن نے واضح کر دیا:

﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرۃ : ۱۰۲]

''یہ یہود لوگ (تورات کی بجائے) ان جنتروں منتروں کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے دور میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام نے ایسا کفر کبھی نہیں کیا تھا، بلکہ کفر تو وہ شیطان لوگ کرتے تھے جو لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے۔''

قارئین کرام ! قرآن بتلاتا ہے کہ ایسے جادو کرنے والے اور سرکش قسم کے شیطانوں کو اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو میں کر دیا تھا۔ ملاحظہ ہو قرآن مجید:

﴿وَ الشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ اٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [ص : ۳۷ تا ۳۹]

''وہ شیطان جو عمارتیں بنانے والے تھے اور غوطہ خوری کر کے جواہرات نکالنے والے تھے، ہم نے ان کو سلیمان کے قابو میں کر دیا۔ کچھ ایسے بھی شیاطین تھے جنھیں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ ہم نے سلیمان سے کہہ دیا، یہ ہماری عطا

ہے، اب تم کسی شیطان جن پر احسان کرو یا باندھ کر رکھو، تمھارا کوئی حساب نہیں ہے۔''

قارئین کرام! اللہ نے ان شیطان جنوں کو کس قدر حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو میں کر دیا تھا اور ان پر چیک بھی رکھا تھا، ذرا ملاحظہ ہو قرآن کا ایک اور مقام، فرمایا:

﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ﴾ [سبا : ۱۲]

''اور جنات میں سے کچھ (جنوں کو ہم نے سلیمان کی دسترس میں کر دیا تھا) سلیمان کے رب کے آرڈر پر (وہ جن) سلیمان کے سامنے خدمات انجام دیتے تھے...... ہم نے حکم صادر کر رکھا تھا کہ ان میں سے جو کوئی جن ہماری حکم عدولی کرے گا، ہم اسے بھسم کر دینے والی سزا کا مزہ چکھا دیں گے۔''

قارئین کرام! قرآن کی مندرجہ بالا خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شیطان جن بڑی حکم عدولی یا سرکشی کا تو سوچ بھی نہ سکتے تھے اور جادو ٹونے جیسی حرکتیں کرتے تھے تو اس پر بھی سزا پاتے تھے۔ زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے تھے ...... انھی شیطانوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد یہودیوں کو یہ سبق پڑھایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت تو جادو کے زور پر تھی اور ہم جادو ہی کی وجہ سے ان کے ماتحت اور قابو میں تھے، چنانچہ یہودی لوگ جادو ٹونے، طلسمات اور جنتر منتر کے پیچھے دوڑ پڑے اور وہ الزامات جو شیطانوں نے لگائے تھے، یہودیوں نے وہی الزامات دہرا دیے ...... قربان جاؤں قرآن پر کہ اس نے ان الزامات سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پاک صاف کر دیا۔

مسجد کی تعمیر اور موت

اے یہود و نصاریٰ! حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قرآن بتلاتا ہے کہ:

﴿ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ ﴾ [سبا : ١٣]
''حضرت سلیمان جو چاہتے تھے یہ جن شیاطین ان کے آرڈر پر وہ کام کرتے تھے۔''

جی ہاں ! حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی زندگی کا جو آخری کام کروایا، اپنی نگرانی میں کروایا، وہ مسجد کی تعمیر تھی ...... جسے تم ہیکل سلیمانی کہتے ہو۔قرآن مجید اسے مسجد کہتا ہے۔ یعنی وہ مقام جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کیا جاتا ہے۔ جی ہاں ! قرآن کے عظیم مفسر امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے آپ لوگوں کے علماء سے جو روایتیں نقل کیں ان کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک شیشے کا کمرہ بنوایا تھا۔ اس میں عبادت بھی کرتے اور مسجد کے بنوانے کی نگرانی بھی کرتے رہتے تھے۔ اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے کھڑے رہتے تھے۔ جنات دھڑا دھڑ کام میں جتے رہتے تھے۔ اب ہوا یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ اب کیا ہوا، قرآن کریم ملاحظہ ہو:

﴿ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ ﴾ [سبا : ١٤]
''جب ہم نے سلیمان کی موت کا فیصلہ کر دیا تو ان جنوں کو اس کی موت کا کوئی پتا نہ چل سکا۔''

اللہ اللہ ! حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، مگر لاٹھی کے سہارے کھڑے ہیں۔ جنات دھڑا دھڑ کام میں مصروف ہیں۔ دیے ہوئے نقشوں کے مطابق کام ہو رہا ہے ...... حتیٰ کہ مسجد مکمل ہو گئی، آراستہ و پیراستہ ہو گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اب کیا ہوا، ملاحظہ ہو:

﴿ إِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴾ [سبا : ١٤]
''سلیمان کی موت کا پتا چلا تو گھن کے کیڑے کی وجہ سے چلا، جو سلیمان کی لاٹھی کو کھائے جا رہا تھا۔ (چنانچہ جب لاٹھی ٹوٹ گئی) تو سلیمان بھی گر پڑے، ان

کے گرتے ہی (جنات کو غیب دان جاننے والوں کو بھی معلوم ہو گیا اور) جنوں کو (بھی) اپنے بارے میں پتا چل گیا کہ اگر وہ غیب (نگاہوں سے اوجھل اور آنے والے حالات کو) جانتے ہوتے تو ایسی ذلت والی سزا کا اتنا عرصہ شکار نہ رہتے۔"

قارئین کرام! امام ابن کثیر رحمہ اللہ بتلاتے ہیں کہ ایک سال تک حضرت سلیمان علیہ السلام موت کے بعد لاٹھی کے سہارے کھڑے رہے۔ لاٹھی بھر بھری ہو کر ٹوٹی، حضرت سلیمان علیہ السلام گرے تو جنوں کو پتا چلا، او ہو! حضرت تو فوت ہو چکے ہیں، ہم خواہ مخواہ مصیبت میں پڑے رہے۔

مفسرین نے اہل کتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ گھن کے کیڑے نے ایک دن میں لاٹھی کا کتنا حصہ چٹ کیا، اس کا اندازہ لگا کر جب کھائی ہوئی لاٹھی کا حساب لگایا گیا تو پتا چلا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تو ایک سال ہوا فوت ہو چکے ہیں۔

جنات شیاطین بھی کیسے سرکش تھے کہ مسجد کے بنانے کو ذلت آمیز سزا قرار دے رہے ہیں ...... یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام جن جنات سے کام لے رہے تھے ان میں سرکش اور بدمعاش جن بھی تھے ...... انہی جنات نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر الزامات لگا دیے ...... اور اے یہودیو اور نصرانیو! تم لوگوں نے ان الزامات کو تسلیم کر لیا، جبکہ قرآن نے ساری صورتحال کو واضح کر کے بتلا دیا کہ اللہ کے جلیل القدر نبی سلیمان علیہ السلام کا دامن جادو جیسی ناپاک اور کفریہ چالوں سے پاک صاف تھا۔

بائبل کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام نے یروشلم میں 40 سال حکومت کی۔ وہ فوت ہوئے تو انھیں ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کے شہر یروشلم میں دفن کر دیا گیا۔ "سلاطین I" کا چیپٹر یہ بھی بتلاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کا بیٹا رجعام تخت نشین ہوا۔

حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے وارث کون ......؟

اے یہود و نصاریٰ! تم یہود کے بہت سارے لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کو نبی ہی نہیں مانتے، اسی لیے آج بھی ان کے بارے میں تم لوگ داؤد بادشاہ (King David) کا لقب استعمال کرتے ہو...... ان پر شرمناک الزامات بھی لگاتے ہو، ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام پر بھی الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہو۔ قرآن نے جس طرح دونوں کا دفاع کیا اس کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے وارث قرآن کو ماننے والے ہیں۔ ان کے وارث حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ بائبل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی بتلاتی ہے کہ ان کا ورثہ مال و دولت نہ تھا، بلکہ علم تھا۔ جی ہاں! ہم سب کے آخری رسول حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا کہ ہم نبیوں کا ورثہ مال و دولت نہیں ہوتا، بلکہ علم ہوتا ہے۔ اب جب تم لوگوں نے دونوں باپ بیٹا پر الزامات لگا دیے تو تم لوگ ان کے علمی ورثے سے محروم ہو گئے اور وارث وہ بن گئے جن کے قرآن نے ان کا تحفظ کیا، جن کے نبی حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تحفظ کیا۔

یروشلم "القدس" کا وہ مقدس علاقہ جو حرم شریف کہلاتا ہے، وہاں انبیاء نے اپنے اپنے وقت میں اللہ کی عبادت کی، وہاں اللہ کے گھر بنے، جن میں سجدے ہوتے رہے، جب تمام انسانوں کے آخری رسول حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر کو گئے تو پہلی منزل یہی حرم شریف تھا۔ اللہ نے اسے مسجد اقصیٰ کہا۔ قرآن نے آگاہ کیا:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾

[بنی إسرائیل : ۱]

"تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے وہ مولا جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے اٹھا کر مسجد اقصیٰ میں لے گیا۔ وہ مسجد کہ جس کے اردگرد کو ہم

نے بابرکت بنایا ہے۔ ہم نے ایسا اس لیے کیا تا کہ محمد کریم ﷺ کو اپنی (قدرت وجلال کے) کچھ مظاہر کا نظارہ کروائیں۔ کیا شک ہے کہ وہ رب کریم ہر ایک کی سنتا ہے اور دیکھتا بھی خوب ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ایک نظارہ یوں کروایا کہ تمام انبیاء یہاں اکٹھے کر دیے اور حضرت محمد کریم ﷺ نے تمام نبیوں کی امامت کروائی ...... ہاں ہاں ! جو سب نبیوں کے امام ہیں، اس امام الانبیاء کا کلمہ پڑھنے والے سب نبیوں کے وارث ہیں۔ مسلمانوں کا پہلا قبلہ بھی یہی ہے۔ زمینی وراثت اللہ نے اس وقت دی جب حضرت محمد کریم ﷺ کے دست راست حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور 638ء میں وہ یہاں تشریف لائے، اقتدار نصرانیوں کا تھا، انھوں نے سرنڈر کرتے ہوئے امن کے ساتھ یروشلم کی چابیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیں۔

پھر خلیفہ عبد الملک نے 715ء میں یہاں مسجد بنانا شروع کی، جو دس سال بعد 725ء میں خلیفہ مہدی کے دور میں مکمل ہوئی اور یہ اسی حرم شریف کے احاطے میں بنی جسے قرآن مسجد اقصیٰ قرار دے چکا تھا۔

اے یہود و نصاریٰ ! اگر تم سچے وارث بننا چاہتے ہو تو قرآن کو مان لو، جو حضرت داؤد علیہ السلام کو نبی قرار دیتا ہے، بادشاہ بھی قرار دیتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وارث بننا چاہتے ہو تو حضرت محمد کریم ﷺ کا کلمہ پڑھ لو، جن پر آیا ہوا قرآن اور جن کے فرمودات حضرت سلیمان علیہ السلام کا دفاع کرتے ہیں اور ان کی جلالت شان کا عظیم الشان انداز سے اظہار کرتے ہیں۔



باب سوم

عہد نامہ جدید یا انجیل اور قرآن

عہد نامہ جدید (انجیل) اور قرآن

حضرت مریم علیہا السلام کا شوہر

قارئین کرام! اب عہد نامہ جدید کا آغاز ہوتا ہے۔ عہد نامہ جدید کو انجیل کہا جاتا ہے...... انجیل کو صرف مسیحی لوگ مانتے ہیں، یہودی اس کا انکار کرتے ہیں، لہٰذا اب ہمارے مخاطب صرف مسیحی ہیں۔

جب ہم انجیل کو کھولتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ چار انجیلیں ہیں۔ ہر انجیل کو اس کے لکھنے والے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ پہلی انجیل جناب متیٰؒ کی انجیل ہے۔ دوسری جناب مرقس کی لکھی ہوئی انجیل ہے۔ تیسری جناب لوقا کی ہے اور چوتھی انجیل جناب یوحنا کی تحریر کردہ ہے۔ متیٰؒ کی انجیل کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب سے ہوتا ہے۔ نسب کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتا ہے اور اختتام جناب یوسف پر ہوتا ہے اور پھر بتلایا جاتا ہے کہ یہ یوسف!

''اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا، جو مسیح کہلاتا ہے۔''

اے مسیحی کہلانے والو! ایک جانب تم کہتے ہو ''کنواری مریم'' مگر یہ تمھاری ہی انجیل ہے جس کا آغاز ہی یہاں سے ہوتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا ایک خاوند تھا، شوہر تھا۔ جب خاوند اور شوہر تم نے بنا دیا تو پھر کنواری کا دعویٰ کیسا؟

مریم بطورِ منگیتر اور بیوی......؟

قارئین کرام! حضرت مسیح کو ماننے والوں کی جانب سے جواب ملتا ہے، حضرت مریم

کنواری ہی تھیں، بس یوسف اور مریم کی منگنی ہوئی تھی، رخصتی نہ ہوئی تھی اور یہ کہ رخصتی کے بعد ازدواجی تعلق کے بغیر ہی وہ حاملہ ہوگئی تھیں۔ دیکھیے ذرا متیؒ کی انجیل کی اصل عبارت:

''اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی تو ان کے اکٹھے (یعنی دونوں کے میاں بیوی کی حیثیت سے) رہنے سے پہلے وہ (مریم) روح القدس کی قدرت سے حاملہ ہوگئی۔ پس اس کے شوہر یوسف نے، جو راستباز تھا اور اسے (مریم کو) بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا، اسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتہ نے اسے خواب میں دکھائی دے کر کہا، اے یوسف ابن داؤد! اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر، کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے، اس کے بیٹا ہوگا اور تو اس کا نام یسوع رکھنا۔''

اے مسیحی کہلانے والو! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منگنی سے کوئی عورت بیوی کیسے بن جاتی ہے؟ بیوی تو اس وقت بنتی ہے جب نکاح ہوتا ہے، جبکہ جناب متیؒ نے اپنی انجیل میں جناب یوسف کی منگیتر حضرت مریم علیہا السلام کو بیوی بنا دیا ہے۔

بہر حال! متیؒ کی انجیل میں آگے لکھا ہوا ہے کہ یوسف بیدار ہوا تو اس نے ویسے ہی کیا جس طرح فرشتے نے اسے حکم دیا تھا اور وہ اپنی بیوی (مریم) کو اپنے ہاں لے آیا اور اس نے اس کو نہ جانا یعنی کوئی تعلق نہ رکھا جب تک اس کے ہاں بیٹا نہ ہوا اور اس کا نام ''یسوع'' رکھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماں باپ

اے مسیحی کہلانے والو! تم لوگوں کی انجیل نے حضرت مریم علیہا السلام کو کنواری بھی قرار دیا، یوسف نامی نوجوان کو منگیتر بھی بنایا۔ دونوں کو میاں بیوی بھی قرار دیا اور لوقا کی انجیل میں جناب یوسف اور مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ماں باپ بھی قرار دیا۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:

''اس (عیسیٰ) کے ماں باپ ہر برس عید فسح پر یروشلم کو جایا کرتے تھے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیگر بھائی

اے مسیحی کہلانے والو! تمھاری چار عدد مقدس انجیلوں میں سے دوسری انجیل لوقا میں جناب لوقا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیگر بھائیوں کا تذکرہ بھی کیا، اصل عبارت ملاحظہ ہو:

''پھر اس (یسوع) کی ماں (مریم) اور اس کے بھائی اس (یسوع) کے پاس آئے مگر بھیڑ (رش) کے سبب سے اس تک پہنچ نہ سکے اور اسے (یسوع) کو خبر دی گئی کہ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔''

قارئین کرام! انگریزی بائبل میں ان بھائیوں کی تعداد چار بتلائی گئی ہے اور دو بہنوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے، چار بھائی یہ ہیں:

① جیمز (James)

② جوڈاز (Judas)

③ جوزز (Joses)

④ سائمن (Simon)

دو بہنوں کے نام یوں ہیں:

① سالوم (Salome)

② میری (Mary)

قارئین کرام! انگلش بائبل کی شرح میں لکھا ہے کہ ان بہن بھائیوں کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سگے بہن بھائی تھے، بعض کہتے ہیں کہ یہ سوتیلے تھے اور یوسف کی پہلے ایک شادی تھی، ان کی وہ عورت فوت ہوگئی تھی، فوت ہونے پر جناب یوسف رنڈوا ہو گئے اور یہ بچے اس پہلی بیوی سے تھے۔

بہرحال لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سگے تھے تو پھر بقول انگلش بائبل:

It is unclear whether this later tradition gave rise to

the vew of Mary remaining a virgin or vice versa.

[The Complete Bible, page: 315]

''یہ بات غیر واضح ہو جاتی ہے کہ یہ جو آخری روایت ہے اس نے یہ نظریہ جنم دیا ہے کہ میری (مریم) کنواری ہے یا اس کے برعکس (شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے)۔''

قارئین کرام! بائبل اور اس کی شروحات جو یوسف کو حضرت مریم علیہا السلام کا منگیتر اور خاوند قرار دیتی ہیں، وہ بتلاتی ہیں کہ یوسف ترکھان تھا اور فرنیچر بنانے کا کام کرتا تھا...... یہی وجہ ہے کہ انگلش بائبل میں یوسف کو لکڑی کا کام کرتے دکھلایا گیا ہے۔ حضرت مریم کی تصویر بھی دکھلائی گئی ہے اور چار بچوں کو یوسف کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹاتے دکھلایا گیا ہے...... الغرض! اختلاف ہی اختلاف ہے، تضاد ہی تضاد ہے، حقیقت کیا ہے، وہ بے چاری کہیں نظر نہیں آتی ...... جس کا نام حقیقت اور سچائی ہے وہ شکوک وشبہات کے ڈھیروں میں گم کر دی گئی ہے ...... ان شکوک وشبہات میں حضرت مریم علیہا السلام کی ذات مبارکہ پر الزامات آتے ہیں۔ ان کے جگر گوشے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی الزامات اٹھتے ہیں ...... بائبل پڑھنے والا سوچتا ہے شکوک وشبہات کے ان ڈھیروں سے حقیقت کو کیسے تلاش کروں......؟

بائبل میں لکھے ہوئے متضاد نظریات کو مقدس مان کر ایمان لایا جائے تو جو الزامات لگتے ہیں ان کو صاف کیسے کیا جائے؟

اے مسیحی کہلا کر انجیل پڑھنے والو! اللہ کی قسم ان تمام سوالات کے جوابات جس نے دیے ہیں...... شکوک وشبہات کے پردے تار تار کیے ہیں، مقدس ماں بیٹے پر یہودیوں کے لگائے گئے الزامات کے بخیے ادھیڑ دیے ہیں، ماں بیٹے کی عظیم ہستیوں کے مقدس معجزات بیان کیے ہیں، تو اس کتاب نے کیے ہیں جو نازل ہوئی ہے اس عظیم ہستی پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان پر جو کتاب نازل ہوئی اس کا نام قرآن کریم ہے۔ ہاں ہاں! تم صاحب قرآن کے خاکے بناتے ہو اور قرآن کو جلانے کے اعلان

کرتے ہو، آؤ! اب ذرا قرآن دیکھو...... انجیل تو دیکھ لی اب ذرا قرآن بھی دیکھو...... مقدس ماں بیٹے کی شان بان اور آن دیکھو...... پھر موازنے کرو...... عدل کا ترازو ہاتھ میں تھامے...... ہاں ہاں! امیر حمزہ تمھیں پکڑانے چلا ہے، ذرا منصف دل و دماغ کے ساتھ پکڑ کے دیکھو۔

حضرت مریم علیہا السلام کے والدین

انجیل میں حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کا کوئی تذکرہ نہیں مگر جب قرآن کھولتے ہیں تو حضرت مریم کے والدین کا تذکرہ بھی ملتا ہے، ان کی شان اور عظیم مرتبے کا پتا بھی چلتا ہے۔ حضرت مریم کے والد محترم کے نام کا بھی ذکر حضور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قرآن کرتا ہے...... قرآن کے جس حصے میں حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کا ذکر ہے، اس سورت کا نام ہی ''آل عمران'' ہے، یعنی حضرت عمران اور ان کا خاندان۔

اے مسیحی کہلانے والو! یہیں پر بس نہیں، بلکہ صحیح مسلم میں ہے کہ جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ سورت کو ''الزہراویہ'' کا نام دے دیا۔ اس کا مطلب ہے جگ مگ کرنے والی سورت۔

اللہ اللہ! قرآن کی جس سورت میں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ ہو، حضرت مریم کے ماں باپ کا ذکر ہو، حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہو، اس سورت کو حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''جگ مگ'' کرنے والی سورت قرار دیں اور ساتھ یہ بھی فرمائیں کہ جو اس سورت کی تلاوت کرتا رہے گا قیامت کے دن یہ ایک بادل کی شکل میں اس طرح آئے گی جس طرح سائبان ہو، اس کے درمیان روشنی پھوٹ رہی ہو، یا جیسے پرندوں کا جھنڈ ہو جو پر پھیلائے پرواز کرتے آتے ہیں۔ تب یہ سورت اللہ کے حضور اس شخص کو معاف کروانے کی سفارش کرے گی جو اسے تلاوت کیا کرتا تھا...... ہاں ہاں! ذرا غور کرو، تم جس قرآن کو جلانے کی بات کرتے ہو اور جس محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بناتے ہو...... اس قرآن کی سورت کا نام اور انداز دیکھو۔ حضور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت بھرا طریق کار دیکھو اور اپنے

اطوار بھی دیکھو۔

قرآن نے حضرت مریم علیہا السلام کے خاندان کو آل عمران کہا، اس خاندان کو کتنا اونچا قرار دیا، ذرا سورۂ آل عمران کی آیت ملاحظہ ہو:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ [آل عمران : ۳۳، ۳٤]

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے آدم اور نوح کو چن لیا، ابراہیم کے خاندان اور عمران کی آل اولاد کو بھی سارے اہل جہان میں (رسالت و نبوت) کے لیے منتخب فرمایا لیا۔ یہ سارے ایک دوسرے کی اولاد تھے۔ اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

اے مسیحی کہلانے والو! قرآن نے سورۂ ''آل عمران'' میں حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ محترمہ کو﴿ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ ﴾ کہا ہے، جس کا مطلب ہے جناب عمران کی بیوی ...... اس سے حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام بھی واضح ہوگیا کہ ان کا نام عمران ہے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ تم لوگ قرآن کا بھی شکریہ ادا کرتے، صاحب قرآن حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی شکریہ ادا کرتے، قدر دانی کرتے، عزت افزائی کرتے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے خاندان کا اس قدر محبت سے تذکرہ ہو رہا ہے، وہ تذکرہ کہ جس سے انجیل خالی ہے، مگر تم لوگوں نے الٹا اعتراض شروع کر دیا کہ حضرت مریم کے والد کا نام عمران ...... انجیل میں نہیں ہے۔

اعتراض اور اس کا جواب

یاد رکھیے! اگر انجیل میں حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام نہیں ہے اور قرآن نے نام بتلا دیا ہے تو یہ وہ اعتراض ہے جو اعتراض بنتا ہی نہیں۔

دوسرا اعتراض جو پوپ اور پادری کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ عمران تو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے والد تھے ...... جی ہاں! ایسا ہی ہے۔ ہم بتلائے دیتے ہیں کہ

تورات کے باب ''خروج'' میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے جناب لاوی کی نسل سے عمرام پیدا ہوئے اور عمرام کے دو بیٹے پیدا ہوئے، ایک کا نام موسیٰ اور دوسرے کا نام ہارون تھا۔ عمرام کی عمر 137 برس تھی۔

اسی طرح عہد نامہ قدیم کے باب تواریخ میں ہے کہ عمرام کی اولاد ہارون، موسیٰ اور مریم تھیں ...... یعنی حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی ایک بہن بھی تھیں اور ان کا نام مریم تھا۔

یاد رہے ! بائبل کے اردو مترجم نے حضرت موسیٰ، ہارون اور مریم کے والد گرامی کو عمرام کہا ہے، قرآن نے اس کو عمران کہا ہے ...... ترجمہ کرتے ہوئے ایک آدھ حرف کا فرق ممکن ہے۔

یہ حقیقت بھی قابل ذکر ہے کہ انبیاء اور نیک لوگوں کے ناموں ہی پر نام رکھے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک مریم وہ ہیں جو جناب عمران کی بیٹی ہیں، حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی بہن ہیں ...... اور اسی مریم کے نام پر صدیوں بعد ایک مریم پیدا ہوتی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں اور جناب عمران کی بیٹی ہیں ...... اب اللہ نے عمران کے خاندان کو منتخب فرما لیا تو یہ عمران کا خاندان وہ بھی ہے جو حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے چلا اور یہ عمران کا خاندان وہ بھی ہے جس سے صدیوں بعد ایک اور عمران پیدا ہوا۔ اس کی جو بیٹی پیدا ہوئی وہ ایک اور مریم کہلائی ...... اور اسی مریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش

اے مسیحی کہلانے والو ! آؤ ...... اب ہم تمھیں بتلاتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ محترمہ کس شان کی خاتون تھیں ...... ہم تمھیں دوبارہ سورۂ آل عمران کی طرف لے جاتے ہیں۔ حضرت عمران کی بیوی اور حضرت مریم کی والدہ کا نیک ارادہ ملاحظہ ہو:

﴿ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ

اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴾ [آل عمران : ۳۵، ۳٦]

''(میرے حبیب! میں تمھیں صدیوں پرانی ایک بات بتلاؤں کہ) جب عمران کی بیوی میرے حضور اپنے ارادے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی، میرے پروردگارا! میں نے منت مانی ہے کہ جو میرے پیٹ میں ہے میں نے اسے تیرے نام پر وقف کر دیا ہے، میری اس منت کو قبول فرما لے، بے شک ہر ایک کی سننے والا اور جاننے والا تو ہی ہے۔ اب ہوا یہ کہ اس کے ہاں بچی پیدا ہوگئی، اس پر وہ کہنے لگی ...... میرے پروردگارا! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ...... حقیقت حال یہ تھی کہ اس کے ہاں جو ولادت ہوئی اسے اللہ ہی بہتر جانتا تھا (کہ آگے چل کر یہ بچی کتنی عظیم ہوگی اور اس سے جو بیٹا پیدا ہوگا وہ کس قدر عظیم ہوگا)۔ بیٹا (جو مراد تھی) اس بیٹی کے برابر نہیں ہوسکتا تھا (بہر حال عمران کی بیوی اپنے خیال کا اظہار کرنے کے بعد کہنے لگی) اب میں نے اس بچی کا نام مریم رکھ دیا ہے...... میرے مولا! میں اس مریم کو تیری حفاظت میں کرنے کا اعلان کرتی ہوں اور آگے اس کی اولاد کو بھی تیری پناہ میں دیتی ہوں کہ دھتکارا ہوا شیطان ان کے قریب نہ آسکے۔''

اے مسیحی کہلوانے والو! حضرت مریم کی والدہ کی خواہش دیکھو، نیت اور ارادہ ملاحظہ کرو کہ وہ اپنی بیٹی مریم کو بھی اللہ کی حفاظت کے حصار میں دے رہی ہیں اور مریم کی آگے اولاد ہو تو اسے بھی اللہ کی پناہ میں دے رہی ہیں کہ شیطان نقصان نہ پہنچائے ...... اللہ نے یہ دعا ایسی قبول فرمائی کہ حضرت محمد کریم ﷺ نے فرمایا:

''کوئی بچہ ایسا نہیں کہ وہ پیدا ہو اور اس کو شیطان کچوکا نہ لگائے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان کے کچوکا مارنے سے بچہ چیخ مارتا ہے۔ آدم علیہ السلام کا ہر بیٹا جب اسے اس کی ماں جنم دیتی ہے تو اس کے ساتھ ایسے ہی ہوتا ہے کہ شیطان اسے بچ

کرتا ہے مگر حضرت مریم اور اس کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان نے کچوکا نہیں مارا۔" [مسلم، کتاب الفضائل]

شیطان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنگل میں لے گیا

اے مسیحی کہلوانے والو! اب انجیل بھی دیکھو۔ متیؓ کی انجیل دیکھو کہ شیطان نمودار ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا۔ انھیں مقدس شہر یروشلم میں لے گیا۔ پھر ہیکل کے کنارے پر کھڑا کر دیا۔ جنگل میں بھی لے گیا۔ پہاڑ پر بھی لے گیا...... الغرض! وہ تین مقامات پر لے گیا اور اللہ کے غیر کی عبادت پر ابھارا۔ دنیا کی سب بادشاہتیں دکھلا کر لالچ دیا، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی پیشکشوں کو رد کر دیا۔ یوں وہ کامیاب ٹھہرے اور شیطان ناکام ہو گیا۔

جی ہاں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کامیاب اور شیطان ناکام ہوا، یہ تو ٹھیک ہے مگر ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ تمھاری انجیل بہرحال یہ تو بتلاتی ہے کہ شیطان ظاہر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ساتھ لیے پھرتا رہا...... اس کے برعکس قرآن دیکھو جسے تم جلانے کا اعلان کرتے ہو، جس کی توہین کا ارتکاب کرتے ہو، وہ قرآن ضمانت دے رہا ہے کہ شیطان تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قریب بھی نہیں پھٹک سکا۔ دوسری طرف اس آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی تم نے ملاحظہ کر لیا جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے...... وہ فرماتے ہیں کہ شیطان تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے قریب بھی نہیں آیا۔ اب بتلاؤ! شان اور مرتبہ کہاں بیان ہوا ہے اور شان و مرتبے کی کمی کا اظہار کہاں ہوا ہے؟

اس پر غور کرتے جایئے اور اب مزید آگے بڑھیے، ہم آپ کو حضرت مریم علیہا السلام کی شان سے آگاہ کرتے ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت

قرآن بتلاتا ہے:

﴿فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّ اَنۡبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾

[آل عمران : ۳۷]

''عمران کی بیوی کے رب نے اس کی نذر کو انتہائی خوبصورتی کے ساتھ قبول فرما لیا اور اس کی بیٹی مریم کی نشو ونما بہت اچھی طرح سے کی، مزید یہ کیا کہ مریم کی کفالت کا ذمہ دار زکریا نبی کو بنا دیا۔''

قرآن کریم کا دوسرا مقام ملاحظہ ہو:

﴿ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهِ اِلَيۡكَ ؕ وَمَا كُنۡتَ لَدَيۡهِمۡ اِذۡ يُلۡقُوۡنَ اَقۡلَامَهُمۡ اَيُّهُمۡ يَكۡفُلُ مَرۡيَمَ﴾ [آل عمران : ٤٤]

''(میرے حبیب!) غیب کی خبروں میں سے یہ خبریں ہیں، جو ہم تجھے بتلا رہے ہیں، حالانکہ آپ (صدیوں پہلے) ان کے پاس تو موجود نہیں تھے، جب وہ اپنی اپنی قلمیں (ایک نہر میں) پھینک رہے تھے کہ ان میں سے مریم کا سرپرست کون بنے گا؟''

جی ہاں! حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم اپنی جگہ پانی میں رک گیا، باقی سب کے قلم بہتے پانی کی طرف بہ گئے اور یہ وہ قلم تھے جن سے اہل علم تورات لکھا کرتے تھے۔ اللہ نے یوں اپنے نبی حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت مریم علیہا السلام کا کفیل اور سرپرست بنا دیا، جو حضرت مریم علیہا السلام کے قریبی رشتہ دار بھی تھے۔

فرشتوں کی آمد

حضرت مریم علیہا السلام یروشلم میں ہیکل کے ساتھ واقع اپنے کمرے میں اللہ کی عبادت کیا کرتی تھیں ...... عبادت کا انداز کیسا تھا اور بلند مقام سے کس نے آگاہ کیا ...... ملاحظہ ہو قرآن میں فرشتوں کی حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آمد کا منظر:

﴿وَاِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرۡيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصۡطَفٰكِ عَلٰى

نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٢﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴾
[آل عمران : ٤٢، ٤٣]

"(میرے حبیب محمد کریم! ہم آپ کو اس منظر کے بارے میں بتلائیں) جب فرشتے (مریم کے پاس گئے اور اسے) کہنے لگے، اے مریم!...... اللہ نے تجھے منتخب فرما لیا ہے، تجھے پاکیزگی عطا فرمائی ہے اور تمام جہان کی عورتوں پر تجھے ترجیح دے کر چن لیا ہے۔ (اب اس مقام کا تقاضا ہے کہ) اے مریم! اپنے پالنہار کی فرماں بردار رہنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع و سجود کرتی رہنا۔"

اے مسیحی کہلانے والو! قرآن دیکھو اور اپنی انجیل بھی دیکھو...... اللہ کی قسم! اللہ جس خاتون کا انتخاب کرے، اس کی پاکیزگی کی بات کرے، لاریب وہ کنواری ہے...... کسی کو اس کا خاوند بنانا، منگیتر بنانا...... یہ سب کچھ اللہ کے انتخاب اور پاکیزگی کے خلاف ہے۔ اعلیٰ مقصد، جس کے لیے انتخاب ہوا، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش تھی۔ بغیر باپ کے پیدائش تھی...... آہ! تم لوگوں نے ان کے مقصد کو مشکوک بنا دیا۔ بتلاؤ! قرآن کو جلنا چاہیے یا تمھاری گھڑی ہوئی مشکوک داستانوں کو؟...... شکوک میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والو! آؤ...... ایک اور نظارہ کرو۔

بے موسمے پھل

قرآن بتلاتا ہے:

﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

[آل عمران : ٣٧]

"جب کبھی زکریا علیہ السلام مریم کی عبادت گاہ میں جاتے تو اس کے ہاں طرح طرح کے کھانے اور مشروب موجود پاتے اور پوچھتے...... مریم! یہ کہاں سے ملا؟ وہ کہہ دیتیں...... اللہ کی جانب سے۔ کیا شک ہے اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب

کے عطا فرماتا ہے۔"

اے مسیحی کہلوانے والو! قرآن جو بتلاتا ہے وہ رزق کی بات کرتا ہے اور رزق کے لیے "نکرہ" یعنی (Common noun) استعمال فرماتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ طرح طرح کے بے موسمے پھل اور نہ جانے کیسے کیسے مشروب اور کھانے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آتے تھے، جنھیں وہ کھایا کرتی تھیں اور عبادت میں ...... اللہ کی محبت میں مصروف اور شاد آباد رہا کرتی تھیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا، مولا کریم اس خاتون کے بدن سے جس عظیم شاہکار کو آشکار کرنے والا تھا اس کا تقاضا یہی تھا کہ حضرت مریم پر یوں ہی انعامات واکرامات کے بادل سایہ فگن ہوتے اور ابر رحمت بن کر برستے ...... اللہ اللہ! یہ ہے قرآن کا بیان کردہ مقام ...... کہاں قرآن اور کہاں تمھاری تشکیک میں ڈوبی ہوئی داستانیں ...... اللہ کی قسم! پھر بھی تم قرآن کی توہین کرو تو تم سے بڑھ کر بے قدر اور ناحق شناس کون ہوگا ؟ کاش! میرے قلم سے لکھے جانے والے حقائق تم لوگوں کو حق شناس اور حق کے قدردان بنادیں۔

فرشتوں کی آمد اور خوشخبری

فرشتے ایک بار پھر حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آئے ...... اب کے انھوں نے کیا کہا ......قرآن سے ملاحظہ ہو:

﴿اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

[آل عمران : ٤٥ تا ٤٧]

"میرے پیارے و آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم تمھیں اس وقت کے بارے میں بتلائیں جب (صدیوں پہلے) فرشتے مریم سے کہنے لگے، اے مریم! اللہ تجھے

اپنے ایک کلمہ (قدرت) کی بشارت عطا فرما رہا ہے۔ اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ اس دنیا میں اور اگلے جہان میں بھی بڑی وجاہت والا، عزت دار ہوگا۔ اس کا شمار ہمارے قریبی لوگوں میں ہوگا۔ وہ (ماں کی) گود میں لوگوں سے گفتگو کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی (اپنے بچپن میں بولنے کا معجزہ یاد کراتے ہوئے) کلام کرے گا ...... مریم اپنے مولا کو پکار کر کہنے لگی، پروردگارا! (یہ جو کچھ تیرے فرشتے کہہ رہے ہیں میں ان کی بات پر حیران ہوں کہ) میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہوگا، جبکہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اللہ نے جواب دیا (مریم! یہ ہمارا فیصلہ ہے) اسی طرح ہی ہوگا (یاد رکھ! تیرا) اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرما دیتا ہے۔ تجھے آگاہ ہونا چاہیے کہ جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر دیتا ہے تو بس اتنا ہی کہتا ہے، ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔"

اے مسیحی کہلوانے والو! حضرت مسیح کی والدہ محترمہ کو دیکھو، وہ کہہ رہی ہیں، مجھے کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا، کوئی انسان میرے قریب تک نہیں آیا، کسی جوان نے مجھے چھوا تک نہیں۔ اللہ کی قسم! کنوارپن کا یہ ہے تقاضا جس کو پورا کر رہا ہے رب کریم کا قرآن ......مگر حضرت مریم پھر بھی پریشان ہیں کہ ان کے کنوارپن پر کوئی داغ نہ لگ جائے۔ عزت پر حرف نہ آ جائے۔ ان کی بلند شان کے دیگر منظر ہم آپ کو مزید دکھلاتے ہیں ...... آیئے! ہم آپ کو قرآن کی ایک اور سورت کی سیر کراتے ہیں ......ہم انیسویں پارے میں چلتے ہیں ...... ایک ایسی سورت کے صفحات کھولتے ہیں جس کا نام ہی "مریم" ہے۔ کنواری اور پاک دامن مریم علیہا السلام کی عفت و پاک دامنی کا یہاں کیا انداز ہے، ملاحظہ کرتے ہیں۔

حضرت جبریل کی آمد

حضرت مریم علیہا السلام جوان ہو چکی تھیں۔ فرشتوں سے خوشخبری بھی حاصل کر چکی تھیں۔ وہ اس خوشخبری پر حیران اور پریشان بھی تھیں ...... جوانی کی علامتوں کا اظہار بھی ہو چکا تھا،

چنانچہ وہ غسل کرنے کے لیے الگ تھلگ ہوگئیں ...... ان مناظر کا تذکرہ سورۂ مریم میں ملاحظہ ہو:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا﴾ [مریم: ۱٦، ۱۷]

''میرے مصطفیٰ ! ذرا اس قرآن میں مریم کے ان لمحات کے بارے میں بتلاؤ کہ جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہوگئی ...... عبادت گاہ سے شمال کی جانب جا بیٹھی، پھر وہاں اس نے اپنے اور دوسرے لوگوں کے درمیان پردہ تان لیا۔''

جی ہاں ! جب حضرت مریم علیہا السلام نہا دھو کر پاک صاف ہو کر بیٹھ گئیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ اگلی خبر یوں دیتے ہیں:

﴿فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ [مریم: ۱۷، ۱۸]

''ہم نے اس کی جانب اپنے روح (جبریل امین) کو روانہ کر دیا، وہ مریم کے سامنے ایک ایسے انسان کی شکل اختیار کر کے آن کھڑا ہوا جو انتہائی مناسب ڈیل ڈول والا (خوبصورت ترین جوان) تھا۔ حضرت مریم اسے دیکھتے ہی بول اٹھیں، اگر تم اللہ کا خوف رکھتے ہو تو میں تمھیں رحمان کا واسطہ دے کر پناہ مانگتی ہوں۔''

اللہ اللہ ! عفت و پاک دامنی کی بلندیاں بھی سر ہوگئیں۔ شرم و حیا اپنی معراج کو پہنچ گئے۔ وہ یوں کہ حضرت مریم علیہا السلام کو فرشتے بتلا بھی گئے، خوشخبری دے بھی گئے، اللہ کا حکم سنا بھی گئے، جوانی آ بھی گئی ...... حضرت مریم پاک صاف بھی ہوگئیں ...... اب اگلا مرحلہ مولا کی قدرت کے اظہار کا تھا، مگر پھر بھی عزت کے بارے میں فکر مند ہوگئی ہیں۔ چونکہ جبریل ایک انتہائی خوبصورت جوان کی شکل دھارے ہوئے آئے۔ ایسا جوان جس کے جسم کا ہر عضو مناسب اور انتہائی خوبصورت ہو، ڈیل ڈول باکمال ہو ...... حضرت مریم اسے دیکھتے ہی اپنی عزت کی حفاظت کی فکر میں پڑ گئیں۔ اس جوان کے سامنے اللہ کا جو صفاتی نام لیا وہ

رحمان لیا کہ وہ انتہائی مہربان ہے۔ اس کی مہربانی کی طالب ہوں۔ عزت کی حفاظت چاہتی ہوں ...... اور اے جوان ! اگر تم متقی ہو، پرہیز گار ہو، اللہ سے ڈرنے والے ہو، گناہوں سے بچنے والے ہو تو پھر میں رحمان کی پناہ طلب کر رہی ہوں۔ تجھے رحمان مولا کا واسطہ دیتی ہوں ...... میرے قریب نہ آنا۔ مجھے ہاتھ نہ لگانا۔ مجھے مس نہ کرنا۔

اے مسیحی کہلانے والو ! بتلاؤ ...... ایسی غیرت مند ماں کا تم نے کیا خیال کیا؟ کیا لحاظ رکھا ...... ؟ ارے ! تم نے تو ان کا منگیتر بنا ڈالا، خاوند بنا ڈالا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد یوسف سے حضرت مریم کی اولاد بنا ڈالی۔ بیٹے اور بیٹیاں بنا ڈالیں۔ یوسف کو رنڈوا بنایا کہ حضرت مریم کی منگنی ایک رنڈوے ترکھان سے ہوگئی۔ جو شاید اپنے ساتھ پہلی بیوی سے بچے لایا تھا۔ شاید وہ بچے حضرت مریم سے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے بعد پیدا ہوئے تھے ...... ارے ! تم شکوک وشبہات کی چادریں تانے بیٹھے ہو اور میرے پیارے حضور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قرآن شکوک وشبہات کی ان چادروں کو تار تار کرتا ہے۔ ان کو پھاڑ ڈالتا ہے اور پیچھے سے جو منظر نمودار ہوتا ہے وہ ہماری کنواری ماں حضرت مریم علیہا السلام کا منظر ہے، جو عفت و پاک دامنی کا بے مثال شاہکار ہیں۔

قربان ایسے قرآن پر ...... آفرین ایسی کتاب پر جس نے حضرت مریم علیہا السلام کا مقام بتلایا ...... آیئے ! اور آگے چلتے ہیں، دیکھتے جایئے اور قرآن کے گن گاتے چلے جایئے اور اس پیارے نبی پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے جایئے، درود کہتے جایئے، جن پر قرآن کا ایسا الہام آیا۔ بے شمار صلوٰۃ وسلام ایسے رسول پر جن کا نام نامی محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ نام کہ جس کا حامل خیر الانام مشہور ہوا۔

جبریل کی تسلی

حضرت جبریل علیہ السلام نے جب کنواری اور پاکدامن حضرت مریم علیہا السلام کی یہ کیفیت ملاحظہ کی تو فوراً اپنا تعارف کراتے ہوئے بولے:

﴿قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖۗ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا﴾ [مریم : ۱۹ تا ۲۱]

"(مریم! پریشان نہ ہو) میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ (اپنے رب کی طرف سے تجھے پیغام دینے آیا ہوں، وہ فرماتا ہے) میں تجھے ایک پاک سیرت لڑکا دے دوں۔ مریم کہنے لگیں، میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا، جبکہ کسی انسان نے مجھے چھوا تک نہیں اور میں عفت و پاک دامنی کی حد سے باہر جانے والی بھی نہیں۔ جبریل بولے، بی بی! تیرے پروردگار نے جس طرح فرمایا وہ میں نے بتلا دیا۔ مولا نے یہ بھی واضح کر دیا کہ بغیر شادی کے بچہ دینا میرے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مولا فرماتے ہیں، ہم ایسا اس لیے بھی کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس بچے کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں۔ یہ بچہ ہماری طرف سے سراسر رحمت ہوگا اور یہ ایسا فیصلہ ہے جو طے ہو چکا ہے۔"

قارئین کرام! اب کیا ہوا۔ حضرت جبریل نے حضرت مریم پر پھونک ماری ...... اس پھونک کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی کہ یہ پھونک ہم نے ماری، اللہ کے حکم ہی سے جناب جبریل نے پھونک ماری، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس پھونک کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾ [التحریم : ۱۲]

"(لوگو!) عمران کی بیٹی مریم کو بھی دیکھو کہ جس نے اپنی عزت کو بچا کر رکھا تو ہم نے اس میں اپنی ایک روح پھونک دی۔ اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کو سچ مانا اور وہ فرماں برداروں میں سے تھی۔"

قارئین کرام ! مندرجہ بالا آیت سورۂ تحریم کی آخری آیت ہے۔ اس میں حضرت مریم علیہا السلام کی عزت وحرمت اور عفت و آبرو کی حفاظت کی بات کی گئی ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کو اس پر خراج تحسین پیش کیا گیا ہے...... قرآن کے اس خراجِ تحسین کے بعد آیئے ! اب قرآن کا ایک اور مقام ملاحظہ ہو:

﴿وَالَّتِيٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [الأنبياء : ۹۱]

''وہ خاتون جس نے اپنی عزت کو محفوظ کر کے رکھا، ہم نے اس میں پھونک ماری، پھر اس عورت کو اور اس کے بیٹے کو تمام جہان والوں کے لیے ایک نشان بنا دیا۔''

قارئین کرام ! ''احصان'' کا جو لفظ ہے اس کا معنی ہے عزت و عصمت کو قائم رکھنا، محفوظ رکھنا ...... حضرت مریم علیہا السلام کے لیے یہ عام معنوں میں استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب ہے کہ نکاح سے بھی اور نکاح کے علاوہ نا جائز صورتوں سے بھی اپنی عزت کو قائم رکھنا ...... یوں قرآن نے واضح کر دیا کہ حضرت مریم علیہا السلام نے نکاح نہیں کیا اور نکاح کے علاوہ تو ایسی پاک دامنی کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا ...... وہ ہر دو صورتوں میں پاکدامن اور عفت مآب تھیں، عصمت مآب تھیں۔ ''مآب'' کا مطلب ہے جگہ بنانا ...... یعنی عفت مآب کے لفظ کا باکمال معنوں میں اطلاق ہوتا ہے تو حضرت مریم علیہا السلام پر کہ حضرت مریم علیہا السلام وہ ذات ہیں کہ جن کی ذات میں پاکدامنی پناہ پکڑتی ہے ...... ہاں ہاں !

اے مسیحی کہلوانے والو ! حضرت مریم علیہا السلام کے احترام میں تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ کی قسم ! اس میدان میں تمھارا اور ہمارا زمین آسمان کا فرق ہے ...... اگر اس فرق کو مٹانے کا ارادہ ہے تو پھر ہمارے ساتھ آنا ہوگا ...... قرآن کو ماننا ہوگا ...... وہ قرآن جو میرے حضور حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

حضرت مریم بیت اللحم میں

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے جب پھونک ماری تو کیا ہوا......؟ قرآن بتلاتا ہے:

﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا﴾ [مریم: ۲۲]

''چنانچہ مریم کو اس بچے کا حمل ٹھہر گیا اور وہ اس کو لیے ایک دور دراز جگہ جا پہنچیں۔''

یاد رہے! دور دراز کی یہ جگہ یروشلم سے 12 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ بیت اللحم کا علاقہ ہے۔ حضرت مریم اس الگ تھلگ علاقے کی طرف اس لیے نکل گئیں تاکہ وہ اپنی جسمانی تبدیلی کو لوگوں سے بچائیں۔ لوگوں کے طعن و تشنیع سے بھی بچیں۔ باقی جس رب نے یہ سارا کچھ کیا ہے وہ جنگل میں سامان ضرورت بھی فراہم کرے گا...... جو رب طرح طرح کے کھانے اور بے موسمے پھل دیتا تھا وہ بیابان میں بھی ضرورتیں پوری فرمائے گا۔ اللہ کی قسم! کمال کردار ہے حضرت مریم علیہا السلام کا۔ وہ یہ بھی سوچتیں تو حق بجانب تھیں کہ اللہ نے یہ سارا کچھ کیا ہے، لہٰذا یروشلم سے باہر جانے کی کیا ضرورت ہے؟

ہاں ہاں! ایمان تو تھا مگر شرم و حیا کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی بدلتی ہوئی جسمانی حالت کے ساتھ یہاں ٹھہر نہ سکتی تھیں، چنانچہ جو وہ کر سکتی تھیں انھوں نے کیا اور شرم و حیا انھیں بارہ کلومیٹر دور بیت اللحم کے جنگل اور بیابان میں لے گئی۔

اے مسیحی کہلوانے والو! حضرت مریم علیہا السلام تو اس قدر غیرت مند تھیں کہ اپنی جسمانی تبدیلی کو چھپانے کے لیے جنگل میں چلی گئیں، لیکن تمھارا حال یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے مجسمے بناتے ہو۔ کبھی گود میں بیٹا تھماتے ہو۔ کبھی کس طرح کی تصویر بناتے ہو، کبھی کس طرح کی بناتے ہو۔ ننگا چہرہ دکھلاتے ہو۔ کپڑے پہنا کر بھی جسم کے اعضا کو نمایاں کرتے ہو۔ بتلاؤ! تم نے حضرت مریم علیہا السلام کی خواہش کا کیا احترام کیا۔ ان کی عفت و عصمت کی حفاظت کا کیا اہتمام کیا۔ اگرچہ یہ تصویریں تمھارے اپنے خیال ہیں، یہ تصویریں حضرت

مریم علیہا السلام کی نہیں ہیں مگر تم نسبت تو حضرت مریم علیہا السلام کی طرف کرتے ہو...... اس لحاظ سے تم لوگ حضرت مریم علیہا السلام کی توہین کا ارتکاب کرتے ہو...... انھوں نے اپنے آپ کو چھپا کر رکھا، پردے میں رکھا۔ تم لوگ انھیں سارے جہان میں نمایاں کر کر کے توہین کرتے پھرتے ہو...... ہاں ہاں! اللہ کی قسم! تم توہین کرتے ہو اور عزت ہم کرتے ہیں۔ ہمارا قرآن یہ عزت سکھلاتا ہے۔ ہمارے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا درس دیتے ہیں۔ اگر صحیح معنوں میں حضرت مریم علیہا السلام کی عزت کرنا چاہتے ہو...... توہین سے بچنا چاہتے ہو تو ماننا پڑے گا قرآن کو...... کلمہ پڑھنا پڑے گا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا...... اور جان چھڑانا ہوگی حضرت مریم علیہا السلام کے ان مجسموں، بتوں اور تصویروں سے کہ جن کی غلط نسبت حضرت مریم علیہا السلام کی طرف کی گئی ہے...... میری دعا ہے اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حضرت مریم پاکدامنہ کی صحیح معنوں میں عزت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ننھے مسیح کی پیدائش

قرآن حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے بتلاتا ہے:

﴿فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا﴾ [مریم: ٢٣ تا ٢٦]

”بچے (ننھے مسیح) کی پیدائش کا درد مریم کو کھجور کے درخت کے پاس لے آیا۔ وہ تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور (شادی کے بغیر بچہ کیسے پیدا ہو گیا۔ قوم کے سامنے اس سوال کا سامنا کرنے کی پشیمانی اور شدت درد کی وجہ سے) مریم پکار اٹھی، کاش! میں اس وقت کے آنے سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور لوگوں کے

ذہنوں سے بھول بھلا گئی ہوتی۔ (کھجور کا درخت بلند ٹیلے پر تھا) چنانچہ اسی لمحے درخت کے نشیب سے (فرشتے نے) مریم کو آواز دی اور کہا، غم زدہ نہ ہو، ذرا نیچے دیکھ تو سہی، تیرے پالنہار مولا نے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا ہے۔ کھجور کے تنے کو ہمت کر کے ہلاؤ تو سہی وہ تم پر تازہ بہ تازہ کھجوریں گرائے گا۔ لو! اب تازہ کھجوریں کھاؤ، چشمے کا پانی پیو اور (گود میں ننھے مسیح کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو (اور سنو! پریشان یا پشیمان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں) اگر کوئی شخص تمھیں دیکھے اور (بچے کے بارے میں پوچھے) تو کہہ دینا میں نے اپنے رب رحمان کے لیے نذر مانی ہے، خاموش رہنے کا روزہ رکھا ہوا ہے، لہٰذا آج کے دن تو میں بھول کر بھی نہیں بولوں گی۔"

اے مسیحی کہلوانے والو! ننھے مسیح کی پیدائش کے بارے میں اپنی من گھڑت کہانیاں بھی ملاحظہ کرو اور قرآن کی حقیقت پر مبنی داستان بھی ملاحظہ کرو ...... حضرت مریم اکیلی ہیں، کوئی ان کے پاس نہیں۔ نہ یوسف ترکھان نہ کوئی اور ...... اکیلی مریم تھیں اور اللہ کی قدرت کے معجزانہ نظارے تھے۔ آیئے اب اگلا منظر ملاحظہ کیجیے!

قوم کا سامنا

قرآن بتلاتا ہے:

﴿فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَٰٓأُخْتَ هَٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا﴾ [مریم: ٢٧ تا ٣٢]

"مریم ننھے مسیح کو اٹھائے اپنی قوم کے پاس آن پہنچی۔ لوگوں نے بچے کو دیکھا تو

کہنے لگے ...... مریم! تو نے تو غضب کی برائی کر ڈالی ہے، اے ہارون کی بہن! تو نے کیا کر ڈالا، حالانکہ تیرا باپ (عمران) بھی کوئی برا آدمی نہ تھا اور تیری ماں کا کردار بھی کوئی برا نہ تھا ...... مریم نے (سب کی بھانت بھانت کی بولیاں اور الزامات سن کر) ننھے مسیح کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس سے پوچھ لو۔ لوگ کہنے لگے، کیا باتیں کرتی ہے، ہم اس سے پوچھیں جو گود میں اٹھایا ہوا دودھ پیتا بچہ ہے؟ اتنے میں ننھا مسیح بول اٹھا، ہاں ہاں! میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے کتاب (انجیل) عطا فرمائی ہے۔ مجھے نبی بھی بنا دیا گیا ہے۔ میں جہاں کہیں بھی رہوں (لوگوں کے لیے) مجھے بابرکت بنا دیا ہے۔ (جب میں بڑا ہو جاؤں گا تب) اللہ نے مجھے نماز پڑھنے کا (ابھی سے) حکم دے دیا ہے، زکوٰۃ دینے کا آرڈر بھی جاری فرما دیا ہے۔ مجھے یہ بھی تلقین فرما دی ہے کہ میں اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہوں۔ (سن لو!) میرے اللہ نے مجھے سخت قسم کا ڈکٹیٹر نہیں بنایا۔ الغرض! جس دن میں پیدا ہوا اسی روز سے مجھ پر سلامتی ہی سلامتی ہے اور جس دن فوت ہو جاؤں گا اس دن بھی سلامتی ہو گی اور جس دن (قیامت کو) اٹھایا جاؤں گا اس دن بھی (میرے مولا کی میرے لیے) سلامتی ہی سلامتی ہو گی۔''

اے مسیحی کہلوانے والو! قرآن نے حضرت مریم علیہا السلام کے کنوارپن کا حق ادا کر دیا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ یوسف نام کا کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا۔ کنواری مریم اکیلی تھیں اور ننھا مسیح ہے جو اپنی والدہ کی عصمت و عزت اور کنوارپن کا تحفظ بھی کر رہا ہے اور اپنے بارے میں بھی بتلا رہا ہے کہ وہ مستقبل میں بطور نبی اپنا کردار ادا کرنے والا ہے ...... جبکہ تم! اے مسیحی کہلانے والو! چودہ صدیاں بعد بھی نہ حضرت مریم علیہا السلام کو پہچان سکے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جان سکے، جانتے اور پہچانتے کیسے کہ قرآن جو

جان پہچان کرواتا ہے اسے متعصب پوپ پادریوں نے تمھاری پہنچ سے دور رکھا ہے، لہٰذا آج وہ قرآن ہی کو جلانے کی مذموم حرکتیں کرتے ہیں ...... آؤ! آج ہی پہچان لو، قرآن تمھیں آج بھی کہہ رہا ہے:

﴿ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ﴾ [مریم : ۳٤]

''یہ ہیں حقائق مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں۔ حق سچ بات یہی ہے جس میں (پوپ پادری اور جھگڑالولوگ) شک وشبہات میں پڑے ہوئے ہیں۔''

حضرت مریم علیہا السلام کے بھائی ہارون

یہودی قوم نے جب حضرت مریم علیہا السلام پر اعتراض کیا تو قرآن نے بتلایا کہ اعتراض کرتے ہوئے انھوں نے حضرت مریم کو ﴿يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ﴾ کہا ...... یعنی اے ہارون کی بہن! ...... یہ تو نے کیا کیا؟

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، جو اللہ کے آخری رسول حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نجران کے علاقے میں نصرانیوں کی طرف (اسلام کی دعوت) دینے کے لیے بھیجا ...... وہاں کے لوگوں نے مجھ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ جو تم (قرآن میں) ﴿يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ﴾ پڑھتے ہو تو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام میں تو صدیوں کا فرق ہے (پھر مریم علیہا السلام حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی بہن کیسے ہوگئی؟) اب مجھے معلوم نہیں تھا کہ انھیں کیا جواب دوں، چنانچہ جب میں واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے انھیں بتلانا تھا کہ وہ لوگ اپنے سے پہلے نبیوں اور بزرگوں کے نام پر (اپنی اولادوں کے) نام رکھا کرتے تھے۔'' [ترمذی، أبواب التفسیر]

ثابت ہوا...... حضرت مریم علیہا السلام کے بھائی کا نام ہارون تھا...... جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی بہن کا نام مریم تھا اور اس مریم کے نام پر عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام "مریم" تھا، اسی طرح حضرت ہارون علیہ السلام کے نام پر حضرت مریم علیہا السلام کے بھائی کا نام بھی ہارون تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہارون بھی نیک آدمی تھے۔ حضرت مریم سے بڑے تھے۔ ان کی نیکی اور پرہیز گاری کا شہرہ تھا، اسی لیے یہودیوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو "اے ہارون کی بہن" کہہ کر مخاطب کیا کہ تمھارا باپ بھی انتہائی نیک، ماں بھی بہت صالحہ اور بھائی بھی انتہائی متقی...... مگر یہ بچہ جسے بغیر شادی کے اٹھائے ہوئے تو آ گئی ہے تو یہ کیسے آ گیا؟

اپنے آپ کو مسیحی کہلوانے والو! آپ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلایا اور حضرت مریم علیہا السلام پر بھی بہتان لگایا۔ یہودیوں کے متعصب اور غالی لوگ متواتر حضرت مریم علیہا السلام پر الزام لگاتے چلے آئے ہیں ...... ان لوگوں نے اس قدر ظلم اور بہتان باندھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو بہتان کا نشانہ بنا دیا...... ان لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام پر اس لیے بہتان لگایا کیونکہ وہ حضرت مریم علیہا السلام کے کفیل تھے...... ظلم کی بات یہ ہے کہ عہد نامہ قدیم میں حضرت زکریا علیہ السلام کو نبی بھی کہا گیا ہے اور ساتھ ہی ان کے کردار پر انگلی بھی اٹھائی گئی ہے ...... جی ہاں! ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے سرپرست اور کفیل حضرت زکریا علیہ السلام کے کردار کی عظمت کا بھی تذکرہ کریں۔

اے مسیحی کہلوانے والو! آؤ ...... قرآن ملاحظہ کرو اور حضرت مریم کے کفیل اور سرپرست حضرت زکریا علیہ السلام کی شان اور آن بھی ملاحظہ کرو ...... جی ہاں! اس قرآن میں سے جو حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے بیٹا مانگا

قارئین کرام! قرآن کے حوالے سے یہ تو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام

جب کبھی حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آتے تو طرح طرح کا رزق موجود پاتے ...... قرآن کے طرزِ بیان پر غور کرتے ہوئے یہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک بار حضرت مریم علیہا السلام کے پاس طرح طرح کے بے موسمے پھل دیکھے اور پوچھا، مریم! یہ کہاں سے آئے؟ حضرت مریم علیہا السلام نے جواب دیا، اللہ کے ہاں سے، تو پھر!

ہاں ہاں! یہ وہ لمحہ تھا، حضرت مریم علیہا السلام کے یہ وہ الفاظ تھے جنھوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں امید کی شمع روشن کر دی ...... وہ خود بوڑھے تھے، بیوی بھی نہ صرف بوڑھی تھیں بلکہ بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم تھیں، چنانچہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں فوراً یہ بات آئی کہ جو اللہ حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسم کے پھل دے سکتا ہے وہ مجھے بے موسم کا بیٹا کیوں نہیں دے سکتا؟ بالکل دے سکتا ہے ...... وہ ہر شے پر قادر ہے، لہٰذا حضرت زکریا علیہ السلام موقع تاک کر فوراً بیٹا مانگنے لگے ...... لیکن چپکے چپکے سے کہ کوئی سن نہ لے کہ بوڑھا نبی بڑھاپے میں بیٹا مانگ رہا ہے ...... قربان جاؤں اپنے پیارے مصطفیٰ حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قرآن پر کہ قرآن نے حضرت زکریا علیہ السلام پر گزرنے والے ان سارے حالات کا نقشہ کھینچ کے رکھ دیا ...... ملاحظہ ہو! سورۂ مریم ...... جی ہاں! اس سورت کا آغاز ہی حضرت زکریا علیہ السلام سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے جس انداز سے حضرت زکریا علیہ السلام کی بات کرتے ہیں، اب وہ بات ملاحظہ ہو:

﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۝ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ۝ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا﴾ [مریم : ۲ تا ٦]

”(میرے حبیب اور خلیل!) اب تمھارے رب کی اس رحمت کا ذکر ہونے چلا

ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر نازل فرمائی۔ اس منظر سے پردہ اٹھایا جانے لگا ہے جب زکریا اپنے رب کے حضور چپکے چپکے فریاد کرنے لگا تھا۔ کہنے لگا، میرے پروردگار! اگرچہ میری ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں، بزرگی کی وجہ سے سر کے بال صاف سفید ہو گئے مگر یہ بھی تو حقیقت ہے کہ میں تیرے حضور فریاد کر کے کبھی محروم نہیں رہا۔ مولا کریم! بات یہ ہے کہ میں اپنے (فوت ہونے کے) بعد اپنے بھائی بندوں (کی برائیوں اور گمراہیوں) سے ڈرا رہتا ہوں، جبکہ صورتحال یہ ہے کہ میری بیوی بھی بانجھ ہے، لہٰذا مجھے اپنی جناب سے ایک بیٹا عطا فرما دے، جو (نبوت و دعوت کے لحاظ سے) میرا بھی وارث بن جائے اور آل یعقوب کا بھی وارث بن جائے۔ پروردگارا! (جو بیٹا عطا فرمائے) اسے (اپنا اور سب مخلوق کا) محبوب بنا دینا۔"

اے مسیحی کہلوانے والو! قرآن میں حضرت زکریا علیہ السلام کی شان اور مرتبے کو ملاحظہ کرو ...... اس شان اور مرتبے کا خصوصی طور پر ذکر کرنے کا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام جیسے پاکباز نبی کے خلاف جو انگلی اٹھتی ہے اور جو زبان بولتی ہے وہ جھوٹی ہے۔

اللہ اللہ! میرے مولا نے قرآن کے ذریعے سے حضرت مریم علیہا السلام کے کفیل کی بلند شان بیان کر کے واضح کر دیا کہ حضرت مریم علیہا السلام بھی پاکباز تھیں اور ان کے کفیل بھی پاکباز تھے۔

اے مسیحی کہلوانے والو! میرے پیارے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قرآن تو حضرت مریم علیہا السلام کے کفیل کی پاکدامنی اور علو شانی کا بھی ذمہ اٹھائے ...... مگر تم! اس قرآن کو جلانے کا اعلان کرو اور جس عظیم ہستی پر یہ قرآن آیا اس پاک نبی کی توہین کرو ...... خاکے بناؤ، ذرا سوچو! ایسی حرکت کر کے تم کہیں حضرت زکریا علیہ السلام کے تحفظ کو بھی تار تار تو نہیں کر رہے اور حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی کے حصار کو بھی توڑ تو نہیں رہے؟ یقیناً ...... اللہ کی قسم! تم ایسا ہی کر رہے ہو۔ بتلاؤ! پھر تم کہاں کے عقلمند اور دانا ہو؟ اور ذرا بتاؤ تو سہی کہ تم

حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام سے کیسی محبت وعقیدت رکھنے والے ہو؟

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی آمد

اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کے کفیل زکریا نبی علیہ السلام کی فریاد کو سن لیا اور اپنے بندے زکریا کو بیٹے کی خوشخبری دیتے ہوئے جو آواز دی ...... آیئے! اس آواز پر کان لگایئے۔ یہ آواز ملے گی قرآن سے! اللہ آواز دیتے ہیں:

﴿يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾

[مریم : ۷]

''اے زکریا! ہم تجھے بیٹے کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ بچے کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس سے پہلے ہم نے ایسا نام کسی کا نہیں رکھا۔''

اللہ اللہ! مولا کریم نے بچے کا نام بھی رکھ دیا اور یہ بچہ بڑا ہو کر کن صفات کا حامل ہوگا، کیسے کریمانہ اخلاق سے مالا مال ہوگا، اللہ نے اس کا تذکرہ بھی کر دیا...... اے مسیحی کہلانے والو! وہ یحییٰ جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بپتسما دیا۔ اس یحییٰ علیہ السلام کی صفات اور کریمانہ اخلاق کا انداز قرآن میں دیکھو اور غور کرو کہ قرآن کریم حضرت مریم علیہا السلام ہی نہیں، حضرت مریم کے کفیل کی شان بھی بیان کرتا ہے۔ جی ہاں! میرے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والا قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نہیں ...... ان کو بپتسما دینے والے حضرت یحییٰ علیہ السلام (John the baptist) کی شان بھی بیان فرماتا ہے ...... ملاحظہ ہو قرآن میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بلند شان کا نظارہ ...... حضرت یحییٰ علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ [مریم : ۱۲ تا ۱۵]

”اے یحییٰ ! (تورات کی) کتاب پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤ۔ (لوگو! آگاہ ہو جاؤ) ہم نے یحییٰ کو بچپن ہی میں فیصلہ کرنے کی قوت عطا فرما دی تھی۔ ہم نے اسے اپنی مہربانی سے نرم دل اور پاک سیرت بنا دیا تھا۔ یحییٰ بڑا پرہیز گار تھا۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ بڑا اچھا رویہ رکھنے والا تھا۔ نہ ہی سخت طبیعت والا اور نہ ہی (اپنے مولا کا) نافرمان تھا۔ (ایسی صفات کے حامل پر) سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس روز فوت ہو گا اس دن بھی سلامت رہے گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اس دن بھی (قیامت کی حشر سامانیوں سے) سلامت رہے گا۔“

اے مسیحی کہلوانے والو! جس یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بپتسما دیا اس پر اللہ کی طرف سے سلام ہی سلام ہے، سلامتی ہی سلامتی ہے ......مگر آہ! وہ آخری رسول جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کی عزت و ناموس تمھاری زبانوں اور تحریروں سے کیوں سلامت نہیں؟ قرآن تین تین بار سلامتی کا اعلان کرے ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اور ان کو بپتسما دینے والے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے بھی، مگر قرآن کی باری آئے تو اس کی سلامتی یوں تار تار ہو کہ تمھارے متعصب پادریوں کے ہاتھوں سے جلے۔ آخر کیوں؟ اس کا جواب چاہیے کہ کیوں ......؟

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت:

انگلش بائبل میں حضرت یحییٰ علیہ السلام سے جو سلوک کیا گیا وہ یوں لکھا گیا ہے:

John later taught in the region of galilee, where he was arrested by the client ruler, Herod antipas, and then executed for publicly criticizing Herod's marriage to his sister-in-law.

”حضرت یحییٰ علیہ السلام نے گلیل کے علاقے میں تبلیغی کام کیا، وہیں انھیں گرفتار کر لیا

گیا۔ گرفتاری ہیروڈ حاکم کے حکم سے عمل میں آئی اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو موت کی سزا دی گئی۔ اس وجہ سے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام عوام کے سامنے ہیروڈ کو تنقید کا نشانہ بناتے تھے، کیونکہ اس نے اپنی بیوی کی بہن سے شادی کر لی تھی۔"

قارئین کرام! یہاں ایک مسئلہ یہ بھی حل ہوا کہ عہد نامہ قدیم میں جو یہ لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی دو بیویاں، دونوں بہنیں تھیں، تو یہ غلط ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام پر الزام ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو حضرت یحییٰ علیہ السلام، جو تورات پر عمل کرنے والے تھے، وہ ہیروڈ کے عمل پر تنقید نہ کرتے۔ لہٰذا تورات میں ایک ہی وقت میں دو بہنوں کے ساتھ شادی کبھی جائز نہیں رہی ...... یہی وجہ ہے کہ حق کی دعوت دیتے ہوئے حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید کر دیے گئے۔

ایمان پر موت اور دعوت حق پر شہادت وہ سلامتی ہے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حصے میں آئی ...... اللہ اللہ! اسی لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کی موت پر قرآن میں اللہ کی طرف سے سلام آیا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی داعیانہ کوشش کا راستہ ہموار کرنے والے نبی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے قرآن مجید کی طرف سے خراجِ تحسین کا پیام آیا...... اے مسیحی کہلانے والو! یہ تھے حضرت یحییٰ علیہ السلام ...... اب آیئے! چلتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب اور ملاحظہ کرتے ہیں اس دنیا سے ان کے جانے کے مناظر......

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری لمحات

اردو میں چاروں انجیلوں اور انگریزی میں "The Complete Bible" کی تفصیلات کے مطابق حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام گلیل سے یروشلم تشریف لائے۔ ان کے قریبی ساتھی اور حواری بارہ تھے۔ یروشلم میں انھوں نے دعوت دینا شروع کی تو ہزاروں لوگ ان کے معجزات اور دعوت کو دیکھ کر پیروکار بننے لگے۔ یہود کے علماء نے اس دعوت کو اپنے لیے

خطرہ جانا ...... بات ہیروڈ حاکم تک پہنچی اور پھر یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزامات لگا کر مقدمہ چلایا ...... مقدمے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے صلیب پر گاڑ کر موت کی سزا کا اعلان کر دیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوہِ زیتون پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آخری کھانا کھایا اور آگاہ کر دیا کہ میرا ایک ساتھی مجھ سے غداری کرے گا ...... آخر کار! سزا پر عمل درآمد کے لیے حکومت کی پولیس اسلحہ سے لیس ہو کر گرفتار کرنے آ گئی۔ یہودا اسکریوتی جو غداری کر کے حکومت اور یہودی علماء سے ملا ہوا تھا، اس نے آگے بڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بوسہ دے کر نشاندہی کر دی اور پولیس دھکم پیل کے بعد بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے لے گئی۔

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکانے کے لیے لے جایا جاتا ہے۔ یروشلم کے یہودی لوگ نظارہ دیکھنے کے لیے موجود ہیں۔ وہ مذاق بھی کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے بڑا مذاق یہ تھا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ بننے کی باتیں کرتا ہے۔ لو! دیکھو یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ سر پر بطور مذاق کانٹوں کا تاج رکھا جاتا ہے اور پھر لوگ مذاق کرتے ہیں کہ یہ ٹیمپل کو ڈھا دے گا اور صرف تین دنوں میں تعمیر کر کے مکمل کر دے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چل رہے تھے اور ایک ساتھ بورڈ لکھا ہوا تھا: ''یہ عیسیٰ ہے، جو یہودیوں کا بادشاہ ہے۔'' اسی طرح مزید ظلم اور مذاق یہ کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جس صلیب پر لٹکا کر سولی دی جانا تھی وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑا دی گئی کہ اس کو اٹھا کر مطلوبہ جگہ پر بھی خود ہی لے جاؤ ...... جس جگہ لے کر جانا تھی وہ جگہ یروشلم سے باہر تھی، اس کا نام ''Golgotha'' بتایا گیا ہے ...... اس جگہ تک پہنچنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا ہوا ...... انگلش بائبل نے اس کی تفصیل ایک مختصر چارٹ میں یوں دی ہے ...... ملاحظہ ہوں 14 عدد مقامات:

① حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت کی سزا سنا دی گئی۔

② حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب اٹھاتے ہیں۔

③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلی مرتبہ گر پڑتے ہیں۔

④ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ محترمہ سے ملاقات کرتے ہیں۔

⑤ سائیرینے کے سائمن کی طرف سے صلیب اٹھانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی جاتی ہے۔

⑥ ویرونیکا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چہرہ صاف کرتی ہے۔

⑦ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسری بار گر پڑتے ہیں۔

⑧ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یروشلم کی لڑکیوں کو حوصلہ دیتے ہیں۔

⑨ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیسری مرتبہ گر پڑتے ہیں۔

⑩ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کپڑے اتار لیے گئے۔

⑪ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا کر کیل ٹھونک دیے گئے۔

⑫ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔

⑬ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو صلیب سے اتار لیا گیا۔

⑭ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دفن کر دیا گیا۔

قارئین کرام! یہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا آخری منظر، جسے انگلش بائبل نے ترتیب وار مگر اختصار کے ساتھ بیان کر دیا ہے ...... اس سارے منظر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت، توہین اور بے عزتی کی انتہا ہے ...... جی ہاں! اگر یہ سارا کچھ درست ہے اور اسی طرح ہوا ہے تو قرآن بتلاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہیں ہوا ...... آیئے! قرآن کی بات پر کان لگایئے ...... دیکھیے قرآن کیا کہتا ہے؟

اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ [النساء: ۱۵۷، ۱۵۸]

''یہودیوں کا یہ کہنا کہ ہم نے جناب مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا جو اللہ کے رسول ہیں۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ ان لوگوں نے نہ تو انھیں قتل کیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا، بلکہ یہ معاملہ ان کے لیے خلط ملط کر دیا گیا اور جن لوگوں نے اس معاملے میں اختلاف کیا وہ بھی شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ انھیں حقیقت حال کا کچھ پتا نہیں، محض گمان اور خیال کے پیروکار بنے ہوئے ہیں۔ اصل بات بہر حال یہی یقینی اعلان ہے کہ ان یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو بالکل بھی قتل نہیں کیا ...... بلکہ اللہ نے انھیں اپنی طرف اٹھا لیا...... اور اللہ غالب بھی ہے اور حکمت و دانائی والا بھی ہے۔''

اے مسیحی کہلانے والو! تم لوگوں نے کوہِ زیتون کے باغ سے لے کر ''گولگوتھا'' تک ایک روٹ بنا رکھا ہے۔ کئی مقامات پر بلڈنگیں اور یادگاریں بھی بنا رکھی ہیں کہ فلاں مقام پر یہ ہوا اور فلاں مقام پر یہ ہوا ...... مگر قرآن کہتا ہے کہ اللہ نے اپنے پیارے رسول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو بے عزت نہیں ہونے دیا، توہین کا شکار نہیں ہونے دیا، بلکہ یہودیوں کی دستبرد سے بچایا اور اللہ نے اپنے رسول علیہ السلام کو زندہ ہی اپنے پاس بلا لیا...... اور اس وقت وہ آسمانوں میں قیام فرما ہیں۔

وہ حواری جو تمھارے کہنے کے مطابق حکومت کے ہاتھ بک گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

اس نے گرفتار کروایا۔ اس کا نام یہودا اسکریوتی ہے۔ ثابت یہی ہوا کہ تمھارے کہنے کے مطابق جس نے مخبری کی اسی کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر پولیس لے گئی۔

سارے یہودی بھی شبے میں پڑ گئے، اس شک شبے میں اللہ نے ان کو ڈالا، چنانچہ یہ سارے اسٹیشن جو تم لوگوں نے بنائے ہیں، ان اسٹیشنوں اور مقامات پر جو توہین آمیز سلوک ہوا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہیں ہوا، بلکہ وہ یہودا اسکریوتی کے ساتھ ہوا۔

اے مسیحی کہلانے والو! اب تم لوگ محض گمان اور خیال کے پیچھے پڑے ہوئے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دفن کر دیا گیا، پھر تیسرے دن وہ جی اٹھے...... جی اٹھنے کا منظر کس نے دیکھا...... اس میں بھی اختلاف ہے۔ پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اور اب دوبارہ آئیں گے۔

ہاں ہاں! یہودیوں نے جس یہودا اسکریوتی کو دفن کیا ...... تم لوگ اس کو عیسیٰ ابن مریم سمجھ رہے ہو...... پھر داستانیں بنانے لگ گئے ہو...... یہ تو مانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے، مگر تم لوگ یہودیوں کے ہاتھوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و اہانت کو تسلیم کر کے مانتے ہو، جبکہ قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت و حرمت کا محافظ بن کر اعلان کرتا ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے ہاتھوں بے عزت نہیں ہونے دیا۔ بتلاؤ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت اور شان کی بلندی کے سچے دعویدار تم ہو یا ہم ہیں، جو قرآن کو ماننے والے ہیں؟ یقیناً! ہم ہیں جو قرآن کو ماننے والے ہیں۔ آیئے! اس ہم کے لفظ میں آپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں۔

آیئے! اب آخری منظر ملاحظہ ہو!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور وفات

اے مسیحی کہلوانے والو! آپ کو معلوم ہے کہ ہم مسلمانوں کی سب سے معتبر ترین حدیث کی کتابیں بخاری اور مسلم ہیں۔ ان کتب میں ''انبیاء'' اور ''ایمان'' کے چیپٹرز میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ وقت آنے والا ہے جب تم لوگوں میں ابن مریم علیہما السلام آئیں گے۔ عادل حکمران کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب توڑ دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔''

ہاں ہاں! جس صلیب کو تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کر کے ان کی اہانت کرتے ہو، توہین کرتے ہو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی توہین کے اس نشان (Simble) کو توڑ ڈالیں گے۔ پاش پاش کر دیں گے۔ پھر توہین کرنے والا کوئی نہیں رہے گا...... اس لیے کہ سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور جب مسلمان ہو جائیں گے تو بطور حکمران حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کس سے لیں گے؟ چنانچہ جزیہ ختم ہو جائے گا...... جزیہ ختم ہونے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ وہ اپنے نا ماننے والوں کو جزیہ کے ذریعے سے کفر پر رہنے کا حق نہیں دیں گے۔ بس ایک ہی صورت ہو گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کیا جائے...... جی ہاں! اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تسلیم کروائیں گے تو آخری پیغمبر حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تسلیم کروائیں گے...... یہودی لوگ جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور صلیب پر چڑھانے کا دعویٰ کیا ان کے دعوے بھی ختم ہو جائیں گے، انھیں بھی مسلمان بننا ہو گا...... یہ وہ منظر ہے جو توہین آمیزیوں سے پاک ہے، جو حضرت مسیح علیہ السلام کی بلند شان کا آئینہ دار ہے...... اس منظر کا قرآن نے نقشہ یوں کھینچا ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ [النساء: ۱۵۹]

''یہ جتنے بھی اہل کتاب ہیں عیسیٰ ابن مریم کی موت سے پہلے ضرور ان پر ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان کے خلاف گواہی دیں گے۔''

جی ہاں! ان کے خلاف گواہی دیں گے جنھوں نے:

﴿وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا﴾ [النساء : ١٥٦]

''عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور حضرت مریم علیہا السلام پر عظیم بہتان بھی باندھ دیا۔''

جی ہاں ! حضرت مریم اور ان کے کفیل حضرت زکریا علیہما السلام پر بہتان لگا دیا ...... ان بہتان لگانے والے لوگوں کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن گواہی دیں گے، اللہ کے حضور دیں گے۔

اے مسیحی کہلوانے والو ! تمھارے خلاف بھی گواہی دیں گے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بناتے رہے ...... یہود کی بات مانتے رہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا، صلیب پر چڑھا دیا، صلیب کی پوجا کرتے رہے ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حضور صاف کہیں گے، اے اللہ ! میرے ساتھ ایسی داستانیں وابستہ کرنے والوں کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ...... یہ سب میری توہین کرنے والے ہیں۔

اے مسیحی کہلوانے والو ! جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے، تب جو مسیحی موجود ہوں گے وہ تو ایمان لا کر بچ جائیں گے جبکہ تم بتلاؤ ...... تمھارا کیا ہوگا ؟ تمھارا کیا بنے گا ؟ ہاں ہاں ! تمھارے لیے جو چانس ہے وہ اسی وقت ہے، اس چانس سے فائدہ اٹھا لو ...... قرآن مان لو ...... صاحب قرآن حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ ...... یوں تم لوگ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے محبّ بن جاؤ گے اور اگر نہیں مانتے ہو تو تمھاری کتابوں سے محبت نہیں بلکہ دشمنی اور توہین جھلکتی ہے۔ بتلاؤ ! کب تک قرآن اور صاحب قرآن حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنا کر اور قرآن جلا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے رہو گے ؟

امیر حمزہ کو تمھارے جواب کا انتظار رہے گا ...... انتظار ...... انتظار ...... اور انتظار !

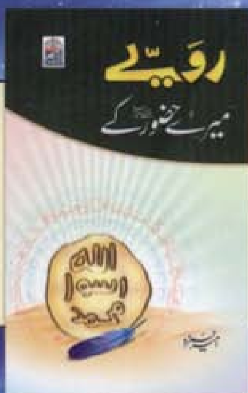
تمھاری ہدایت کا انتظار .... تمھارے جواب کا انتظار !!

A response to the insulting caricatures published in the Western world

Mannerisms of My Sire ﷺ

Ameer Hamza

A response to the insulting caricatures published in the Western world



- گستاخانہ خاکوں کا مدلل جواب۔
- حقوق انسانی پر مشتمل سیرت کا انوکھا شاہکار۔
- غیر مسلموں اور ذمیوں کے ساتھ ہمدردی لاجواب۔
- عورتوں اور بچوں کے حقوق کا خوب خیال۔
- جانوروں کے حقوق کا تحفظ بے مثال۔

صحیح اور حسن احادیث پر مشتمل

سیرۃ النبی ﷺ پر منفرد انداز میں لکھی گئی

ایک جامع کتاب





دارالاندلس

• 4-لیک روڈ چوبرجی لاہور • 6-غزنی سٹریٹ نزد رحمٰن مارکیٹ اردو بازار لاہور

Ph: +92 42 37230549, Fax: +92 42 37242639